الوصیت نمبر

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 12 — جمعۃ المبارک 29/جولائی تا 11/ اگست 2005ء — 15-22/جمادی الثانی 1426 ہجری قمری — 22-29/وفا 1384 ہجری شمسی — شمارہ 30-31

جنت کا سودا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَاَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ﴾

(التوبۃ:111)

ترجمہ: یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں تا کہ اس کے بدلہ میں انہیں جنت ملے۔

نظام وصیت کا نظام خلافت کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔جس طرح نظام وصیت میں شامل ہو کر انسان تقویٰ کے اعلیٰ معیار اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے اسی طرح خلافت احمدیہ کی اطاعت کا جُوا گردن پر رکھنے سے اس کی روحانی زندگی کی بقا ممکن ہے۔

میرا تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں، آپ کی خواہشات کے تابع آگے بڑھیں اور مالی قربانی کے اس نظام میں شامل ہو جائیں۔

(امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام تمام دنیا کے احمدیوں کے نام)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

لندن
21-07-05

ھُــــوَالــــنَّــــاصِــــر

پیارے احباب جماعت احمدیہ عالمگیر۔ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

الحمدللہ کہ الفضل انٹرنیشنل الوصیت نمبر شائع کر رہی ہے۔ اللہ کرے کہ اس کے ذریعے سے جماعت کے ہر فرد کو نظام وصیت کی اہمیت اور برکات کا علم ہو جائے اور ان کے اندر نیک اور پاک تبدیلیاں پیدا ہوں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ کے ذریعہ ایک ایسی جماعت قائم ہو جو صرف دنیا پر ہی نہ ٹوٹی پڑے بلکہ اس کو آخرت کی بھی فکر ہو کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اس لیے ایسے اعمال بجالائے جائیں جو خاتمہ بالخیر کی طرف لے جانے والے ہوں۔ آپؑ نے اپنی ساری زندگی اس اہم کام میں صرف کی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے مخلصین کی ایک جماعت تیار کی۔ دسمبر 1905ء میں جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بار بار یہ خبر دی کہ قَرُبَ اَجَلُکَ الۡمُقَدَّرُ اور آپ کو ایک قبر دکھلائی گئی جو چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی اور بتایا گیا کہ یہ آپ کی قبر ہے، نیز آپ کو ایک اور جگہ دکھلائی گئی جس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا تو الٰہی اشاروں پر آپ کے ذہن میں ایک ایسے قبرستان کی تجویز آئی جو جماعت کے ایسے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور جنہوں نے دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لیے ہو گئے اور نیکیوں پر قدم مارنے والے بن گئے اور ایسی پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ:

’’تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہو گا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکامِ قرآن میں خرچ ہو گا۔‘‘

اس طرح آپ نے مالی قربانی کا ایک ایسا اہم نظام جاری فرمایا جو آپ کے ماننے والوں کے لیے تزکیہ نفس کا بھی ذریعہ ہو۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت بھی ہو اور حقوق العباد کے سامان بھی ہوں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:

’’ان اموال میں ان یتیموں اور مسکینوں اور نومسلموں کا بھی حق ہو گا جو کافی طور پر وجوہِ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔‘‘ (الوصیت)

آپ نے اپنی جماعت کے افراد کو اس مالی نظام میں شامل ہونے کی یوں تلقین فرمائی کہ تم اس وصیت کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ قادر خدا جس نے پیدا کیا ہے دنیا اور آخرت کی مرادیں دے دے گا۔

پھر آپ نے فرمایا:

’’بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کر دیں گے اور نیز یہ ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اس کے دفتر میں سابقین اوّلین لکھے جائیں گے.......... میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعتِ دین کے لیے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔‘‘

نیز فرمایا۔

’’خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھا لو گے (یعنی اس نظام وصیت میں شامل ہو جاؤ گے اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی دل و جان سے کوشش کرتے رہو گے) تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے.......... اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے.......... تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے، ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ان کے لیے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔‘‘

باقی صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

الا اے کہ ہُشیاری و پاک زاد
بدیں دارِ فانی ، دلِ خود مَبند
اگر باز باشد ، تُرا گوشِ ہوش
کہ اے طُعمۂ مَن پس از چند روز
ہرآں کُو ، بدُنیائے دُوں مُبتلا است
بِرَست آنکہ ، برموت دارَد نگاہ
سفَر کردہ ، پیش از سَفر، سُوئے یار
پئے دارِ عقبےٰ ، کمر بستہ چُست
چو کارِ حیات است ، کارِ نہاں
جہنم کزو داد فُرقاں خبَر
چو آخر ، زِ دُنیا سفَر کردن است
چِرا ، عاقلے دِل بہ بندد در آں
بدیں قحبہ ،بَستن دِلِ خُود خطا است
چہ حاصل ، ازیں دلستانِ دو رنگ

پئے حِرصِ دُنیا ، مَدِہ دِیں بَباد
کہ دارد نہاں ، راحتش صد گزند
ز گورت ، ندائے درآید بگوش
پئے فِکرِ دُنیائے دُوں کم بِسوز
گرفتارِ رنج و عذاب و عنا است
بُریدہ زِ دُنیا ، دو دِیدہ براہ
کشیدہ زِ دُنیا ، ہمہ رَخت و بار
رہا کردہ ، سامانِ ایں خانہ سُست
ہماں بہ ، کہ دِل بگسلی زِیں مکاں
ہمیں حِرصِ دُنیا ست ، جانِ پدر
چوروزے ،ازیں رہ گُزر کردن است
کہ ناگہ ، وَزَد بر گُلِ اُو خزاں
کہ ایں دشمنِ دین وصِدق وصفا است
کہ گاہے بصُلحَت کُشَد ،گہ بجنگ

چِرا دِل نہ بندی ،بداں دلستاں کہ مِہرش رہانَد ، زِ بندِگراں
برَو ، فکرِ انجام کُن ، اے غوی! زسعدیؔ شِنَو ، گر زِ من نَشْنوی
''عروسی بوَد نوبتِ ماتمت اگر بر نِکوئی بوَد خاتمت''

(مطبوعہ رسالہ الوصیت مطبوعہ 1905ء)

ترجمہ: خبردار! اے وہ جو سمجھ دار اور نیک فطرت ہے کہ دنیا کے لالچ کے پیچھے دین کو برباد نہ کر۔ اس فانی گھر سے اپنا دل نہ لگا۔ کہ اس کے آرام میں سینکڑوں دُکھ پوشیدہ ہیں۔ اگر تیرے ہوش کے کان کھلے ہوں تو تجھے اپنی قبر سے یہ آواز سنائی دے کہ اے چند روز کے بعد میرا لقمہ بننے والے! تو اس ذلیل دنیا کے غم میں نہ جلا کر۔ ہر وہ شخص جو حقیر دنیا کے پیچھے پڑا ہے۔ وہ رنج، عذاب اور تکلیف میں گرفتار ہے۔ جو موت کی طرف نظر رکھتا ہے وہی آزاد ہے۔ دنیا سے کٹ کر اس کی دونوں آنکھیں صراط مستقیم پر لگ گئیں۔ مرنے سے پہلے وہ یار کی طرف سفر کر گیا اور دنیا سے اپنا سب سامان اور اسباب نکال کر الگ کر لیا۔ آخرت کے لئے اپنی کمر کس کر باندھ لی اور اس نکمّے گھر کا سامان چھوڑ دیا۔ چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اس لئے یہی مناسب ہے کہ تو اس مکان سے دل کو چھڑا لے۔ وہ جہنم جس کی خبر قرآن نے دی ہے، اے عزیز بیٹے! وہ یہی دنیا کی حرص تو ہے۔ جب آخر کار دنیا سے سفر کرنا ہی پڑے گا اور ایک دن اس راہ سے گزر جانا ہوگا تو پھر عقل مند اس سے دل کیوں لگائے جب یکدم اس کے پھولوں پر خزاں کی ہوا چلے گی۔ اپنا دل اس آوارہ عورت (دنیا) سے لگانا غلطی ہے کیونکہ یہ دین اور صدق وصفا کی دشمن ہے۔ اس دورنگی معشوق سے کیا حاصل ہوگا جو کبھی تجھے صلح کر کے قتل کرتا ہے کبھی لڑائی کر کے۔ تو اس معشوق سے اپنا دل کیوں نہیں لگاتا۔ جس کی محبت قید شدید سے آزاد کر دیتی ہے۔ اے گمراہ شخص! جا اور اپنی عاقبت کی فکر کر۔ اگر تو میری بات نہیں سنتا تو سعدیؔ کی بات ہی سن لے۔ (یعنی یہ کہ) تیرے ماتم کا وقت شادی بن جائے اگر تیرا خاتمہ نیکی پر ہو۔

بقیہ:پیغام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از صفحہ اول

پس میرا تمام دنیا کے احمدیوں کے لیے یہ پیغام ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان ارشادات کی روشنی میں، آپ کی خواہشات کے تابع، آگے بڑھیں اور مالی قربانی کے اس نظام میں شامل ہو جائیں۔ اپنی اصلاح کی خاطر اور اپنے انجام بالخیر کی خاطر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قدم آگے بڑھائیں اور اس کی جنتوں کے وارث بنیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ان برگزیدہ لوگوں کی قبریں بھی دکھائی گئیں جو اس نظام میں شامل ہو کر بہشتی ہو چکے ہیں۔ خدا نے آپ کو فرمایا کہ: ''یہ بہشتی مقبرہ ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے''۔

پس جیسا کہ میں نے کہا ہے اس نظام میں پوری مستعدی کے ساتھ شامل ہوں۔ جو خود شامل ہیں وہ اپنے بیوی بچوں کو اور دوسرے عزیزوں کو بھی اس میں شامل کرنے کی کوشش کریں اور خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کریں۔ میں اپنی اس خواہش کا اظہار پہلے بھی ایک موقع پر کر چکا ہوں کہ 2008ء میں جب خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے انشاء اللہ سو سال پورے ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہند ہیں اُن میں سے کم از کم پچاس فی صد ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور یہ افراد جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ نظام وصیت کا نظام خلافت کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات کی خبروں پر جہاں جماعت کی تربیت کی فکر پیدا ہوئی اور آپ نے مالی قربانی کے نظام کو جاری فرمایا وہاں آپ نے جماعت کو یہ خوشخبری بھی دی کہ میری وفات کی خبروں سے غمگین مت ہو کیونکہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ ایک دوسری قدرت کا ہاتھ سب کو تھام لے گا۔

آپ نے فرمایا:

''تم میری اس بات سے...... غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا''۔

پس رسالہ الوصیت میں نظام خلافت کی پیشگوئی فرمانا یہ ثابت کرتا ہے کہ ان دو نظاموں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور جس طرح نظام وصیت میں شامل ہو کر انسان تقویٰ کے اعلیٰ معیار اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے اسی طرح خلافت احمدیہ کی اطاعت کا جُوآ گردن پر رکھنے سے اس کی روحانی زندگی کی بقا ممکن ہے۔ مالی قربانی کا نظام بھی خلافت کے بابرکت سائے میں ہی مضبوط ہو سکتا ہے۔ پس جب تک خلافت قائم رہے گی جماعت کی مالی قربانیوں کے معیار بڑھتے رہیں گے اور دین بھی ترقی کرتا چلا جائے گا۔

پس میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں نظاموں سے وابستہ رکھے۔ جو ابھی تک نظام وصیت میں شامل نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس میں حصہ لے کر دینی اور دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور اللہ کرے کہ ہر احمدی ہمیشہ نظام خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق قائم رکھے اور خلافت کی بقا کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے اور اپنی تمام تر ترقیات کے لئے خلافت کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور ان کو پورا کرنے کی توفیق دے اور سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے ہم سب کا انجام بالخیر فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

نظام وصیت کی اہمیت و عظمت

''رسالہ الوصیت'' کی روشنی میں

(عطاء المجیب راشد۔ لندن)

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نوّے (90) سے زائد تصانیف میں ''رسالہ الوصیت'' کو ایک بلند مقام اور نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ یہ کتاب دسمبر 1905ء کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کی تصنیف کا فوری پس منظر وہ متعدد الہامات ہیں جو آپ کو بار بار ہوئے اور جن میں آپ پر یہ ظاہر کیا گیا کہ اب آپ کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ دنیا دار تو ایسی خبر ملنے پر گھبرا جاتے ہیں لیکن خدا کے پاک بندوں کا ردّعمل بالکل مختلف ہوتا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس موقع پر یہ عظیم الشان کتاب تصنیف فرمائی اور جماعت کو قرب وفات کے بارہ میں ہونے والے الہامات سے آگاہ کرتے ہوئے تسلی دی کہ اس خبر سے گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم ایک زندہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں جو ہر دم زندہ اور حی و قیوم ہے۔ ہاں آپ کی اور افراد جماعت کی طبعی فکر مندی کو دور کرنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ مسیح پاک علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے مبعوث کیا ہے اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ایک پودا ہے جس نے بہر صورت آگے بڑھنا، ترقی پر ترقی کرنا اور بالآخر ساری دنیا پر روحانی طور پر غالب آنا ہے، خدائے قادر و توانا اور علیم و خبیر نے آپ کو دو عظیم الشان بشارتیں عطا فرمائیں۔ ایک بشارت کا تعلق آپ کے وصال کے بعد جماعت میں روحانی نظام قیادت یعنی خلافت کے قیام سے ہے جس کو آپ نے قدرت ثانیہ کے الفاظ میں بیان کیا۔ دوسری بشارت کا تعلق روحانی زندگی کی بقا اور ترقی کے لئے نظام وصیت کے قیام سے ہے۔ ہر دو عظیم الشان بشارتوں کی تفصیل اور متعلقہ امور کی وضاحت حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کتاب ''الوصیت'' میں تحریر فرمائی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ کتابی سائز کے صرف چالیس صفحات پر مشتمل ہے لیکن غیر معمولی شوکت والے بیانات سے بھری ہوئی ہے۔

اس مضمون میں یہ ارادہ کیا ہے، وباللہ التوفیق، کہ نظام وصیت کی اہمیت اور عظمت کے مضمون کو رسالہ الوصیت میں مندرجہ تحریرات کی روشنی میں کسی قدر اجاگر کیا جائے۔ حتی الوسع اسی ترتیب کے ساتھ جس طرح یہ بیانات کتاب میں درج ہیں۔

❁ ...... کتاب کی بالکل ابتداء میں فرمایا:

''مَیں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں''۔

اس فقرہ سے پتہ لگتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ کتاب بہت محبت بھرے دلی جذبات کے ساتھ بطور نصیحت لکھی ہے اور خاص طور پر وہ احباب جماعت مخاطب ہیں جن کو حضور علیہ السلام نے ''دوستوں'' کے پیار بھرے لفظ میں یاد فرمایا ہے۔ گویا یہ محبت کرنے والے اور مسیح پاک علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کرنے والے کتاب کے اولین مخاطب ہیں اور پھر اس کتاب کے عمومی پیغام کا دائرہ دیگر لوگوں تک پھیلا ہوا ہے خواہ وہ لوگ جماعت کے ہوں یا غیر از جماعت ہوں۔

اس فقرہ سے حضور علیہ السلام نے ضمناً اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ حضور علیہ السلام کی تحریرات اور آپ کے کلام سے احباب کو ہمیشہ بھرپور استفادہ کی کوشش کرنی چاہیے۔ آپ کا کلام اور آپ کی تحریرات کوئی معمولی تحریرات نہیں ہیں۔ ایک دوسری جگہ آپ نے اپنی تحریرات کے بارہ میں یہ الفاظ خود تحریر فرمائے ہیں جو ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنے چاہئیں۔ فرمایا:

''میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''۔ (ازالہ اوہام صفحہ 403)

❁ ...... ''پہلے مَیں اس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں جس نے میری موت کی خبر دے کر میرے لئے یہ تحریک پیدا کی''۔

اس فقرہ میں آپ نے کتاب کے لکھنے اور اس میں نصائح درج کرنے کے فوری پس منظر کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ نے عربی اور اردو میں وحی الٰہی کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اسی مقدس وحی نے جہاں ایک طرف مجھے میری وفات کی خبر دی ہے (جس کی وجہ سے طبعاً ہر ایک کو فکر مندی ہوگی) اسی وحی کی وجہ سے میرے دل میں یہ تحریک ہوئی ہے کہ مَیں یہ نصائح لکھوں جن کی وجہ سے انہیں پڑھنے اور ان پر عمل کرنے والوں کے لئے غیر معمولی تسلّی اور اطمینان قلب کی صورت پیدا ہوگی۔ گویا یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی وحی کے تابع ہے، نظام خلافت کا قیام بھی اور نظام وصیت کا اجراء بھی۔

❁ ...... ''ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے''۔

اس فقرہ سے پتہ لگتا ہے کہ یہ دونوں نظام جو اللہ تعالیٰ کی ایماء سے قائم ہوں گے نہ صرف خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ہوں گے بلکہ ایسے کھلے کھلے نشانات ثابت ہوں گے کہ دنیا ہمیشہ ان کی عظمت کو دیکھتی رہے گی۔ اور ان نشانوں کا وجود کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ نظام خلافت بھی اور نظام وصیت بھی ہمیشہ جاری رہیں گے۔ نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ان ہر دو نشانات کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کرنے کا ذریعہ ہوگا۔ اور ان دونوں کے لئے مسیح پاک علیہ السلام کی سچائی مستقبل میں واضح تر ہوتی چلی جائے گی۔

❁ ...... جماعت میں نظام خلافت کے قیام کی بشارت اور جماعت کی ترقیات کے نہایت ایمان افروز تذکرہ کے بعد الوصیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا''۔

اس سے ایک تو یہ بات قطعی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کے مدفن کا نام بہشتی مقبرہ ہے اور یہ نام الہامی ہے۔ اس جگہ حضور علیہ السلام نے جو طرز کلام اختیار فرمایا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ نام اس مقدس جگہ کے لئے عطا فرمایا ہے اور فرشتوں کی زبانی یہ نوید آپ کو عطا ہوئی۔

❁ ...... اس بہشتی مقبرہ کے بارہ میں فرمایا:

''ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں''۔

یہ فقرہ واضح کرتا ہے کہ یہ خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو دی گئی کہ اس میں جو برگزیدہ اور متقی لوگ دفن ہوں گے وہ اس زمرۂ ابرار میں شامل ہوں گے جن کے لئے جنتی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مضمون حضور علیہ السلام کی اسی کتاب میں متعدد بار متنوع انداز میں بیان ہوا ہے اور ان سب کو یکجا نظر میں رکھنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نظام وصیت کی شرائط، جو اللہ تعالیٰ کے ایماء پر حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے تحریر فرمائیں، کو پورا کرنے والے بہشتی اور جنتی لوگ ہی اس قابل بنائے جائیں گے کہ اس مقدس قبرستان میں تدفین کی سعادت ان کو ملے۔ جو اس معیار پر پورا نہ اترے گا اور عنداللہ جنتی نہ ہوگا اس کی تدفین کی راہ میں خدائے قادر کی طرف سے کوئی نہ کوئی روک ڈال دی جائے گی۔

❁ ...... نظام وصیت کے حوالہ سے قائم ہونے والے بہشتی مقبرہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے تین بار بڑی ہی پُر معارف دلی دعائیں اس کے لئے کی ہیں۔ پہلی بار دعا کے الفاظ یہ ہیں:

''مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہوگئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ''۔

اس دعا میں حضور علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ کے بابرکت ہونے اور واقعی بہشتی مقبرہ بنائے جانے کی بھی دعا کی ہے۔ اور یہ بھی کہ یہ جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو۔ پاک دل لوگوں کی صفات کا بھی ساتھ ہی ذکر فرما دیا ہے تا یہ سب باتیں ہر موصی پر خوب واضح رہیں اور وہ صرف وصیت کرنے پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ ان سب اوصاف کو واقعی طور پر اپنے اندر پیدا کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتا رہے۔

❁ ...... دوسری بار کی دعا کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

''مَیں پھر دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ''۔

اس دعا میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اپنی محبت بھری دعا میں چند اوصاف کا ذکر فرمایا ہے تا یہ امر پوری طرح ذہن نشین رہے کہ کون سی صفات حسنہ ہیں جن کا حامل حقیقت میں ان دعاؤں کا وارث ہوگا۔ پاک دل ہونے کا ذکر اس دعا میں دوسری بار آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے نزدیک نظام وصیت میں شمولیت کے لئے یہ ایک بنیادی شرط ہے اور ایک سچے موصی کا یہ بنیادی وصف ہے کہ وہ واقعی ایک پاک دل انسان بن جائے۔

❁ ...... تیسری بار حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی دعا کے الفاظ یہ ہیں:

''پھر مَیں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تُو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنّی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تُو راضی ہے اور جن کو تُو جانتا ہے کہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ''۔

اس تیسری بار کی پُر درد دعا میں بھی چند غیر معمولی اوصاف کا ذکر ہے جو ایک موصی کو صحیح معنوں میں عنداللہ موصی بنانے کے لئے ازبس لازم ہیں۔ ان اوصاف پر یکجائی طور پر نظر کی جائے تو یہ امر خوب نکھر کر سامنے آتا ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے جن پاک دل لوگوں کا ذکر پہلی دو دعاؤں میں فرمایا ہے یہ سب اوصاف گویا نیک دلی کے بلند مقام تک پہنچنے کے زینے ہیں اور ان راہوں سے گزرے بغیر نفس کو پاک کرنے کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

یہ امر بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ کے حوالہ سے اس میں دفن ہونے والے خوش نصیبوں کے لئے تین بار بڑے درد اور الحاح سے دعائیں کی ہیں اور یہ بات اپنی ذات میں ایک غیر معمولی بات ہے جو سارے نظام وصیت کی عظمت اور اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے۔ تینوں بار دعا کے آخر پر 'آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ' کے الفاظ بڑے اہتمام سے درج ہیں۔ یہ بھی ایک خاص بات ہے جو یہ اشارہ بھی کرتی ہے کہ وصیت کا سارا نظام رب العالمین کے اشارہ اور ایماء پر جاری ہوا اور اسی رب العالمین کے حضور عاجزانہ دعاؤں سے اس کی بنیادوں کو استوار کیا جا رہا ہے۔

ان تین بار کی دعاؤں پر اس پہلو سے بھی نظر کرنی چاہیئے کہ ان میں مسیح پاک علیہ السلام نے ان اوصاف کا ذکر فرمایا ہے جو آپ ایک موصی میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ جو دراصل وصیت کے استحقاق کی شرط کے طور پر ہیں۔ اگر ابتداء میں یہ اوصاف کسی موصی میں نہ بھی ہوں تو اسے یہ پیغام خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وہ صفات ہیں جو اسے اپنے ماٹو کے طور پر یاد رکھنی چاہئیں اور دیانتداری کے ساتھ یہ سب اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

❁ ...... بہشتی مقبرہ کے بارہ میں آپؑ نے فرمایا ہے:

''اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا ہے کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ''اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ'' یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں''۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشتی مقبرہ کا نام خود خدا تعالیٰ نے رکھا ہے اور ''بڑی بھاری بشارتیں'' اس سلسلہ میں آپ کو عطا ہوئی ہیں۔ اور ''ہر ایک قسم کی رحمت'' اس میں اتاری گئی ہے۔ یہ سب امور اس بہشتی مقبرہ کے بلند و بالا مقام اور اس کے مہبط انوار ہونے کا قطعی ثبوت ہیں۔ اس کی عظمت کے گواہ ہیں۔ اسی وجہ سے مزید تحریر فرمایا کہ آپ نے وحی خفی کے نتیجہ میں اس مقدس قبرستان۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے لئے تین بنیادی شرائط مقرر فرمائیں۔

1۔ شرط اول کے طور پر کچھ مالی ادائیگی جو گویا انفاق فی سبیل اللہ کا فوری اور پہلا زینہ ہے۔

2۔ ترکہ کے دسویں حصہ کی ادائیگی کی وصیت جو انفاق فی سبیل اللہ کا ایک امتیازی زینہ ہے۔

3۔ تیسری شرط یہ بیان فرمائی کہ دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔ یہ شرط سب سے اہم اور موصی کی ساری زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔

❁ ...... نظام وصیت کے بارہ میں فرمایا:

”یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دوراز قیاس باتیں ہیں۔ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین وآسمان کا بادشاہ ہے“۔

ان زوردار اور متحدیانہ الفاظ سے نظام وصیت کی عظمت وشوکت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اس مقدس نظام کی بنیاد رکھتے وقت یہ الفاظ مسیح پاک علیہ السلام کے قلم مبارک سے نکلے اور آج سو سال پورے ہونے پر بالخصوص خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں نظام وصیت کی عالمگیر وسعت کو دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے بھر جاتا ہے۔

❁...... نظام وصیت کی عظمت اور افادیت جاننے کے لئے یہ فقرہ بھی قابل توجہ ہے۔

”اس وصیت کے لکھنے میں جس کا مال دائمی مدد دینے والا ہوگا اس کا دائمی ثواب ہوگا اور خیرات جاریہ کے حکم میں ہوگا“۔

اس ارشاد میں ہر موصی کے لئے یہ زبردست نوید ہے کہ وہ دائمی ثواب کا مستحق ہوگا اور اس کی یہ مالی قربانی ایسی ہوگی کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے ایصال ثواب کا موجب ہوگی اور صدقہ جاریہ کے طور پر اس کا فیض کبھی ختم نہ ہوگا۔

❁...... نظام وصیت کے نتیجہ میں قائم ہونے والے بہشتی مقبرہ کے بارہ میں فرمایا:

”خداتعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں“۔

یہ پُر معارف فقرہ بہشتی مقبرہ کے قیام کے عالی مقصد کو خوب واضح کرتا ہے۔ ہر موصی کو کامل الایمان بننے کی دعوت دینے والا یہ فقرہ اسے یہ خوشخبری سناتا ہے کہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے ذریعہ اس کا وجود آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے نیکی کی تحریک کا موجب بن جائے گا۔ اور اس طرح اس کے نیک نمونہ کو دیکھ کر نیکی کی توفیق پانے والے اس کے لئے دعا گو ہوں گے اور وہ مرحوم موصی اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ کے مطابق مرنے کے بعد بھی عنداللہ اجر اور ثواب پاتا رہے گا۔

❁...... حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا ایک اور پیارا دعائیہ فقرہ ملاحظہ ہو:

”بالآخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خداتعالیٰ اس کام میں ہر ایک مخلص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان میں پیدا کرے اور ان کا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین“۔

عجز وانکسار کے پیکر حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے قلم مبارک سے اپنے بارہ میں ”ہم“ کا لفظ بہت ہی منفرد مثال ہے۔ ظاہر ہے کہ اس لفظ کے استعمال کے پیچھے آپ کی اپنی ذات نہیں بلکہ آپ کے قلب اطہر میں اس قادر وتوانا خدا کا خیال ہے جو زمین وآسمان کا بادشاہ ہے اور جس کے ارادہ اور اذن سے یہ عظیم الشان نظام وصیت جاری ہو رہا تھا جیسا کہ اوپر کے ایک حوالہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

اس ایک فقرہ میں مسیح پاک علیہ السلام نے کس خوبی اور کمال محبت سے ہر موصی کو تین نہایت جامع دعاؤں کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔ خدا یہ دولت ہر موصی کو عطا فرماتا رہے۔

❁...... بہشتی مقبرہ کے بارہ میں آپؑ نے فرمایا:

”کوئی نادان اس قبرستان اور اس کے انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے اور انسان کا اس میں دخل نہیں“۔

یہ جامع فقرہ ہر نادان کے اس شک اور بدظنی کو دور کرنے کے لئے بہت کافی ہے کہ یہ سارا نظام کسی ذاتی غرض، ارتکاز دولت یا دین میں اختراع اور بدعت کے طور پر جاری کیا گیا ہی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ سارا نظام وحی الٰہی پر مبنی ہے اور کسی انسانی سوچ یا منصوبہ کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اس بات کا مزید ثبوت یہ ہے کہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے لئے مسیح پاک علیہ السلام کی بیان فرمودہ تیسری شرط میں یہ ذکر ہے کہ دفن ہونے والا کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ ظاہر ہے کہ بدعتی عمل کرنے والے کو ردّ کرنے والا نظام خود بدعت پر مبنی کیسے ہو سکتا ہے؟

❁...... بہشتی مقبرہ کے بارہ میں یہ بنیادی فقرہ بھی خاص توجہ کے لائق ہے:

”کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دے گی۔ بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا“۔

ایک اور پہلو سے دیکھا جائے تو یہ فقرہ ایک موصی کو ہر لحہ بیدار کرنے کے لئے بہت کافی ہے کہ وہ وصیت کی جملہ شرائط کو ہمیشہ مدنظر رکھتے ہوئے ان کے مطابق زندگی بسر کرے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ یہ مقام حاصل کر لے کہ عنداللہ بہشتی قرار پائے تبھی وہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کی سعادت حاصل کر سکے گا۔

❁...... شرائط تدفین کے بارہ میں فرمایا:

”ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابندِ احکامِ اسلام ہو۔ اور تقویٰ اور طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچّا ایمان لانے والا ہو۔ اور نیز حقوقِ عباد غصب کرنے والا نہ ہو“۔

یہ فقرہ بھی بہت بنیادی اہمیت کا حامل ہے اور ہمیشہ ہر موصی کی نظروں کے سامنے رہنا چاہئے۔ یہ وہ امور ہیں جن سے ہر انسان اپنے اعمال کا محاسبہ کر سکتا ہے۔

❁...... نظام وصیت کے ذریعہ جمع ہونے والے اموال کا مصرف کیا ہوگا؟ فرمایا:

”انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اَور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض میں سے سب سے مقدّم اشاعتِ اسلام ہوگی“۔

اس ایک فقرہ میں سارے نظام وصیت کی بنیادی غرض بہت خوبصورتی سے بیان کر دی گئی ہے۔ یہ سلسلہ محض اموال کے جمع کرنے کی خاطر نہیں جیسا کہ بعض نادان سمجھ سکتے ہیں بلکہ صرف اور صرف ان اغراض عالیہ کے لئے ہے جو اس سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہیں۔ اور یہ بیان کرنے کے ساتھ ہی وضاحت فرما دی کہ ان اغراض میں سب سے مقدم اشاعت اسلام ہے۔ اس سے ضمناً یہ وضاحت بھی ہوگئی کہ سلسلہ کی اغراض اور اشاعت اسلام میں باہم کوئی فرق نہیں۔ یہ دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ دوسرے یہ واضح ہوا کہ وصیتی مالوں کا بہترین مصرف اشاعت اسلام ہے۔

❁...... نظام وصیت کے سلسلہ میں یہ فقرہ بھی خاص توجہ کے لائق ہے:

”اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے ردّ کیا جائے تو گو وہ وصیتی مال بھی پیش کرے تا ہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا“۔

اس فقرہ سے ایک بار پھر اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ نظام وصیت کا مقصد ارتکاز دولت نہیں ہے اور نہ ہی محض دولت کے بل بوتے پر کوئی شخص اس مبارک بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کا استحقاق حاصل کر سکتا ہے۔ اصل اور بنیادی شرط تقویٰ کا اعلیٰ معیار ہے۔ چونکہ یہ سارا نظام وصیت دراصل وحی الٰہی پر مبنی ہے اس لئے اگر وحی الٰہی سے کوئی شخص ردّ کیا جائے تو وہ کسی صورت میں اس نظام کا حصہ نہیں بن سکتا خواہ وہ کتنا بھی مال پیش کرے۔

❁...... اس سارے نظام وصیت سے خداتعالیٰ کیا چاہتا ہے؟ فرمایا:

”اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقّف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصّہ کُل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں“۔

یہ فقرہ ہر احمدی کو بہت مستعد اور بیدار کرنے والا ہے۔ واضح طور پر فرمایا کہ نظام وصیت کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ خداتعالیٰ مومن اور منافق میں ایک امتیاز قائم کر کے دکھا دے۔ گویا اس کو سچے احمدیوں کے ایمان کا ایک معیار قرار دیا ہے اور ایک مخلص احمدی کی شان یہ ہے کہ وہ اس الٰہی انتظام کی اطلاع پانے کے بعد اس میں شمولیت سے پیچھے نہ رہے بلکہ فرمایا کہ جو احمدی فوراً اس میں شامل ہو جائیں گے وہ اپنے عمل کے ساتھ اپنی ایمانداری کا ثبوت دیں گے۔ اس پرزور تاکیدی فقرہ کو پڑھ کر ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اس کا شمار کن لوگوں میں ہے۔

❁...... اسی مضمون کو ایک دوسرے پیرایہ میں یوں بیان فرمایا:

”وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا ہے کہ خبیث اور طیّب میں فرق کر کے دکھلا وے اس لئے اب بھی اس نے ایسا ہی کیا“۔

اس فقرہ سے واضح فرمایا گیا ہے کہ نظام وصیت اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان کے طور پر ہے۔ جو اس امتحان پر پورے اتریں گے وہی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سچے مومن ہوں گے۔ وہی طیب قرار پائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے پیار سے نوازتا ہے۔ یہ زوردار فقرہ بھی ایک سچے احمدی کو اس بابرکت نظام میں شمولیت پر آمادہ کرنے کے لئے بہت کافی ہونا چاہئے۔

❁...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بابرکت نظام وصیت میں شمولیت کے بارہ میں بار بار تاکیدی اظہار فرمایا ہے۔ ایک موقع پر فرمایا:

”ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اِس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدّم کیا ہے، دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے پورا کر کے دکھلا دیا اور اپنا صدق ظاہر کر دیا۔ بے شک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گزرے گا اور اِس سے اُن کی پردہ دَری ہوگی“۔

نظام وصیت کو اس وقت کا امتحان قرار دیتے ہوئے بالکل واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ اس نظام میں شامل ہونے والے ہی درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں گے۔ یہی امر ان کے عہد بیعت کی سچائی کا بھی گواہ ہوگا۔ اور پھر بہت ہی واضح اور دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ اس ایک امتحان سے منافقوں کی منافقت خوب کھل کر سامنے آجائے گی اور اس طرح ہر شخص ان کو خوب جان لے گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس فقرہ کو توجہ سے پڑھنے کے بعد کوئی مخلص احمدی اس بابرکت نظام سے باہر نہیں رہ سکتا۔

❁...... اور وہ مخلص جو امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نظام وصیت میں شامل ہو جائیں گے ان کو کیا انعامات ملیں گے۔ اس سلسلہ میں فرمایا:

”اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے اور ابد تک خداتعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی“۔

اور مزید فرمایا کہ ایسے لوگ حقیقی طور پر تارک الدنیا ہوں گے جو:

”یہ ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ خدا کے نزدیک مومن وہی ہیں اور اس کے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے“۔

یہ الفاظ اس قدر انعامات اور بشارات کی نوید پر مشتمل ہیں کہ سست سے سست احمدی کو بھی فوراً بیدار اور مستعد ہو جانا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو پانے کے لئے فی الفور اس بابرکت نظام میں شامل ہو جانا چاہئے۔ اس وقت کی غفلت بہت ہی بڑے گھاٹے کا سودا ہوگی۔

❁...... اس نظام میں شمولیت کی برکات کا بہت ہی مختصر الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نظام کا حصہ بنو گے تو

”بہشتی زندگی پاؤ گے“۔

گویا یہ حرف آخرت میں بہشت پانے یا دئے جانے کا وعدہ اور سودا نہیں ہے بلکہ اس نظام میں شمولیت کے ذریعہ تو دمِ نقد اسی دنیا میں بہشتی زندگی ان لوگوں کو مل جائے گی۔ اور قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ اگر کسی کو اس زندگی میں جنت کی حلاوت نصیب نہ ہوئی تو وہ آخرت میں بھی اس نعمت سے بے بہرہ اٹھایا جائے گا۔ کیا کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے جو یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس دنیا میں ہی بہشتی زندگی پانے کا خواہاں نہ ہو۔ کون سا ایسا بدبخت ہوگا جو اس نعمت سے محروم رہنا پسند کرے گا۔ خدا کرے کہ کوئی بھی ایسا نہ ہو۔

❁...... حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ہر ممکن طور پر نظام وصیت کی برکت اور اہمیت واضح کرنے کے ساتھ اس میں شمولیت کی تاکید فرمائی اور اس نصیحت کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ آپ نے یہ سب کچھ انتہائی درد اور محبت سے بیان فرمایا اور کتاب کا آخری فقرہ یوں تحریر فرمایا:

”بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے۔ ﴿هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ﴾ (یٰسین:53) وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔“

کتنے کرب اور دکھ کا اظہار ہے ان لوگوں پر جو امام الزمان کے دست مبارک پر بیعت کا عہد کرنے کے باوجود اس کے اس تاکیدی حکم کو ٹال دیں گے۔ خدا کرے کہ کوئی احمدی ایسا بدقسمت نہ نکلے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے منشائے مبارک سمجھتے ہوئے اس بابرکت نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ

امانت، دیانت اور عہد کی پابندی سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپؐ کی پاکیزہ سیرت کے واقعات کا بیان۔

یہ امر ایسا خُلق ہے جس کی آج ہمیں ہر طبقہ میں، ہر ملک میں، ہر قوم میں کسی نہ کسی رنگ میں کمی نظر آتی ہے اور اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے امانت و دیانت اور عہدوں کی پابندی کے جو اعلیٰ معیار قائم کئے ہیں وہی معیار ہیں جن پر چل کر انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتاہے۔

(انڈونیشیا میں جماعت کی شدید مخالفت کے واقعات کے حوالہ سے احباب کو خصوصی دعا کی تحریک)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز–فرمودہ 15/جولائی 2005ء بمطابق 15/وفا 1384 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ﴾ (المومنون:9)۔

اپنے بیرونی ممالک کے دوروں سے پہلے مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مضمون بیان کر رہا تھا اور خیال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق اور سیرت کے ہر پہلو کو کچھ حد تک بیان کروں۔ لیکن پھر دوروں کی وجہ سے وہاں کی مقامی ملکی ضرورت کے مطابق خطبات اور تقاریر ہوتی رہیں۔ میرا خیال تھا کہ سفر میں بھی اس مضمون کو جاری رکھوں گا مگر جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مقامی ضروریات کی وجہ سے وہاں دوسرے مضمون بیان ہوتے رہے۔ گو جیسا کہ میرا طریق ہے ان خطبات میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور نصائح کے مطابق ہی مختلف تربیتی مضامین بیان ہوتے رہے، مگر سوائے کینیڈا کے جلسے کی ایک تقریر کے آپؐ کی سیرت کے کسی خاص پہلو کو لے کر خطبات کا سلسلہ نہیں چل سکا۔ بہرحال آج پھر مَیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ہی مضمون بیان کرنے لگا ہوں اور انشاء اللہ مختلف خطبات میں بیان ہوتا رہے گا۔ لیکن بیچ میں ہوسکتا ہے کہ جلسوں کی وجہ سے پھر دوسرے مضامین بھی آتے رہیں۔

بہرحال جیسے کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ان خطبات میں آپؐ کی سیرت کے ہر پہلو کا بیان ناممکن ہے، یہ بیان ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن مختلف پہلوؤں کی جو چند جھلکیاں ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے بھی چند ایک سننے اور پڑھنے کے بعد جو ایک مومن میں تبدیلی پیدا ہوسکتی ہے، اگر وہ نیک نیت ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو سُنے اور پڑھے، وہ تبدیلی یقیناً ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا بننے کی طرف لے جانے والی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آج بھی ہمیں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام قرب اور قوت قدسی کی برکت سے اس اُسوہ پر اور تعلیم پر عمل کرنے کی وجہ سے جو آپؐ نے ہمیں دی اپنا قرب عطا فرما سکتا ہے اور فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اور اس کا آپؐ کے ذریعہ اعلان بھی فرمایا جیسا کہ فرمایا کہ ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ـ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آل عمران:32)۔ یعنی تُو کہہ دے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اس صورت میں وہ بھی تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے قصور بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تو دیکھیں بڑا واضح ارشاد ہے کہ آپؐ کی محبت اور اس محبت کی وجہ سے آپؐ کی اتباع ایک زمانے تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ ہمیشہ رہنے والا اور جاری حکم ہے۔ یہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا قرب پاؤ گے۔ اور اب اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلو تا کہ خدا کا پیار حاصل کر سکو اور اس کا قرب پا سکو۔ اللہ تعالیٰ اس اہم نکتے کو ہر احمدی کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اسوہ کے جس پہلو کا مَیں ذکر کرنے لگا ہوں وہ ہے امانت و دیانت اور عہد کی پابندی۔ یہ ایک ایسا خُلق ہے جس کی آج ہمیں ہر طبقے میں، ہر ملک میں، ہر قوم میں کسی نہ کسی رنگ میں کمی نظر آتی ہے اور اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ بظاہر جو ایماندار نظر آتے ہیں، عہدوں کے پابند نظر آتے ہیں، جب اپنے مفاد ہوں تو نہ امانت رہتی ہے نہ دیانت رہتی ہے، نہ عہدوں کی پابندی رہتی ہے۔ دو معیار اپنائے ہوئے ہیں لیکن ہمارے ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے، اپنے اسوہ سے، اپنی امت کو ان باتوں کی پابندی کرتے ہوئے عمل کرنے کی نصیحت فرمائی ہے اور امانت و دیانت اور عہدوں کی پابندی کے اعلیٰ معیار قائم کئے ہیں۔ اب وہی معیار ہیں جن پر چل کر انسان اللہ تعالیٰ کا قرب پا سکتا ہے۔ اس سے باہر کوئی چیز نہیں۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی اس میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی نگرانی کرنے والے ہیں۔ اس پر سب سے زیادہ عمل کرنے والے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تبھی تو حضرت عائشہؓ نے کہا تھا کہ آپؐ کے اخلاق کے لئے قرآن کریم کی تعلیم دیکھ لو۔ یعنی آپؐ کا ہر فعل قرآنی تعلیم کے مطابق تھا۔

اب دیکھیں آج کل بھی جنگیں ہوتی ہیں۔ اپنے آپ کو بڑی پڑھی لکھی اور مہذب کہنے والی قومیں کمزور قوموں کو نیچا دکھانے کے لئے ایسے حربے استعمال کر رہی ہوتی ہیں کہ انسانیت کو شرم آئے۔ جنگوں کی وجہ سے بغض اور کینے کی آگ اس قدر بھڑک رہی ہوتی ہے کہ مقصد صرف اور صرف دوسری قوم کو ذلیل و رسوا کرنا اور تباہ کرنا ہوتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپؐ نے اسلام پھیلانے کے لئے جنگیں کیں یا اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے جنگیں کیں۔ یہ سب الزام اور بہتان ہیں، اس وقت مَیں اس موضوع پر تو بات نہیں کر رہا لیکن ایک جنگ کے دوران کا ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حالت میں، جبکہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح دشمن کو ایسی حالت میں لایا جائے جس سے وہ مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دے، آپؐ نے امانت و دیانت کے کیا اعلیٰ نمونے دکھائے اور تاریخ اس کی گواہ ہے۔ جب اسلامی فوجوں نے خیبر کو گھیرا تو اس وقت وہاں کے ایک یہودی سردار کا ایک ملازم، ایک خادم، ایک جانور چرانے والا جانوروں کا نگران جانوروں سمیت اسلامی لشکر کے علاقے میں آ گیا اور مسلمان ہو گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! مَیں تو اب مسلمان ہو گیا ہوں، واپس جانا نہیں چاہتا، یہ بکریاں میرے پاس ہیں، ان کا اب

میں کیا کروں۔ ان کا مالک یہودی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان بکریوں کا منہ قلعے کی طرف پھیر کر ہانک دو۔ وہ خود اس کے مالک کے پاس پہنچ جائیں گی۔ چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا اور قلعہ والوں نے وہ بکریاں وصول کر لیں، قلعے کے اندر لے گئے۔ تو دیکھیں یہ ہے وہ امانت و دیانت کا اعلیٰ نمونہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا۔ کیا آج کوئی جنگوں میں اس بات کا خیال رکھتا ہے۔ نہیں، بلکہ معمولی رنجشوں میں بھی ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی، ایک دوسرے کا پیسہ مارنے کی اگر کسی نے کسی سے لیا ہو تو، کوشش کی جاتی ہے۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی احساس تھا کہ اس حالت میں بھی جبکہ دشمن کے مال پر قبضہ مل رہا تھا، اس طرح کے قبضے کو ناجائز سمجھا۔ اس محاصرے کی وجہ سے، اس گھیرے کی وجہ سے جو قلعے کا تھا، باہر سے تو خوراک اندر جا نہیں سکتی تھی اور یہ بکریاں جو تھیں یہ قلعے والوں کے لئے کچھ عرصے کے لئے خوراک کا سامان مہیا کر سکتی تھیں۔ محاصرہ لمبا بھی ہو سکتا تھا، لڑائی لمبی بھی ہو سکتی تھی لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ برداشت نہ کیا کہ ایک شخص جو کسی کے مال کا امین بنایا گیا ہے اور اب مسلمان ہو چکا ہے وہ مسلمان ہو کر کسی خیانت کا مرتکب ہو۔ اور اس شخص کو اسلام لاتے ہی پہلا سبق یہ دیا کہ امانت میں کبھی خیانت نہیں کرنی چاہئے۔ جیسے بھی حالت ہو تم نے خدا تعالیٰ کے اس حکم کی ہمیشہ تعمیل کرنی ہے کہ اپنی امانتوں کی نگرانی کرو۔ ان کو واپس لوٹاؤ۔ اس نگرانی سے کبھی بے پرواہ نہ ہو۔ پس یہ ہے ایسے حالات میں آپ کا امانت و دیانت کا اعلیٰ معیار۔ اس وقت جب جنگ ہو رہی تھی شاید مسلمانوں کو بھی خوراک کی ضرورت ہو اور وہ بکریاں ان کے کام آ سکتی تھیں اور بعضوں کے نزدیک شاید یہ جائز بھی ہو کہ یہ مال غنیمت کے زمرہ میں آتا ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا: نہیں یہ ناجائز ہے، خیانت ہے۔ اور ناجائز اور خیانت سے لیا ہوا مال مسلمان پر حرام ہے۔

پس یہ سبق ہیں اور یہ اسوہ ہے جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں دیا۔ اب اس کی مختلف مواقع کی چند اور مثالیں ہیں وہ میں پیش کرتا ہوں۔

آپ کی پاک فطرت میں امانت و دیانت اور عہدوں کی پابندی کا اعلیٰ خُلق دعویٰ نبوت سے پہلے بھی تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور قرآنی تعلیم نے اس کو مزید اجاگر کیا اور مزید نکھارا۔ وہ واقعہ بھی دیکھیں جس سے آپ کے مختلف اخلاق اور اخلاقی پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ اس میں ایک سبق یہ بھی ہے جو کہ عہد کی پابندی کے بارے میں ہے۔ دعویٰ نبوت سے پہلے مکّہ کے چند شرفاء نے مل کر لوگوں کے بعض حقوق قائم کرنے کے لئے، ان کو حقوق دلوانے کے لئے انسانیت کی خدمت کے لئے ایک معاہدہ کیا تھا جس کا نام حلف الفضول تھا۔ اس معاہدے کے تحت جب ایک مظلوم نے اس معاہدے کا حوالہ دے کر آپ سے مدد کی درخواست کی تو آپ فوراً اٹھے اور گو دعویٰ نبوت کے بعد آپ پر بڑے سخت حالات تھے اور ابوجہل تو مخالفین میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا تھا لیکن اس عہد کی وجہ سے جو آپ نے کیا تھا۔ بہت پہلے کا کیا ہوا عہد تھا، جس میں سے بہتوں نے تو شاید اس عہد کو توڑ بھی دیا ہو یا بھول بھی ہو گئے ہوں لیکن کیونکہ آپ ایک دفعہ عہد کر چکے تھے اس لئے اس کو آپ نے اس حالت میں بھی نبھایا۔ آپ فوراً اس شخص کی مدد کے لئے ابوجہل کے پاس گئے اور اس کا حق اس کو دلوایا۔

آپ کی امانت و دیانت جوانی میں ہی اس قدر مشہور تھی کہ قریش مکہ آپ کو ہمیشہ جوانی کے دوران بھی 'امین' کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ اس لئے جب حجر اسود کے رکھنے کے بارے میں ایک فیصلے کے تحت سرداران قریش سب سے پہلے آنے والے کا انتظار کر رہے تھے کہ صبح جو بھی سب سے پہلے آئے گا اس سے فیصلہ کروائیں گے۔ تو انہوں نے جب آپ کو آتے دیکھا تو بے اختیار ھٰذَا الْاَمِیْنُ ان کے منہ سے نکلا کہ یہ تو امین ہے۔ یقیناً یہ بہترین فیصلہ کریں گے۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ آپ نے کیا خوبصورت فیصلہ فرمایا۔ تمام گروہوں کی تسلی ہو گئی۔ نبوت سے پہلے کا یہ ذکر ہے۔ ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بعثت سے پہلے ایک سودا کیا۔ میرے ذمے کچھ رقم تھی، ادا کرنی رہ گئی تھی۔ تو میں نے کہا آپ اسی جگہ ٹھہریں میں بقیہ رقم لے کر آیا۔ گھر آنے پر کہتے ہیں میں بھول گیا۔ کہتے ہیں مجھے تین دن کے بعد یاد آیا۔ پس مَیں گیا تو دیکھا کہ آپ اسی جگہ کھڑے ہیں۔ مجھے دیکھ کر آپ نے فرمایا اے نوجوان! تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا۔ مَیں تین دن سے اس جگہ تیرا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد کتاب الأدب باب فی العدة)

یعنی عہد کا اتنا پاس تھا۔ اس سے کہہ دیا ٹھیک ہے مَیں تمہارے انتظار میں یہاں کھڑا ہوں۔ اور کیونکہ ایک بات منہ سے نکال دی تھی کہ انتظار میں کھڑا ہوں اس لئے تین دن تک مختلف اوقات میں وہاں جاتے رہے، دیکھتے رہے اور خاص طور پر اس وقت جس وقت وہ کہہ کے گیا تھا کہ انتظار کریں آپ وہاں جا کے انتظار کرتے رہے۔ تو یہ معیار تھے جو آپ نے اپنی بات کے، اپنے وعدوں کے، اپنے عہدوں کے قائم کئے۔

پھر نوجوانی کے زمانے کی یہ روایت ہے جب حضرت خدیجہؓ نے اپنا مال تجارت دے کر آپ کو بھجوا اور ایک غلام جو ساتھ بھیجا تھا۔ اس نے جب آپ کی امانت و دیانت کی تصویر کھینچی تو حضرت خدیجہؓ نے اس سے متاثر ہو کر آپ کو رشتے کا پیغام بھیجا۔

پھر مکہ والوں میں سے ہی، ان دنوں میں جب آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ایک شخص نے آپ کے بارے میں گواہی دی۔ یہ شخص نضر بن حارث ہیں۔ انہوں نے تمام قریش کو مخاطب کر کے یہ اعلان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں ایک چھوٹا لڑکا تھا، تم میں پلا بڑھا، تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ شخصیت کا مالک ہے، تم میں سب سے زیادہ سچ بولنے والا ہے، اور تم میں سے سب سے زیادہ امین ہے۔ جب تم نے اس کی کنپٹیوں میں بڑھاپے کے آثار دیکھے اور وہ تمہارے پاس وہ تعلیم لے کر آیا جس کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہے تو تم نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ ساحر ہے۔ اللہ کی قسم وہ ہرگز ساحر نہیں ہے۔

(الشفاء لقاضی عیاض۔ الفصل العشرون۔ عدله وامانته ﷺ)

تو یہ ساری خصوصیات جو آپ کی نوجوانی میں سب کو نظر آئیں اور قوم کے اس وقت جو شرفاء تھے، انہوں نے اس پر گواہی بھی دی۔ تو دوسرے لوگ جو مخالفین تھے، اعتراض کرنے والے تھے، ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، ہم نے تو کبھی امین نہیں دیکھا۔ بلکہ سب خاموش ہو گئے۔ بلکہ آپ کے دعویٰ نبوت کے بعد بھی جب مخالفت زوروں پر تھی اور سردار آپ کے مخالف تھے مکّہ کے رہنے والوں میں سے ہی لوگ تب بھی آپ کے پاس اپنی امانتیں رکھوا دیا کرتے تھے۔ کیونکہ پتہ تھا کہ یہی ایک امین شخص ہے جس کے پاس ہماری رکھی ہوئی امانت کبھی ضائع نہیں ہوگی۔

اور پھر دیکھیں آپ نے ان کا کیسے حق ادا کیا کہ جب آپ نے مکّہ سے ہجرت کرنی تھی تو اس وقت بھی بہتوں کی امانتیں آپ کے پاس تھیں اور آپ نے اس کا انتظام فرمایا۔ اس بارے میں بھی دیکھیں کہ کیسی مثال قائم کی۔ اس وقت کفار آپ کے خون کے پیاسے تھے جب آپ نے ہجرت کا فیصلہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے، حکم سے، فیصلہ ہوا کہ آپ ہجرت کریں۔ اور پروگرام کے مطابق بڑی خاموشی سے ہجرت کی تھی۔ اگر آپ پہلے امانتیں لوٹانے کا انتظام فرماتے تو بات نکل جاتی، خطرہ پیدا ہو جاتا۔ لیکن آپ کو اس بات کی بھی فکر تھی کہ لوگوں کی امانتیں ان تک پہنچ جائیں۔ کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہو کہ ہماری امانتیں دیئے بغیر چلے گئے۔ ہم تو امین سمجھے تھے آج ہم دھوکہ کھا گئے۔ یہ تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ تو اس کے لئے آپ نے یہ انتظام فرمایا کہ حضرت علیؓ کو مقرر کیا اور ان کے سپرد امانتیں کیں کہ جن جن لوگوں کی امانتیں ہیں ان کو لوٹا دینا۔ اور فرمایا اس وقت تک تم نے مکّہ میں ہی رہنا ہے جب تک ہر ایک کو اس کی امانت نہ پہنچ جائے۔ پس اس صادق و امین نے اُس مشکل وقت میں بھی اپنے ایک جاں نثار کو پابند فرمایا کہ اس شہر کے لوگوں نے تو مجھے نکالنے یا ختم کرنے کے سامان کئے ہیں۔ لیکن میرے امین ہونے کے اعلیٰ معیار کا تقاضا یہ ہے کہ اُن کی امانتوں کو محفوظ طریقہ سے اُن تک واپس پہنچایا جائے۔ پھر آپ نے جہاں امانت و دیانت کے یہ اعلیٰ نمونے دکھائے وہاں اُمت کو بھی نصیحت کی کہ اس کی مثالیں قائم کرو۔ اور پھر چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی اس کا خیال رکھو۔ مثلاً میاں بیوی کے تعلقات ہیں۔ اس میں بھی آپ نے نصیحت فرمائی کہ یہ تعلقات امانت ہوتے ہیں ان کا خیال رکھو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی خیانت یہ شمار ہوگی کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے تعلقات قائم کرے۔ پھر وہ بیوی کے پوشیدہ راز لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الأدب باب فی نقل الحدیث)

آج کل کے معاشرے میں میاں بیوی کی جو آپس کی باتیں ہوتی ہیں وہ لوگ اپنے ماں باپ کو بتا دیتے ہیں اور پھر اس سے بعض دفعہ بدمزگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ لڑائی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ماں باپ کو خود عادت ہوتی ہے کہ بچوں سے کرید کرید کے باتیں پوچھتے ہیں۔ پھر یہی جھگڑوں کا باعث بنتی ہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا: میاں بیوی کی یہ باتیں خواہ کسی بھی قسم کی باتیں ہوں نہ ان کا حق بنتا ہے کہ دوسروں کو بتائیں اور نہ دوسروں کو پوچھنی چاہئیں اور سننی چاہئیں۔ اگر اس نصیحت پر عمل کرنے والے ہوں تو بہت سارے جھگڑے میرے خیال میں خود بخود ختم ہو جائیں۔

پھر آپ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو امانت لوٹا دے جس نے تم پر اعتماد کر کے تمہارے پاس امانت رکھی اور اس شخص سے بھی خیانت نہ کر جو تجھ سے خیانت کرتا ہے۔

(سنن الترمذی ابواب البیوع باب ما جاء فی النهی للمسلم......)

یہ صرف نصیحت ہی نہیں بلکہ جیسا کہ ہم پہلے دیکھ آئے ہیں آپ نے کس طرح امانتیں لوٹانے کا حق ادا کیا۔

پھر ہمیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا، حضرت ابوہریرہؓ اس کی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین علامتیں ہیں۔ جب گفتگو کرتا ہے تو کذب بیانی سے کام لیتا ہے، جھوٹ سے کام لیتا ہے۔ جب اس پر اعتماد کیا جاتا ہے تو وہ خیانت کرتا ہے۔ اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

(بخاری کتاب الشھادات باب من امر بانجاز الوعد)

تو یہ بہت خوف کا مقام ہے۔ اللہ ہر احمدی کو ایسی حالت سے محفوظ رکھے۔ اور ہر ایک کو ہمیشہ سچوں، ایمانداروں اور عہدوں کی پابندی کرنے والوں میں شامل رکھے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطاب کرتے ہوئے ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّاۤاَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّاعَھْدَ لَہٗ یعنی جو شخص امانت کا لحاظ نہیں رکھتا اس کا ایمان کوئی ایمان نہیں اور جو عہد کی پابندی نہیں کرتا، اس کا پاس نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد3 صفحہ135 مطبوعہ بیروت)

اپنے عمل سے امانتوں کے معیار قائم کرنے کے علاوہ عہد کے پورا کرنے کے بارے میں آپؐ نے کیا نمونے ہمیں دکھائے اور آپؐ کے عہد کے پابند ہونے کی دشمن نے کس طرح گواہی دی اس کی بھی ایک مثال دیکھ لیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے خود ذکر کیا کہ اس زمانے میں جبکہ ہمارے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح حدیبیہ کا معاہدہ ہوا تھا، مَیں شام کے علاقے میں تجارت کی غرض سے گیا۔ ابھی مَیں شام میں ہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی خط قیصر روم ہرقل کے پاس پہنچا۔ یہ خط دِحْیَہ کَلْبِی لائے تھے۔ انہوں نے بُصریٰ کے سردار کو یہ خط دیا کہ وہ ہرقل کے پاس آپؐ کا یہ خط پہنچا دے۔ جب یہ خط ہرقل کو ملا تو پوچھا کہ عرب میں جو شخص نبی ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے کیا اس کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں کچھ لوگ اس علاقے میں آئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مجھے قریش کی جماعت سمیت بلایا گیا۔ کہتے کہ جب ہم ہرقل کے دربار میں پہنچے تو ہمیں اس کے سامنے بٹھایا گیا۔ پھر ہرقل نے پوچھا تم میں اس عربی شخص کا جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کوئی قریبی رشتہ دار ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں مَیں نے کہا مَیں اس کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ چنانچہ منتظمین نے مجھے ہرقل کے سامنے بٹھا دیا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا۔ پھر ہرقل نے ترجمان کو بلایا اور اسے کہا کہ ان لوگوں کو جو میرے سامنے بیٹھے ہیں کہو کہ مَیں اس شخص سے متعلق جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے ابوسفیان سے بعض باتیں پوچھوں گا اگر یہ جھوٹ بولے تو تم مجھے پیچھے سے اشارہ کرکے بتا دینا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میرے پیچھے بیٹھنے والے ساتھی میرا جھوٹ ظاہر کر دیں گے تو مَیں ضرور کذب بیانی سے کام لیتا۔

تو بہرحال یہ ایک لمبی روایت ہے۔ جہاں ہرقل نے بہت سے سوال پوچھے ان میں سے ایک عہد کے بارے میں بھی تھا۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ سارے سوالوں کے بعد پھر اس نے جب مجھ سے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) یہ پوچھا کہ کبھی اس نے غداری اور بدعہدی بھی کی ہے؟ تو مَیں نے کہا اس سے پہلے تو نہیں کی لیکن آج کل ہمارا اس سے صلح کا معاہدہ ہوا ہے، نامعلوم اب وہ اس کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اس ساری گفتگو میں سوائے اس بات کے مجھے آپؐ کے خلاف کہنے کا کوئی اور موقع نہ ملا۔ تو بہرحال اس جواب پر ہرقل نے کہا کہ مَیں نے تم سے پوچھا کہ کبھی اس نے غداری کی ہے؟ تو تم نے کہا ہے کہ نہیں کی۔ یہی تو رسولوں کا نشان ہوتا ہے کہ وہ کبھی بدعہدی اور غداری نہیں کرتے۔ اور نہ ہی کبھی امانت میں خیانت کرتے ہیں۔ وہ قول کے پکے اور سچے ہوتے ہیں۔ پس دیکھیں وہاں رہنے والوں کا سینہ نہیں کھلا جبکہ ہرقل کو یہ بات سمجھ آ گئی۔ اللہ ہی ہے جو کسی کا سینہ کھولتا ہے۔

پھر صلح حدیبیہ کے معاہدے کی پابندی کے ضمن میں ہی عہد کی پابندی کا یہ واقعہ بھی عدیم المثال ہے، جس کا تاریخ میں یوں ذکر آتا ہے کہ ابھی صلح حدیبیہ کا صلح نامہ لکھا جا رہا تھا کہ ابوجندلؓ بن سہیل بن عمرو زنجیروں سے بندھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی خدمت میں آئے جبکہ مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ پہلے تو بڑے ذوق وشوق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی خبر سن کر مکّہ کی زیارت اور فتح کی امید سے آئے تھے۔ اب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح صلح کرکے واپس ہوتے دیکھا تو مسلمان بہت افسردہ دل ہوگئے اور قریب تھا کہ اس رنج سے ہلاک ہو جائیں۔ تو بہرحال سہیل بن عمرو نے اپنے بیٹے ابوجندل کو کھڑا دیکھا تو ایک طمانچہ اس کے منہ پر مارا اور حضورؐ سے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے تمہارے درمیان قضیہ کا اس کے آنے سے پہلے فیصلہ ہو چکا ہے۔ یعنی میں اپنے بیٹے ابوجندلؓ کو تمہارے ساتھ جانے نہ دوں گا۔ حالانکہ یہ بھی غلط بات تھی۔ بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تُو سچ کہتا ہے۔ سہیل نے ابوجندلؓ کو کھینچ کے پیچھے کرنا چاہا تا کہ قریش میں پہنچا دے۔ ابوجندلؓ نے شور کرنا شروع کر دیا کہ یارسول اللہ! اور اے مسلمانو! کیا مَیں کافروں میں واپس کر دیا جاؤں گا تا کہ وہ مجھ کو تکلیفیں پہنچائیں۔

مسلمانوں کو اس سے بہت قلق ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوجندل! تم چند روز اور صبر کرو۔ عنقریب خداوند تعالیٰ تمہارے واسطے کشادگی پیدا کرے گا۔ مَیں مجبور ہوں وَاَعْطَیْنَاھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ وَاَعْطُوْنَا عَھْدَ اللّٰہِ وَاِنَّا لَا نَغْدُرُبِھِمْ کہ ہم نے اس بارے میں ایک دوسرے سے معاہدہ کرلیا ہے اور ہم ان سے کئے گئے عہد کی ہرگز بدعہدی نہیں کریں گے۔

(سیرت ابن ھشام ۔امر الحدیبیۃ ۔ماأھم الناس من الصلح ومجئ ابی جندل)

دیکھیں سب سے زیادہ تکلیف اور صدمہ تو آپؐ کو اس واقعے سے پہنچا ہوگا۔ لیکن آپؐ نے عہد کا پاس کیا۔ اس کی پابندی کی۔ حالانکہ عہد ابھی لکھا ہی گیا تھا۔ شاید اس کی سیاہی بھی خشک نہ ہوئی ہو۔ اور اس دوران ابوجندل وہاں پہنچ چکے تھے۔ لیکن آپؐ جو معاہدوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے تھے، آپ جو اس بات کا سب سے زیادہ ادراک رکھتے تھے کہ اپنے عہدوں کی پابندی اور نگرانی کرو۔ آپ نے فرمایا کہ صبر کرو، مَیں مجبور ہوں اور عہد پر عمل کا پابند ہوں۔ اور پھر دیکھیں عہد کی پابندی کا اجر اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا دیا اور ان مظلوموں اور مجبوروں کے صبر کا پھل کتنا بڑا دیا کہ خود کفار سے ہی ایسی حرکتیں سرزد ہوگئیں جن سے عہد ختم ہوگیا، معاہدہ ٹوٹ گیا اور آخر اس کے نتیجہ میں فتح مکہ ہوئی۔

پھر دیکھیں جنگوں میں اور خاص طور پر جنگ بدر میں جب مسلمان بہت ہی کمزور تھے۔ جتنی بھی مدد مل جاتی اتنی ہی کافی تھی کیونکہ کفار بھرپور رنگ میں تیار ہو کر آئے تھے۔ آپ نے عہد کی پابندی کی خاطر دو اشخاص کو جنگ میں حصہ لینے سے روک دیا۔ اس واقعہ کا ذکر یوں ملتا ہے کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں شریک ہونے کے لئے مجھے یہ بات مانع ہوئی، روک یہ بن گئی کہ مَیں اور اَبُوحُسَیْل نکلے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں کفار قریش نے پکڑ لیا اور کہا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ ہم نے کہا ہمارا یہ ارادہ نہیں ہے۔ ہمارا ارادہ صرف مدینہ جانے کا ہے۔ انہوں نے ہم سے عہد لے کر چھوڑا کہ ہم مدینہ جائیں گے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ مل کر جنگ نہیں کریں گے۔ چنانچہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان کو اس واقعہ سے جو ہمیں پیش آیا تھا آگاہ کیا۔ یہ سن کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں جاؤ اور ان سے کیا ہوا عہد پورا کرو۔ ہم ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کریں گے۔ (مسلم کتاب الجھاد باب الوفاء بالعھد)

دیکھیں یہ تھا آپ کا عمل۔ آدمیوں کی سخت ضرورت ہے۔ ایک ایک آدمی کی اہمیت ہے۔ جنگ کی حالت میں کوئی بھی ایسی باتوں کو اہمیت نہیں دیتا۔ لیکن آپؐ نے فرمایا عہد کو نبھانا ضروری ہے۔ اللہ خود ہمارا مددگار ہوگا۔ اور پھر دیکھیں اللہ نے بھی کس طرح مدد فرمائی۔

پھر ایک اور واقعہ دیکھیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ کس باریکی سے آپ عہدوں کی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ حسن بن علی بن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ ابورافع رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ قریش نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ جب مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی محبت گھر کر گئی۔ اس پر مَیں نے کہا: یارسول اللہ! بخدا مَیں ان قریش کے ہاں واپس نہیں جاؤں گا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں بدعہدی نہیں کیا کرتا اور نہ سفیروں کو قید کرتا ہوں۔ البتہ تم واپس جاؤ اور اگر تمہاری وہ کیفیت جو اس وقت ہے برقرار رہے (یہ بھی پتہ لگ جائے گا کہ وقتی جوش تو نہیں ہے) تو واپس آجانا۔ ابورافع کہتے ہیں کہ میں واپس گیا اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا اور اسلام قبول کرلیا۔ (ابوداؤد کتاب الجھاد ۔ باب فی الامام یستجن بہ فی العھود)

تو ہر نئے مسلمان ہونے والے کو آپؐ نے پہلے دن سے ہی یہ سبق دیا کہ ایک تو امانت میں خیانت نہیں کرنی، اس کا پہلے ذکر آ چکا ہے۔ دوسرے یہ کہ عہد کی پابندی کرنی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امین ہونے کی شان کی جو تعریف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے اصل تو وہ شان ہے، اور یہ مثالیں اس کی چند معمولی جھلکیاں ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

"امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی وجسمانی ہیں"۔ یعنی تمام روحانی اور جسمانی نعمتیں ہیں۔ "جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے۔ اور پھر انسان کامل برطبق آیت ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا﴾۔ (سورۃ النساء آیت :59)"۔ یعنی اس آیت کے مطابق کہ ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا﴾ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کر دو"۔ اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے۔ یعنی اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے۔.........اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی، نبی امی صادق ومصدوق محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی"۔

(آئینہ کمالات اسلام ۔ روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ 161-162)

تو امانت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تمام طاقتوں کا اس کے موقع پر اور صحیح محل پر استعمال ہو اور اظہار ہو۔ اور اس کی سب سے اعلیٰ صورت یہ ہے کہ یہ تمام طاقتیں اور صلاحیتیں جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق خرچ کیا جائے۔ جس میں خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا ہوتے ہوں اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق بھی ادا ہوتے ہوں۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ زندگی کا ہر لمحہ اسی سوچ اور فکر میں گزرے کہ یہ حقوق ادا کرنے ہیں اور اپنی تمام طاقتیں اور صلاحیتیں اس کی تعلیم کے مطابق خرچ کرنی ہیں۔ تبھی کہا جا سکتا ہے کہ اُس نے اپنی امانتوں کو اور عہدوں کو صحیح طور پر نبھایا اور ان کا حق ادا کیا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا جائزہ لیں تو ان تمام اخلاق کا اعلیٰ ترین معیار ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ اور یہی اسوۂ حسنہ ہے جو ہمارے سامنے ہے۔ اس کی پیروی سے ہمیں بھی خدا تعالیٰ کا قرب مل سکتا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ”کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں۔ اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے“۔ (کشتئ نوح ۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19-20)

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنے عہدوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان خوش قسمتوں میں شامل فرمائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے لئے کی گئی دعاؤں کے وارث بننے والوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی جماعت کے لئے کی گئی دعاؤں کے وارث بننے والے ہوں۔ اور ہمیشہ اپنے عہدوں کا حق ادا کرنے والے، عہدوں کو پورا کرنے والے، اپنی امانتوں کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

ایک اور بات میں کہنی چاہتا ہوں۔ آجکل دنیا کے بعض ممالک میں جہاں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے اور جہاں باقاعدہ جماعت احمدیہ بھی ہے وہاں مخالفین بڑے سرگرم ہوئے ہوئے ہیں۔ ہماری پہنچ تو دنیاوی طاقت کے لحاظ سے نہ کسی دنیاوی بادشاہ تک یا صدر تک یا کسی اور تک ہے اور نہ ہی اُن پر ہمارا انحصار ہے۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے اور اسی سے مدد مانگنے والے ہیں۔ اس لئے خاص طور پر ان دنوں میں بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ خاص طور پر آج کل انڈونیشیا میں کافی فساد پھیلا ہوا ہے۔ گزشتہ دنوں میں وہاں ہمارا جلسہ ہو رہا تھا اور مخالفین نے حملہ کیا۔ کچھ احمدی زخمی بھی ہوئے اور اس کے بعد خبریں آ رہی تھیں کہ آج وہاں کے ایک شہر میں (اس کا نام مجھے بھول گیا) حملے کا پروگرام تھا۔ تو آج انہوں نے جمعہ کے وقت وہ حملہ کیا ہے۔ تو کچھ احمدی وہاں زخمی بھی ہوئے ہیں اور انتظامیہ کا تعاون بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ مسجد انتظامیہ نے ہمارے آدمیوں سے خالی کروالی ہے۔ تو بہرحال اللہ تعالیٰ خود ہی ان مخالفین سے نمٹے اور جماعت کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ یہ تو بہرحال ہمیں پتہ ہے اور ہر ایک احمدی کو علم ہونا چاہئے کہ جماعت کی ترقی جب بھی ہوگی یہ باتیں بھی ہوں گی۔ دشمن کی حسرت کی آگ بھڑکے گی۔ لیکن جب دشمن کی حسرت کی آگ بھڑکتی ہے تو احمدی کا بھی کام ہے کہ اور زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جائے اور دعائیں کرے۔ اپنے لئے دعائیں کرے، ایمان کی ترقی کے لئے دعائیں کرے، جو عہد بیعت باندھا ہے اس کو پورا کرنے کے لئے دعائیں کرے اور مجموعی طور پر جماعت کے لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اور یہ بھی دعائیں کرے کہ اللہ تعالیٰ متاثرہ احمدیوں کو بھی حوصلہ دے اور صبر دے اور استقامت دے اور ہمیشہ اپنی پناہ میں رکھے۔ اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

شرائط بیعت اور نظام وصیت

(عبدالباسط شاھد)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۸ء میں بار بار یہ خدائی خبر ملنے پر کہ آپ کی وفات کا وقت قریب آگیا ہے جماعت کو تاکیدی نصائح کرتے ہوئے 'الوصیت' کے نام سے ایک رسالہ شائع فرمایا اور اس میں خلافت احمدیہ اور ایک ایسے نظام کا خاکہ بیان فرمایا جو آئندہ دنیا کے مالی و اقتصادی نظام کی بنیاد بننے والا ہے اس نظام میں شامل ہونے والے جنہیں عام طور پر موصی کہا جاتا ہے ان کے لئے حضور نے مندرجہ ذیل تین شرائط مقرر فرمائیں۔

”پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کیلئے چندہ داخل کرے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی دفن ہوگا جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو“۔ (الوصیت)

خدا تعالیٰ کے فضل سے نیکی اور تقویٰ کی خاطر قائم ہو پر بدل و جان عمل پیرا ہونے کا جذبہ پایا جاتا ہے نے والی الٰہی جماعت میں شروع سے ہی نیکیوں کی طرف رجحان ہونے کی وجہ سے قال اللہ اور قال الرسولؐ کو ماننے اور اس۔ نظام وصیت کو بھی جماعت نے بصدق دل اور بشاشت سے قبول کیا تاہم بعض اوقات بعض لوگوں کی طرف سے یہ بات بھی سننے میں آجاتی رہی کہ ہم ابھی وصیت کے تقاضوں کو پوری طرح پورا نہیں کر سکتے اس لئے ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے، بظاہر یہ بات بہت معقول لگتی ہے اور اس سے فوری تاثر یہی قائم ہوتا ہے کہ ایسا کہنے والا نظام وصیت کی اہمیت اس کے تقدس اور اعلیٰ معیار کو خوب سمجھتا ہے اور اسی وجہ سے ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہو سکا اور یہ بھی کہ اس کا دل تو یہی چاہتا ہے کہ وہ خوش قسمت موصیوں کی جماعت میں شامل ہو جائے۔ مگر اس بات کو بنظر غور دیکھا جاوے تو حقیقت کچھ اور ہی ملے گی۔ ہر وہ شخص جسے احمدیت میں شامل ہونے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر ایمان لانے کی سعادت حاصل ہوئی ہے اس نے ایک بہت بڑے چیلنج کو قبول کر لیا ہے۔ دنیا میں پیدا ہو جانے والی بے شمار خرابیوں اور بدعتوں اور 'فیج اعوج' یعنی ہزار سالہ دور گمراہی کی سستیوں اور غفلتوں کو ترک کر کے اسلام کی حسین و دلکش تعلیم پر پوری طرح عمل کرنے کا نام ہی تو احمدیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سستی اور کم ہمتی کی یہاں کسی طرح بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

بعض دفعہ وعظ و نصیحت کی مجلس میں یہ بات بھی سُننے میں آجاتی ہے کہ باتیں تو یہ بہت اچھی ہیں مگر ہم نے کوئی ولی اللہ تو بننا نہیں ہے۔ یہ بھی اس فقرے سے ملتا جلتا فقرہ ہے جس کا پہلے ذکر ہوا ہے اور اس میں سستی بلکہ بے عملی اور بے راہ روی کا رجحان واضح نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور ملفوظات میں یہ تاکیدی ارشاد ملتا ہے کہ ”ولی بنو۔ ولی پرست نہ بنو“ گویا ایک سچا مسلمان یعنی احمدی کبھی بھی دون ہمتی اور کسل کو اپنے پاس نہیں آنے دیتا۔ اس کے پاس بہترین لائحہ عمل یعنی شریعت موجود ہے۔ اس کے پاس بہترین استاد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت اور احادیث موجود ہیں جن پر اخلاص سے عمل پیرا ہونا اس بات کی ضمانت ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کی محبت کی برکت سے صالحیت و صلاحیت میں ترقی کرتے کرتے قرب کے اعلیٰ مقامات اور منازل پر فائز ہو جائے گا۔

جماعت احمدیہ میں شمولیت کے لئے جو دس شرائط بیعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مقرر فرمائی ہیں ان پر ایک نظر ڈالنے سے بھی یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ نیکی تقویٰ اور عملی اصلاح و بہتری کا ہر ہر پہلو ان میں موجود ہے اور شرائط بیعت خلاصہ اور نچوڑ ہے قرآن و حدیث کی رہنمائی اور تعلیمات کا۔ ذیل میں شرائط بیعت پیش کی جا رہی ہیں۔

* ”اوّل:- بیعت کُنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔ ☆ دوم:- یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظُلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ ☆ سوم:- یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حُکمِ خُدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا اور حتّی الوسع نماز تہجّد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دِلی محبّت سے خُدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اُس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ وِرد بنائے گا۔ ☆ چہارم:- یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کِسی نَوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ ☆ پنجم:- یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بَلاء میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہرحالت راضی بقضاء ہوگا۔ اور ہر ایک ذِلّت اور دُکھ کے قُبول کرنے کیلئے اُس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے مُنہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔ ☆ ششم:- یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعت ہواوہَوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکُلّی اپنے سَر پر قُبول کریگا اور قَالَ اللّٰہُ اور قَالَ الرَّسُوْلُ کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔ ☆ ہفتم:- یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکُلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خُلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زِندگی بَسر کرے گا۔ ☆ ہشتم:- یہ کہ دِین اور دین کی عِزّت اور ہمدردیِ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ ☆ نہم:- یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغُول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خُداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نَوع کو فائدہ پہنچائے گا۔ ☆ دہم:- یہ کہ اس عاجز سے عَقدِ اخوّت محض لِلّٰہ باقرارِ طاعت دَرمعروف باندھ کر اس پر تاوقتِ مَرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوّت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دُنیوی رِشتوں اور تعلّقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو“۔

ان شرائط پر ایک نظر ڈالنے سے ہی یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ یہ ایک مسلمان کا مکمل لائحہ عمل ہے۔ جس پر عمل کر کے وہ دونوں جہان میں سرخروئی اور کامیابی حاصل کر سکتا ہے اور یہ بھی کہ وصیت کے نظام میں کامیابی کی ان راہوں اور سعادت کے ان رستوں کی یاددہانی ہی کروائی گئی ہے۔ اور اس میں کوئی نئی اور زائد بات نہیں ہے۔ البتہ نظام وصیت میں بیعت کے عمومی مطالبات کو زیادہ معیّن رنگ میں پیش کر کے ایک مؤثر یاددہانی کروائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بیعت اور وصیت کے تقاضوں اور مطالبات کو پوری طرح سمجھ کر ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا اور قرب سے نوازے۔ آمین۔

نظام وصیّت

حسب وحی الٰہی قائم ہونے والا ایک عظیم الشان نظام

(شرائط وصیّت، چندہ شرط اوّل، چندہ اعلان وصیت، قواعد وصیت، حصہ آمد اور حصہ جائیداد سے متعلق بعض اہم امور کی تفصیل)

یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" کوئی نادان اس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے اورانسان کا اس میں دخل نہیں۔اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیوں کر ہوسکتا ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کردے گی بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰۔ صفحہ ۳۲۱۔حاشیہ)

شرائط وصیت

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" ....خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کیلئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں،سووہ تین شرطیں ہیں،اور سب کو بجالانا ہوگا۔

1۔ اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے...........سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کیلئے چندہ داخل کرے اور یہ چندہ محض انہیں لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے...........۔

2۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل االایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا...........۔

3۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو۔

4۔ ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں۔اور کوئی مالی خدمت نہیں کرسکتا۔اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا۔تو اس قبرستان میں دفن ہوسکتا ہے۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰۔ صفحہ ۳۱۸ تا ۳۲۰)

چندہ شرط اول

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’......سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے اور یہ چندہ محض انہیں لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے...........

لیکن اگر خدا نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اس صورت میں ایک انجمن ہونی چاہئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا اعلائے کلمۂ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں‘‘۔

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20صفحہ318)

چندہ اعلان وصیت

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’ ہر ایک صاحب جو شرائط رسالہ الوصیت کی پابندی کا اقرار کریں۔ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہوں کی ثبتِ شہادت کے ساتھ اپنے زمانہ قائمی ہوش وحواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعتِ اغراضِ سلسلہ احمدیہ کیلئے بطور وصیت یا وقف دیتے ہیں۔اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخباروں میں اس کو شائع کردیں۔‘‘

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰۔ صفحہ ۳۲۳)

نوٹ:۔ اس اشاعت کیلئے مقررہ شرح سے جو ادائیگی کی جاتی ہے اس کو چندہ اعلان وصیت کہتے ہیں۔

قواعد وصیت

1۔وصیت کنندہ کیلئے یہ بھی لازم ہوگا کہ بوقت وصیت چندہ شرط اوّل کے علاوہ اخراجات اعلان وصیت بھی ادا کرے۔

(قاعدہ نمبر 29)

2۔بوقت منظوری وصیت کنندہ کی قبل از وصیت اخلاقی و دینی حالت کے علاوہ قبل از وصیت مالی حالات کو بھی اسی نقطہ نظر سے مدنظر رکھا جائے گا کہ نمایاں مالی قربانی کا عنصر اور وصیت کی روح مجروح نہ ہوتی ہو۔

(قاعدہ نمبر 35)

3۔اگر کوئی وصیت کا ایسا خواہش مند ناگہانی وفات پاجائے جو قبل از وفات وصیت کروانے کی کارروائی کا آغاز کرچکا ہو۔تو خواہ فارم وصیت پُر نہ بھی کیا جاسکا ہو قابل اعتماد گواہی کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی وصیت کی پس از مرگ منظوری کا معاملہ زیرغور لایا جاسکتا ہے۔بشرطیکہ:۔

1۔مرحوم وصیت کی دیگر شرائط پر پورا اترتا ہو اور یہ توقع کی جاسکتی ہو کہ اگر ناگہانی وفات حائل نہ ہوتی تو اس کی وصیت منظور کرنے کی راہ میں کوئی روک نہ ہوتی۔

2۔مرحوم کے وارثان اس کے ترکہ پر حصہ وصیت ادا کرنے اور بلا تاخیر عملدرآمد پر بشرح صدر آمادہ ہوں۔

3۔قرائن کسی منفی احتمالات کی طرف اشارہ نہ کرتے ہوں۔مثلاً

(ا۔ لمبے عرصے تک توفیق کے باوجود وصیت کی طرف متوجہ نہ ہونا۔

ب۔ لمبی معقول مہلت کے باوجود محض خواہش کا اظہار کرنا اور قطعی اقدام کی طرف متوجہ نہ ہونا۔

ج۔ وصیت کی کارروائی کا آغاز اس وقت کرنا جب نسبتاً کم مالی قربانی سے وصیت ہوسکتی ہو۔

د۔ دینی حالت کا کسی پہلو سے واضح طور پر داغدار ہونا۔مثلاً

(i) نمازوں میں غفلت۔

(ii) عام چندوں میں اعلیٰ معیار کے مطابق نہ ہونا۔

(iii) نظام جماعت سے وابستگی اور تعلق میں کمزوری وغیرہ۔

(قاعدہ نمبر 43)

4۔عام حالات میں جائیداد کی وصیت پر موصی کی وفات کے بعد عمل درآمد ہوگا اور حصہ جائیداد ترکہ پر واجب الادا ہوگا۔ (قاعدہ نمبر 44)

5۔ایسے مالکان اراضی " جن کی راہ میں وصیت کرنے میں کوئی دقتیں ہیں تو ان کیلئے مناسب ہے کہ وہ جس قدر جائیداد کو وصیت کرنا چاہتے ہیں اسے بجائے وصیت کے اپنی زندگی میں ہبہ کردیں اور ہبہ نامہ پر اپنے ورثائے بازگشت کے (اگر کوئی ہوں) دستخط کرائیں۔جن سے ایسے ورثاء کی رضامندی پائی جائے"۔ (قاعدہ نمبر 45)

6۔موصی کی جائیداد سے اگر کوئی آمدنی ہوتی ہو تو اس آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام (یعنی1/16) ادا کرنا لازم ہوگا۔

(قاعدہ نمبر 51)

7۔جس جائیداد کا حصہ جائیداد سو فیصدی ادا کردیا گیا ہو اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی ہوگی۔ (قاعدہ نمبر 52)

8۔پنشن کے کمیوٹ شدہ حصہ پر حصہ آمد کی ادائیگی لازمی ہوگی اور موصی کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ اس پر حصہ آمد یکمشت ادا کرے۔ یا کسی خاص مجبوری کی وجہ سے ایسا نہ کرسکتا ہو تو حسب ضابطہ مجلس کارپرداز سے اجازت اور مہلت حاصل کرے۔ (قاعدہ نمبر 55)

9۔پراویڈنٹ فنڈ کا وہ حصہ جس پر حصہ وصیت نہ ادا کیا گیا ہو اور وہ موصی کی وفات کے بعد پسماندگان کو ملے وہ موصی کا ترکہ شمار ہوگا اور اس پر حصہ وصیت واجب الادا ہوگا۔

(قاعدہ نمبر59)

10۔جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ بعد تک چندہ حصہ آمد ادا نہ کرے اور نہ دفتر سے اپنی معذوری بتا کر مہلت حاصل کرے تو صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا کہ مجلس کارپرداز کی سفارش پر ایسی وصیت کو منسوخ کردے۔ (قاعدہ نمبر 68)

11۔ہر موصی کیلئے لازم ہوگا کہ وہ سالانہ فارم اصل آمد حسب نمونہ جدول ج پُر کرکے دفتر کو بھجوائے۔فارم اصل آمد نہ آنے کی صورت میں صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا کہ وہ مناسب تنبیہ کے بعد موصی کو بقایادار قرار دے کر موصی کے خلاف مناسب تادیبی کاروائی کرے جو منسوخی وصیت بھی ہوسکتی ہے۔ (قاعدہ نمبر 69)

12۔ایسے موصی ورثاء جو مدفون موصیوں کے بقایاجات وعدہ کے مطابق ادا نہیں کریں گے اور نہ ہی حالات بیان کرکے مہلت حاصل کریں گے ان کی وصایا منسوخ کردی جائیں گی۔ (قاعدہ نمبر 71)

چندہ حصہ آمد

1۔موصی احباب کی اصل آمد پر واجب الادا چندہ کو چندہ حصہ آمد کہا جاتا ہے۔جس کی کم از کم شرح ۱۰/۱ ہے جو ۳/۱ تک بڑھائی جاسکتی ہے۔موصی وصیت کے بعد بھی مجلس کارپرداز کو درخواست دے کر ۱۰/۱ سے زیادہ اور بصورت مجبوری وعدم استطاعت ۱/۳ سے کم کرواسکتا ہے۔ اس چندہ کی ادائیگی موصی اپنی آمد کے مطابق ماہانہ کرے گا۔لیکن جن موصیان کی آمد ماہانہ کی بجائے سہ ماہی، ششماہی یا سالانہ ہو وہ آمد ہونے پر اپنی وعدہ کردہ شرح کے مطابق چندہ ادا کریں۔

2۔ جس موصی پر وصیت کا چندہ واجب ہو جائے اور وہ چھ ماہ تک ادائیگی نہ کرے تو مجلس کارپرداز وصیت منسوخ کرسکتی ہے۔البتہ بحالت مجبوری وکالت مال ثانی کے توسط سے مجلس کارپرداز سے مہلت کی درخواست کی جاسکتی ہے۔

3۔ جو موصی وصیت کرنے کے بعد چھ ماہ تک ادائیگی بھی نہ کرے اور نہ ہی کوئی رابطہ کرے اس کی وصیت عدم ادائیگی اور عدم رابطہ کی وجہ سے منسوخ ہوسکتی ہے۔

4۔ چندہ حصہ آمد (وصیت) کی معافی نہیں ہوسکتی۔ایسی صورت میں کہ موصی شرح کے مطابق وصیت ادا نہ کرسکے، اسے بامر مجبوری وصیت منسوخ کروالینی چاہئے اور چندہ عام ادا کرنا چاہئے۔

آمد کی تعریف

(ا) مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والی مجموعی آمد کو آمد شمار کیا جائے گا۔ ہر چندہ دہندہ شرط تقویٰ کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اپنے اخلاص اور ضمیر کی کسوٹی پر باشرح چندہ ادا کرے گا۔ مکان وغیرہ کے کرائے اور اس قسم کی متفرق چیزیں وضع کرنا جائز نہیں ہوگا۔البتہ پیشہ وارانہ فرائض منصبی کی ادائیگی کے ضمن میں سفروں کے دوران ملنے والے زادِراہ کو آمد سے مستثنیٰ شمار کیا جائے گا۔سوائے اس کے کہ اس میں سے بچت پر اگر کوئی ازخود چندہ ادا کرے تو مستحسن ہے۔

(ب) اگر کوئی دوست چندہ کی ادائیگی یا شرح کے مطابق ادائیگی میں تنگی محسوس کریں تو وہ معین وجہ بیان کرکے امیر جماعت کے توسط سے خلیفہ وقت سے جزوی یا کلّی معافی حاصل کرسکتے ہیں۔اجازت لے کر شرح سے کم چندہ دینے والے ووٹ دینے کے تو حقدار رہیں گے لیکن ذمہ دار عہدوں پر ان کی تقرری یا انتخاب سے پہلے مرکز سے اجازت لینی ضروری ہوگی۔ یہ اس لئے کہ مبادا مالی کمزوری میں پیچھے رہنے والا عہدیدار دوسروں کے لئے غلط نمونہ نہ بن جائے۔

نوٹ: اس معافی کا اطلاق چندہ وصیت پر نہیں ہوتا۔ایسی صورت میں کہ موصی شرح کے مطابق وصیت ادا نہ کرسکے اسے بامر مجبوری وصیت منسوخ کرالینی چاہئے۔

(ج) اگر جماعت کے علم میں کسی موصی کے متعلق کوئی ایسے قطعی شواہد آئیں جن سے غالب گمان ہو کہ چندہ دہندہ کا اپنے متعلق آمد کا فیصلہ غلط ہے اور بحیثیت موصی اس کا یہ فعل قابل گرفت ہے تو ایسے شخص کا معاملہ متعلقہ شواہد کے ساتھ مجلس کارپرداز میں برائے غور پیش کیا جائے۔

نوٹ:۔ کم از کم آمد

وصایا کی چھان بین تقاضہ کرتی ہے کہ ہر ملک کیلئے اس کم از کم آمدنی کی تعیین کی جائے جس پر (اس ملک میں) گزارہ ممکن ہے۔اس لئے وصایا کو منظوری کے لئے بھجواتے وقت اس کم از کم آمدنی کو مدِنظر رکھا جائے۔

(د) ایک خاندان کو حاصل ہونے والی آمد (تنخواہ یا الاؤنس) اگر افراد خانہ کی تعداد پر منحصر ہوتی ہو یا سربراہ، بیوی اور بچوں پر مشتمل ایک مقرر کردہ شرح یا فارمولا کے مطابق ادا کی جاتی ہو مثال کے طور پر حکومت کی طرف سے ملنے والا سوشل الاؤنس اور جماعت کی طرف سے مبلغ کو دیئے جانے والا الاؤنس وغیرہ تو اس تنخواہ یا الاؤنس کی پوری رقم اس خاندان کے سربراہ کی اپنی آمد شمار ہوگی جس پر وہ پوری شرح سے اپنا چندہ ادا کرے گا۔

تاہم ہر وہ الاؤنس جو حکومت خالصۃً کسی بچے کو کسی خاص مقصد کیلئے دیتی ہے اور ماں باپ وہ الاؤنس لینے یا رکھنے میں محض امین کے طور پر ہوں۔ اور یہ اسی مقصد پر خرچ ہوتا ہو، جس مقصد کے لئے الاؤنس ملتا ہے۔ ایسے الاؤنس پر ماں یا باپ کیلئے چندہ واجب الاداء نہیں۔

(ع) پیشہ ور لوگ اور تاجر حضرات کو اپنی کل آمد (Gross income) میں سے ایسے اخراجات وضع کر کے جو کہ آمد پیدا کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں باقی مجموعی اصل آمد پر چندہ ادا کرنا ہوگا۔ محض اپنے ماہانہ اخراجات کے لئے تجارت (Business) سے وصول کردہ رقم (Drawings) پر چندہ ادا کرنا درست نہیں۔

(ف) طالب علمی وظیفوں پر شرح کا اطلاق نہیں ہوگا۔ طلباء سے توقع رکھی جائے گی کہ وہ حسب حیثیت خود کچھ رقم معین کر کے جماعت سے افہام و تفہیم کے ذریعہ اس کے مطابق باقاعدہ چندہ ادا کریں۔

2. (ا) قرض پر چندہ

اگر کوئی فرد اپنے مستقل گزارہ کے لئے قرض پر انحصار کر رہا ہے تو وہ اس قرض پر بھی واجب چندہ جات ادا کرے گا۔ ہاں جب اس قرض کی رقم واپس کرے گا تو اس وقت اس قرض کی رقم کو اپنی آمد میں سے منہا کر دے گا۔

(ب) مارگیج /لیز

اگر کوئی چندہ دہندہ مارگیج یا لیز پر کوئی جائیداد خریدے تو مارگیج /لیز کی واپسی کی رقم اپنی آمد سے منہا نہیں کرے گا بلکہ پوری آمد پر چندہ ادا کرے گا۔

3 ۔ایسی خواتین جن کا اپنا کوئی ذریعہ آمد نہ ہو۔

(ا) عام طور پر بیوی کیلئے چندہ وصیت کی ادائیگی کا طریق یہی ہے کہ اگر اس کی آمدنی کوئی نہ ہو تو اس کا خاوند مناسب جیب خرچ مقرر کرے اور وہ اسکی بیوی کی آمد متصور ہو اور اس طرح مالی قربانی کے تسلسل کو قائم رکھنے کی خاطر اس جیب خرچ پر چندہ وصیت ادا کرے۔

(ب) "............عورتوں کو حسب توفیق رہن سہن کے معیار کے لحاظ سے قربانی کرنی چاہئے اس لئے عام چندہ دینے والے اور وصیت کے قربانی کے معیار میں جو فرق ہے اس کو بھی زیرِ غور لانا چاہیئے۔"

4. مستثنیات

آمد میں چندہ دہند کی ہر قسم کی آمد شامل ہے۔ البتہ صرف وہ الاؤنس جس کا خرچ کرنا ملازم چندہ دہند کے تابع مرضی نہ ہو وہ آمد سے مستثنٰی ہوگا۔ اسی طرح گورنمنٹ ڈیوز از قسم ٹیکس ریونیو، مالیہ، لوکل ریٹس، لازمی انشورنس وغیرہ جو گورنمنٹ کے حکم سے عائد کئے گئے ہوں نیز وردی الاؤنس اور بچوں کی تعلیم کے لئے ملنے والا الاؤنس آمد سے منہا کئے جا سکتے ہیں۔

نوٹ۔ مکان وغیرہ کے کرائے اور اس قسم کی متفرق چیزیں آمد سے وضع کرنا جائز نہ ہوں گی۔

آمد کا تعین

آمد کے تعین کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے درج ذیل ارشادات کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے۔

❁ حضور نے ایک استفسار کے جواب میں فرمایا۔

"............عام حالات میں حکومت کی طرف سے ایک خاندان کو (بیوی بچوں کا) جو سوشل الاؤنس ملتا ہے۔ وہ دراصل اس خاندان کے سربراہ کی اپنی آمد ہوتی ہے جسے وہ اپنی مرضی سے خرچ کرتا ہے۔ اس لئے تقویٰ کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ اپنی اس پوری آمد پر چندہ ادا کرے۔ تاہم ایسا الاؤنس جو حکومت مخصوص حالات میں کسی بچے کو خاص مقصد (مثلاً بیماری وغیرہ) کے لئے دے اور وہ اسی مقصد پر خرچ ہو تو اس پر والدین کے لئے چندہ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے الاؤنس کے، والدین امین کے طور پر ہیں۔

ہمارے جماعتی نظام میں بھی جب کسی مبلغ کا الاؤنس مقرر کیا جاتا ہے تو فارمولہ کے طور پر یہی طریق اختیار کرتے ہیں کہ مبلغ کا بنیادی الاؤنس اتنا۔ بیوی کے لئے اتنا اور بچوں کے لئے اتنا اور اس طرح ملا کر مبلغ کا کُل الاؤنس اتنا۔ لیکن اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہوتی کہ جس شرح (فارمولہ) سے الاؤنس مقرر کیا گیا ہے اسی شرح سے مبلغ کے بیوی بچوں میں وہ الاؤنس تقسیم ہو۔ بلکہ یہ پورا الاؤنس اس مبلغ کی اپنی آمد ہوتی ہے جس پر وہ پوری شرح سے اپنا چندہ ادا کرتا ہے۔

............اس کے باوجود اگر کوئی دوست سوشل الاؤنس میں ملنے والے بچوں کے الاؤنس کی تشریح اپنی مرضی سے کر کے اپنے چندہ میں چھوٹ لینا چاہتا ہے تو ایسا کیس انفرادی طور پر مجھے بھجوا دیں تو پھر اس پر میں غور کرونگا۔" (مکتوب بنام مکرم امیر صاحب ناروے محررہ ۱۳ اگست ۱۹۹۳ء)

❁ پھر بلجیم کے ایک دوست کے استفسار پر حضورؒ فرماتے ہیں:

"جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ اپنے ملنے والے سوشل الاؤنس میں سے بچوں کا الاؤنس نکال کر چندہ وصیت ادا کر رہے ہیں تو یہ تقویٰ کے خلاف بات ہے جس کا ایک ثبوت آپ کا اپنا یہ فقرہ ہے" یہ بات گزشتہ کچھ عرصہ سے ہمارے لئے اُلجھن کا باعث ہے اسی وجہ سے ہم بشاشت کے ساتھ حصہ آمد ادا کرنے کا لطف نہیں اُٹھا پا رہے۔"

"حقیقت یہی ہے کہ عام حالات میں حکومت کی طرف سے ایک خاندان کو (بیوی بچوں کا) جو سوشل الاؤنس ملتا ہے وہ دراصل اس خاندان کے سربراہ کی اپنی آمدنی ہوتی ہے جسے وہ اپنی مرضی سے خرچ کرتا ہے۔ اس لئے تقویٰ کا تقاضہ یہی ہے کہ وہ اس پوری آمد پر چندہ ادا کرے۔ تاہم ایسا الاؤنس جو حکومت مخصوص حالات میں کسی بچے کو خاص مقصد (مثلاً بیماری وغیرہ) کے لئے دے اور وہ اسی مقصد پر خرچ ہو تو اس پر والدین کے لئے چندہ ادا کرنا واجب نہیں کیونکہ ایسے الاؤنس کے، والدین امین کے طور پر ہیں۔

(اسی طرح) عام طور پر بیوی کے لئے چندہ وصیت کی ادائیگی کا طریق یہی ہے کہ اگر اس کی اپنی آمدنی کوئی نہ ہو تو اسکا خاوند مناسب جیب خرچ مقرر کرے اور وہ اسکی بیوی کی آمد متصور ہو اور اسطرح مالی قربانی کے تسلسل کو قائم رکھنے کی خاطر اس جیب خرچ پر چندہ وصیت ادا کرے۔ میری اس وضاحت سے امید ہے آپ کی اُلجھن دور ہو جائے گی۔"

چندہ حصہ جائیداد

موصیان اپنی جائیداد کی قیمت کی تشخیص کے بعد اس پر جو چندہ حسب شرح وصیت ادا کرتے ہیں اسے چندہ حصہ جائیداد کہتے ہیں۔ حصہ جائیداد کی ادائیگی کے بعد یا قبل بھی اس جائیداد سے حاصل ہونے والی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام یعنی 1/16 ادا کرنا ضروری ہے۔

1۔ ہر وہ جائیداد جو موصی کو وراثت میں ملے یا وہ خود بنائے اور اپنے یا کسی اور کے نام لگائے موصی کی جائیداد ہی شمار ہوتی ہے۔

2۔ Mortgage پر خریدی ہوئی جائیداد موصی، موصیہ کی ملکیت شمار ہوگی جب کوئی موصی/ موصیہ Mortgage پر یا کیش پر جائیداد خرید کرے تو اس کی اطلاع جائیداد کی تفصیلات سمیت مرکز کو دینا ضروری ہو گا۔ نیز اگر کوئی جائیداد منافع پر بیچی جائے تو منافع پر بھی حصہ جائیداد واجب ہوگا۔

3۔ موصی/ موصیہ کو اس بات میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہئے کہ جو جائیداد Mortgage پر خریدی گئی ہے وہ خریدار کی ملکیت بن جاتی ہے گو یہ درست ہے کہ وہ جائیداد، جب تک اس کی مکمل رقم ادا نہ ہو جائے، بنک یا متعلقہ سوسائٹی کے قرض کی ادائیگی کی ضمانت کے طور پر Mortgage رہتی ہے۔

۴۔ موصی/ موصیہ پر کسی بھی جائیداد کا حصہ جائیداد حسب قواعد وفات کے بعد واجب الادا ہوگا۔ زندگی میں تشخیص کروا کر جائیداد کا حصہ ادا کرنا موصی کیلئے ایک سہولت ہے۔

5۔ اگر کوئی موصی / موصیہ زندگی میں جائیداد پر وصیت ادا کرنا چاہتا ہے تو بازاری قیمت کے مطابق تشخیص ہوگی اور Mortgage کی رقم منہا نہیں کی جائے گی۔

6۔ اگر کوئی موصی/ موصیہ Mortgage پر لی گئی جائیداد کو Mortgage کی معیاد پوری ہونے سے پہلے فروخت کرتا ہے تو وہ قیمت فروخت میں سے اس جائیداد کیلئے اٹھائے جانے والے قرض کی بقیہ رقم منہا کر کے باقی رقم پر حصہ جائیداد ادا کرے گا۔

7۔ موصی /موصیہ کی وفات کے وقت Mortgage پر لی گئی جائیداد کی بازاری قیمت میں سے بنک / ادارہ (جس سے یہ جائیداد Mortgage کروائی گئی ہو) کو اس جائیداد کے سلسلہ میں واجب الادا رقم منہا کر کے باقی پر حصہ جائیداد واجب ہوگا۔

(ماخوذ از کتاب 'مالی قربانی ایک تعارف' مرتبہ وکالت مال ثانی - ربوہ......)

سیٹلائٹ

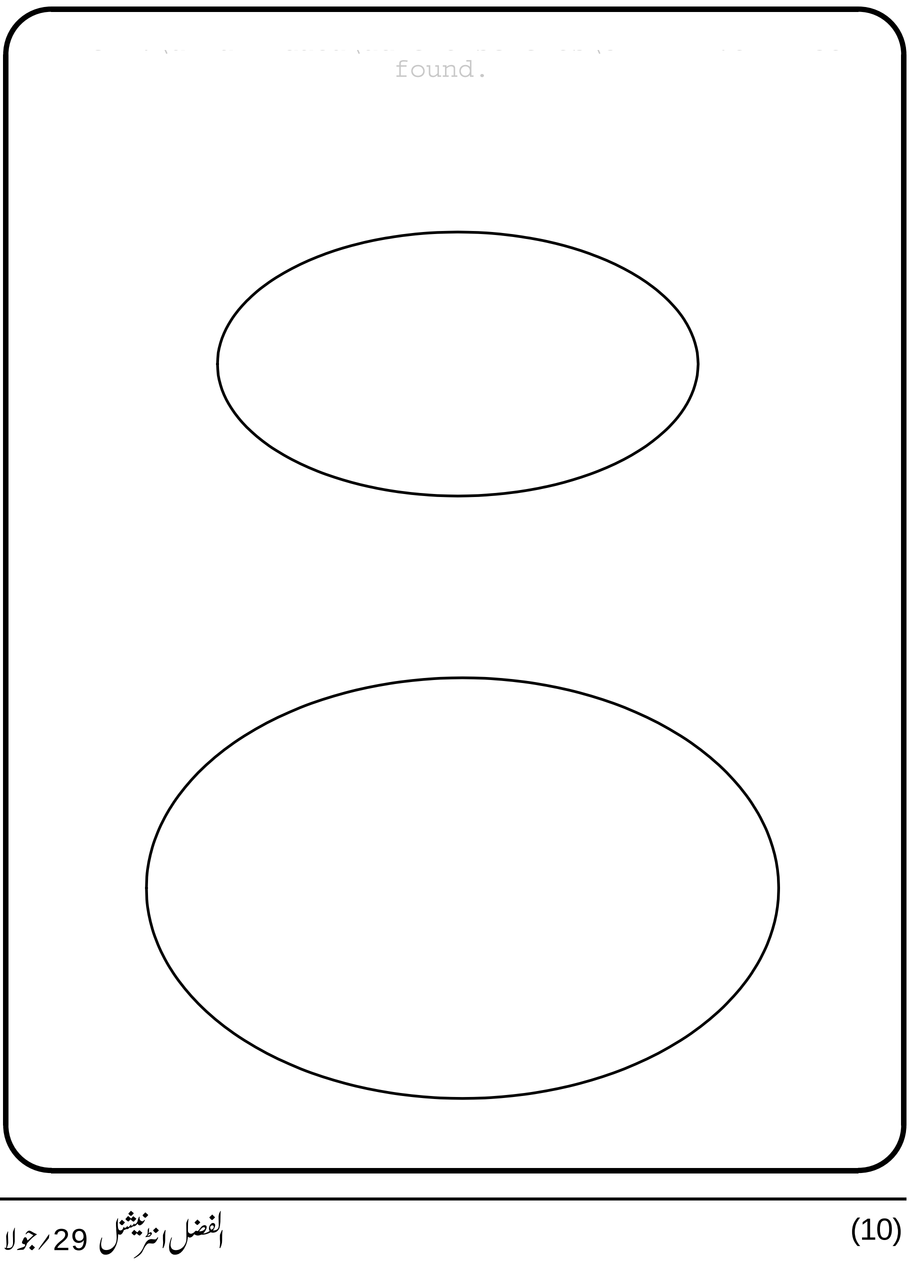

کامل الایمان اور پاک دل لوگوں کی خوابگاہ

بہشتی مقبرہ ۔ قادیان

(برھان احمد ظفرؔ ۔ ناظر نشرواشاعت ۔قادیان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام مہدی و مسیح موعودعلیہ السلام کے مقام کے سلسلہ میں فرماتے ہیں: یُحَدِّثُھُمْ بِدَرَجَاتِھِمْ فِی الْجَنَّۃِ۔

(صحیح مسلم کتاب الفتن)

یعنی آنے والا مسیح موعودؑ لوگوں کو اُن کے جنت میں درجات کے متعلق بتائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تکمیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیام بہشتی مقبرہ سے بھی ہوئی۔ آپ نے اس سلسلہ میں بیان فرمایا کہ:

’’ایک فرشتہ مَیں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اُس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں‘‘۔

(رسالہ الوصیت صفحہ۱۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس غرض کے لئے اپنی ملکیتی زمین سے ایک حصہ زمین مختص فرمایا اور اس قبرستان کے لئے آپ نے ان الفاظ میں دُعا کی:۔

’’میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے **پاک دل لوگوں کی خوابگاہ** ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہوگئے اور ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یارب العالمین‘‘۔

’’پھر مَیں دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہوچکے اور دُنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں آمین یارب العالمین‘‘۔

’’پھر مَیں تیسری دفعہ دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کرچکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں آمین۔ یارب العالمین۔

(رسالہ الوصیت صفحہ۱۹ تا ۲۱)

اسی طرح آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

’’واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک جگہ ہی دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں‘‘۔ (رسالہ الوصیت صفحہ ۲۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارادہ خداوندی کے پیش نظر قادیان کے جانب جنوب اپنے باغ کے قریب ہی اپنی ملکیتی جائیداد کا ایک حصہ اس غرض کیلئے مختص فرمایا۔ا

س قبرستان میں جس کامل الایمان کو سب سے پہلے جگہ نصیب ہوئی ان کا نام حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ ہے۔ آپ اپنے زمانہ کے ایک جلیل القدر عالم تھے۔ روایات میں ذکر آتا ہے کہ جہاں آپ کا خطاب ہوتا لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہوجاتا آپ کی آواز میں ایک سحر تھا جو ہر دل کو اپنی طرف کھینچ لیتا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے اور بیعت کی تو اپنا سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں بیچ دیا اور اپنا مسکن اس قادیان کو ٹھہرالیا۔ آپ پل بھر کیلئے بھی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی یادگاریں جن کی تدفین کسی اور مقام پر ہے۔

بہشتی مقبرہ۔قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جدا ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ مسجد مبارک میں نمازیں پڑھاتے اور جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ آپ بڑی خوش الحانی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ آپ کی قبر قطعہ نمبر ۱ میں موجود ہے۔

جب آپ بیمار ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کا علاج کروا رہے تھے اور یہ امید ظاہر ہو رہی تھی کہ اب آپ چند دنوں میں چلنے پھرنے کے قابل ہو جائیں گے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولوی صاحبؓ کو پیغام بھیجا کہ:

’’جو شخص ایک سخت اور مہلک مرض سے صحت یاب ہوتا ہے وہ گویا ایک بھٹی میں سے پاک اور صاف ہوکر نکلتا ہے اور اس کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ اس لئے آپ میرے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری اس خدمت دین کے کام میں جو میرے سپرد ہوا ہے مدد کرے اور کامیاب فرماوے‘‘۔

مولوی عبدالکریم صاحبؓ آپ کا یہ پیغام سن کر رو پڑے اور بہت دیر تک حضرت اقدس کے اخلاق اور محبت و شفقت کا ذکر کرتے رہے‘‘

(مجدد اعظم جلد دوم صفحہ ۱۰۲۷)

یہ دوطرفہ محبت جو کامل ایمان ہی کا نتیجہ تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی وفات کے ساتھ ہی بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی۔ حضورؑ نے فرمایا۔

’’اب اخویم مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلد انتظام کیا جائے اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کے قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کیلئے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بناوے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو‘‘۔

(رسالہ الوصیت صفحہ 19-20)

جب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اس وقت آپ کو عام قبرستان میں ایک تابوت میں رکھ کر امانتاً دفن کیا گیا۔ اور جب بہشتی مقبرہ بن گیا تو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کو آپ کا تابوت قبر سے نکالا گیا اور ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو سب سے پہلے آپ کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ آپ کا کتبہ بھی لگایا گیا اس کے لئے نظم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خود تصنیف فرمائی۔ اس کا پہلا شعر یہ ہے:

کےؔ تواں کردن شمارِ خوبی عبدالکریم
آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم

اور آخری اشعار اس طرح ہیں۔

اے خدا بر تربتِ اُو بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النّعیم
نیز ما را از بلا ہائے زماں محفوظ دار
تکیہ گاہِ ما توئی اے قادرِ ربّ رحیم

❁❁❁❁❁

بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے والا ہر شخص سب سے اوّل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر دُعا کرتا ہے تو ساتھ ہی آپ کے پہلو میں اس جاں نثار کی قبر کو بھی دیکھتا ہے جس کے کتبہ پر لکھا ہے:

’’مزار مبارک حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل حافظ حاجی حکیم مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھیرویؓ۔ جن کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زاُمّت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی فدائیت اور جانثاری کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ نے اپنے وجود کا ذرّہ ذرّہ اس راہ میں قربان کردیا اور آپ حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعاؤں کا ثمر تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے متعلق لکھا ہے:۔

’’مَیں رات دن خدا تعالیٰ کے حضور چلاّتا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے رب میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ مَیں تنہا ہوں اور جب دُعا کا ہاتھ پے در پے اٹھا اور فضائے آسمانی میری دعاؤں سے بھرگئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دُعا کو شرف قبولیت بخشا اور رب العالمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا ...... اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نور الدین ہے...... جب وہ میرے پاس آکر مجھ سے ملا تو میں نے اُسے اپنے رب کی آیتوں میں سے ایک آیت پایا اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ میری اس دُعا کا نتیجہ ہے جو میں ہمیشہ کیا کرتا تھا۔ اور میری فراست نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔ اور میں لوگوں کی مدح کرنا اور اُن کے شمائل کی اشاعت کرنا اس خوف سے برا سمجھتا تھا کہ مبادا انہیں نقصان پہنچائے مگر میں اسے اُن لوگوں سے پاتا ہوں جن کے نفسانی جذبات شکستہ اور طبعی شہوات مٹ گئی ہیں اور اُن کے متعلق اس قسم کا خوف نہیں کیا جاسکتا............ وہ میری محبت میں قسم قسم کی ملامتیں اور بدزبانیاں اور وطن مالوف اور دوستوں سے مفارقت اختیار کرتا ہے اور میرا کلام سننے کیلئے اس پر وطن کی جدائی آسان ہے۔ اور میرے مقام کی محبت کے لئے اپنے اصلی وطن کی یاد بھلا دیتا ہے اور ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفّس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے‘‘۔

(ترجمہ از عربی عبارت مندرجہ’ آئینہ کمالات اسلام‘۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۸۱ تا ۵۸۲)

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک مرتبہ خط میں لکھا:۔

’’میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ نیز لکھا:’’ دُعا فرمائیں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو‘‘۔

خدا تعالیٰ نے اس کامل الایمان وجود کی دُعاؤں کو سنا۔ نہ صرف صدیقوں جیسی موت ہوئی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں دفن ہونے کی بھی سعادت پائی۔

❁❁❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک کے بالکل سامنے نظر کریں تو نہایت ہی جلیل القدر صحابہ اور صحابیات کی قبروں پر نظر پڑتی ہے جن میں حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ خسر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت نانی اماں جان سیدہ بیگم صاحبہؓ خوشدامن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے علاوہ حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ اور حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ اور پھر حضرت سیدہ امّ طاہر رضی اللہ عنہا کی قبریں ہیں۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس زمانہ میں ہوا جب آپ براہین احمدیہ لکھ رہے تھے اور بعدہ اوورسیر قادیان میں بھی کچھ عرصہ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خاص عقیدت تھی۔ ایک مرتبہ آپ نے دُعا کیلئے خط لکھا اس میں اس بات کا بھی ذکر فرمایا کہ دعا کرو مجھے خدا تعالیٰ نیک اور صالح داماد عطا فرمادے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت میر صاحبؓ کو لکھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ جیسا تمہارا عمدہ خاندان ہے ویسا ہی تم کو سادات کے عالیشان خاندان میں زوجہ عطا کروں گا اور اس نکاح میں برکت ہوگی اور لکھا کہ آپ مجھ پر نیک ظنی کرکے اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردیں۔ جس پر آپ راضی ہوگئے اس طرح یہ تعلق رشتہ داری میں تبدیل ہوگیا۔

نور ہسپتال میں ناصر وارڈ آپ کی کاوشوں سے قائم ہوا۔ غریبوں کے لئے دار الضعفاء کا قیام آپ کی یادگار ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے تعمیراتی کام کئے۔ آپ کے کتبہ پر جو عبارت درج ہے وہ اس طرح ہے’’ حضرت میر

ناصر نواب صاحب خسر حضرت مسیح موعودؑ نہایت یک رنگ صاف باطن، خدا کا خوف دل میں رکھنے والے، اللہ اور رسول کی اتباع کو سب سے مقدم سمجھنے والے، سچائی کو شجاعت قلب سے بلا توقف قبول کرنے والے، حب للہ وبغض للہ پر عامل اور مداہنہ سے متنفّر (مسیح موعود)

ضعیفی تک سلسلہ کا کام جوانوں والی مستعدی اور ہمت کے ساتھ کرتے رہے۔ مسجد نور، دارالضعفاء، شفاخانہ نور، احمدی مقبرہ قادیان وغیرہ ان کی یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں بھی مسیح موعودؑ کی معیّت میں رکھے۔

وطنِ دہلی قوم سادات اولاد خواجہ میر درد دہلوی۔ عمر ۸۰ سال تاریخ وفات بروز جمعہ ۲۰ صفر ۱۳۴۳ء مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۲۴ء"۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے ساتھ ہی حضرت نانی اماں جان سیدہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر ہے۔ بیوی کی کامل الایمانی، نیکی، پارسائی تقویٰ وطہارت پر خاوند سے بڑھ کر اور کون گواہ ہوسکتا ہے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"اس بابرکت بیوی نے جس سے میرا پالا پڑا تھا مجھے بہت ہی آرام دیا اور نہایت ہی وفاداری سے میرے ساتھ اوقات بسری کی۔ اور ہمیشہ مجھے نیک صلاح دیتی رہی اور کبھی بے جا مجھ پر دباؤ نہیں ڈالا، نہ مجھ کو میری طاقت سے بڑھ کر تکلیف دی۔ میرے بچوں کو بہت ہی شفقت اور جانفشانی سے پالا۔ نہ کبھی بچوں کو کوسا، نہ مارا۔ اللہ تعالیٰ اسے دین و دنیا میں سرخرو رکھے۔ اور بعد انتقال جنت الفردوس عنایت فرمائے۔ بہرحال عسر ویسر میں میرا ساتھ دیا۔ جس کو میں نے مانا اس کو اس نے مانا جس کو میں نے پیر بنایا اس نے بھی اس سے بلا تامل بیعت کی۔ چنانچہ عبد اللہ صاحب غزنوی کی میرے ساتھ بیعت کی۔ نیز مرزا صاحب کو جب میں نے تسلیم کیا تو اس نے بھی مان لیا ایسی بیویاں بھی دنیا میں کم میسر آتی ہیں"۔ (حیات ناصر صفحہ ۱۰۵)

حضرت سیدہ امّ طاہر رضی اللہ عنہا کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ مہربان تھیں۔ آپ کی خدمت دین، خدمت خلق اور مخلصانہ وفا پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت سیدہ اُمِّ طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ وصیت نمبر ۲۱۱۰۔ پیدائش ۱۹۰۵ء، وفات ۵/مارچ ۱۹۴۴ء۔

ان کا نام مریم تھا۔ ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب مرحوم کی لڑکی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اپنے خاندان کے لئے خود چنا تھا اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم سے جب دونوں ہی بچے تھے ان کی شادی کردی تھی۔ مبارک احمد کی وفات کے بعد بوجہ ایک پیر خاندان ہونے کے جب مجھے معلوم ہوا کہ ان کے رشتہ دار لڑکی کی دوسری شادی سے گریز کررہے ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ اس بات پر رضامند ہیں کہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان میں ہی کہیں شادی ہوجائے تو میں نے ان سے اپنی تیسری شادی کی۔ تعلیم کم تھی مگر نہایت درجہ کی ذہین تھیں۔ جتنا بھی علم حاصل تھا اس کو خوب اچھی طرح استعمال کرسکتی تھیں۔ خدمت مذہب اور خدمت خلق کا بے انتہا شوق تھا۔ طبیعت میں تیزی تھی لیکن وہ تیزی بہت حد تک ان کے لئے خدمات کا موجب بن گئی۔ وقت پر مصیبت کے مطابق وہ اپنے حوصلہ کو بڑھا لینے کی عادی تھیں۔ اور بجائے عام عورتوں کی طرح گھبراہٹ کا موجب بننے کے تسلی کا موجب ہوا کرتی تھیں۔ سلسلہ پر کئی نازک موقعے آئے جن میں بعض دفعہ مجھے راتوں کا کام کرنا پڑا اس وقت بغیر ہچکچاہٹ اور بغیر کسی گھبراہٹ کے اظہار کے باوجود بیماری کے انہوں نے میرے ساتھ کام کیا اور میرے لئے سکون اور تسلی کا موجب ہوئیں۔ ۳۸ سال کی عمر میں گویا جوانی میں ہی وہ فوت ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے روحانی مدارج کو بلند فرمائے۔ خاکسار

مرزا محمود احمدؓ۔ خلیفۃ المسیح الثانی"

مزار مبارک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

قطعہ خاص کی چاردیواری میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف مالیرکوٹلہ کا بھی مزار ہے۔ آپ نے ۱۸۹۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام میں آپ کو "حجۃ اللہ" کے نام سے یاد کیا گیا اور آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دامادی کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ:

"جوان صالح۔ ان کی خداداد فطرت بہت سلیم اور معتدل ہے۔ التزام نماز میں اہتمام ہے۔ منکرات و مکروہات سے بکلی مجتنب ہیں۔ مجھے ایسے شخص کی خوش قسمتی پر رشک ہے جس کا ایک ایسا صالح بیٹا ہو"۔

نیز فرمایا:۔

"میں آپ سے ایسی محبت رکھتا ہوں جیسی کہ اپنے فرزند عزیزم سے محبت ہوتی ہے اور دُعا کرتا ہوں کہ اس جہان کے بعد بھی خدا تعالیٰ ہمیں دارالسلام میں آپ کی ملاقات کی خوشی دکھائے۔"

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک موعود بیٹے کی بشارت دی اور اس کے الہامی جملوں میں فرمایا کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" اور ساتھ ہی لکھا اس کی سمجھ نہیں آئی۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ آئندہ تیری نسل چلے گی اور تیرے آباء کی نسل منقطع کردی جائے گی۔ اس نشان کا پورا ہونا بھی ایمان کو جلا بخشتا ہے کہ ایک طرف آپ پر ایمان نہ لانے والوں کی نسل منقطع ہوگئی اور دوسری طرف حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے اور آپ کی زندگی میں تو آپ کو قبول کرنے کی توفیق نہ پائی لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرکے آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے اور تین کو چار کرنے والی پیشگوئی بھی آپ کے ذریعہ پوری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ آپ بھی آخر ایک دن ان کامل الایمان لوگوں میں شامل ہوں گے اس لئے آپ کی نسل کو بھی بڑھا دیا جو کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بے لوث خدمت کر رہی ہے اور بعد وفات اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی کامل الایمان لوگوں کے قرب میں جگہ دی۔ آپ کی قبر حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ کی قبر کے بالکل ساتھ ہے۔

❁❁❁❁❁

بہشتی مقبرہ کے اس حصہ میں جہاں سے قبریں شروع ہوتی ہیں جب آپ داخل ہوں تو اندر قطعہ خاص کی چاردیواری کے باہر بائیں جانب قطعہ نمبر ۳ ہے۔ اس میں جو قبر سب سے پہلے دکھائی دیتی ہے وہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ آپ کا شجرۂ نسب سید عبد القادر جیلانیؒ سے ملتا ہے۔ آپ کو حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ کی شاگردی کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپ کا حافظہ بلا کا تھا۔ ایک مرتبہ سبق دہرا لینے پر ہی آپ کو یاد ہوجاتا تھا۔ حصول علم کے لئے گھر کو بھی خیرباد کہہ دیا۔ آپ علمِ صرف ونحو اور فلسفہ کے بڑے ماہر تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں آپؓ نے ۱۹۰۲ء میں بمقام مُدّ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے مباحثہ کیا جس کا حضور علیہ السلام نے اپنے اعجازی قصیدہ مندرجہ "اعجاز احمدی" میں ذکر فرمایا ہے۔

حضرت مولوی صاحب بہت دُعاگو تھے۔ خوابوں کی بناء پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ بیعت کے بعد شدید مخالفت ہوئی۔ آپ کے قتل کے منصوبے تک بنائے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر شر سے محفوظ رکھا۔ آپ زبردست مناظر تھے۔ علماء آپ سے مناظرہ کرنے سے خوف کھاتے تھے۔ آخر آپ ہجرت کرکے قادیان تشریف لے آئے اور پھر ساری زندگی قادیان کی بستی میں ہی گزار دی۔ آپ کے کتبہ پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی ایک تحریر یوں درج ہے:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور قادیان ہجرت کرکے سالہا سال حضورؑ کی خدمت میں گزارے۔ نہایت بلند پایہ جید عالم تھے اور علوم اسلامی پر بڑی وسیع نظر رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی انہیں بڑی قدر کی نظر سے دیکھتے تھے۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحومؓ کی وفات کے بعد حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب قادیان میں نہیں ہوتے تھے تو حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ہی مسجد مبارک میں نمازیں اور جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ سالہا سال جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے اور لمبے عرصہ تک صیغہ بہشتی مقبرہ کے سیکرٹری بھی رہے۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے۔ (خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ)"

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب کی قبر سے آگے نکلیں تو اُسی لائن میں دوسری قبر جماعت کے نہایت ہی پیارے اور فدائی بزرگ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ آپ کی سعادت مندی بھی کمال کی تھی۔ آپ نے چھوٹی عمر میں ہی ہندو مذہب کو ترک کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور قادیان ہی میں رہائش اختیار کرلی اور سب کچھ اسلام پر قربان کردیا۔ آپ کے والد صاحب کو علم ہوا کہ وہ قادیان آکر آپ کو واپس لے گئے۔ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ اپنے گھر چلے جائیں لیکن والد کا خیال کرتے ہوئے آپ نے اجازت دی۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ شاید واپس نہ آئیں گے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "ہمارا ہوگا تو واپس آجائے گا"۔

قید وبند کی تکلیفیں جھیلنے کے باوجود آپ پھر واپس قادیان آگئے اور ساری زندگی بڑی عاشقانہ وفا کے ساتھ گزاری۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نہایت درجہ محبت تھی۔ حضور نے جو آخری سفر لاہور کا کیا اس میں بھی آپ ساتھ تھے اور قادیان میں "مقام ظہور قدرت ثانیہ" آپ ہی کے بتانے پر نشان زد کیا گیا۔ پھر ہجرت قادیان کے بعد درویشی کی سعادت بھی آپ کو حاصل ہوئی۔ اور جنازہ گاہ کی نشاندہی کرتے ہوئے آپ نے اپنے ہاتھ سے اس جگہ کو ٹھیک کیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے آپ کے کتبہ پر لکھا ہے۔

"حضرت بھائی صاحب نے ۱۸۹۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ نہایت مخلص اور محبت کرنے والے فدائی بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری سفر لاہور میں حضورؑ کے ساتھ رہے اور حضور کے غسل وکفن وتدفین میں حصہ لینے کی سعادت پائی اور عمر کا آخری حصہ قادیان کی درویشی زندگی میں گزرا بتاریخ 6/جنوری 1961ء سفر کی حالت میں قریباً ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور جنازہ ربوہ سے قادیان پہنچایا گیا۔ حضرت بھائی صاحب کی خواہش تھی کہ ان کی قبر پر یہ الفاظ لکھے جائیں:۔

غلام وخادم سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک
علیہ الوف الصلوٰۃ وخاندان احمد"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض صحابہ ایسے بھی تھے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی الہام ہوتا تو وہ بھی اس سے حصہ پاتے تھے لیکن ایک واقعہ تاریخ احمدیت میں یوں بھی ملتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مرتبہ دوپہر کو مسجد مبارک کے پاس ایک کمرہ میں آرام فرما رہے تھے اور حضرت منشی عبد اللہ صاحب سنوریؓ آپ کو دبا رہے تھے تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر تازہ تازہ سرخ سیاہی کے چھینٹے پڑے دیکھے۔ آپ نے ادھر ادھر دیکھا کہیں سے یہ چھینٹے آنے کے آثار نہ تھے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیدار ہوئے تو حضرت عبد اللہ صاحب سنوریؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ان چھینٹوں کے بارہ میں پوچھا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

کہ عالم کشف میں بعض قضاء وقدر کے معاملات جو آئندہ ہونے والے ہیں وہ مَیں نے دستخط کروانے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کئے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کرنے کیلئے قلم سیاہی کی دوات میں ڈالا اور اس پر لگی زائد سیاہی میری طرف کر کے چھڑک دی اور ان کاغذات پر دستخط کر دئے، یہ وہ سرخ نشان ہیں جو کپڑوں پر ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے پر بھی دیکھو کوئی چھینٹا تم پر بھی پڑا ہے تو دیکھا کہ سیاہی کا ایک چھینٹا آپ کی ٹوپی پر بھی تھا۔

حضرت منشی صاحب وہ وجود تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کشف سے ظاہر میں بھی ایک نشان پایا۔ آپ ایک صاف دل اور سینہ رکھتے تھے صدیق اور وفادار عاشقوں میں سے تھے۔ اسلام واحمدیت کی خاطر بے دریغ قربانی کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ نے وہ سرخ نشانوں والا کرتہ مانگ لیا اور حضورؑ نے اس شرط پر عنایت فرمایا کہ وفات کے وقت میت کے ساتھ یہ کرتہ بھی دفن کر دیا جائے تا لوگوں میں بعد میں اس سے شرک نہ راہ پائے۔ چنانچہ حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوریؓ کی وفات ۷ /اکتوبر ۱۹۲۷ء کو ہوئی اور یہ کپڑا بھی آپ کی نعش کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ یہ قبر حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ کی قبر کے سامنے کی طرف ایک قبر چھوڑ کر ہے۔ جب بھی ان کی قبر کے پاس سے گزرتے ہیں تو ان نشانات کی یاد میں ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔

قطعہ نمبر ۳ تیسری رو میں جب ہم مغربی جانب جائیں تو ہاں ایک کتبہ پر حسین بی بی بنت چوہدری الٰہی بخش صاحب مرحوم کا نام دکھائی دیتا ہے۔ یہ بزرگ خاتون حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی والدہ ہیں۔ شروع سے ہی بزرگی اور سعادت مندی میں شہرہ رکھتی تھیں۔ اللہ پر کامل یقین تھا۔ تین چار بچے پیدا ہوئے اور فوت ہوگئے۔ آپ کو شرک سے نہایت درجہ نفرت تھی اور کبھی بھی ان کی طرف رغبت پیدا نہ ہوئی اور ہمیشہ یہی خیال رہا ہے کہ اللہ کی رضاء پر راضی ہوں۔ پھر اس استقامت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے جو اولاد عطا کی وہ بھی معمولی نہ تھی بلکہ آیت اللہ اور صاحب کشف والہام تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رؤیا کے ذریعہ ہی شناخت کیا اور اپنے شوہر سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تحریر ان کے کتبہ پر یوں درج ہے:۔

”چوہدری نصر اللہ خان مرحوم کی زوجہ عزیزم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سلمہ اللہ کی والدہ صاحب کشف ورؤیا تھیں۔ رویا ہی کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شناخت نصیب ہوئی اور اپنے مرحوم خاوند سے پہلے بیعت خلافت کی۔ دین کی عزت بدرجہ کمال تھی اور کلام حق کے پہنچانے میں نڈر تھیں۔ غرباء کی خیر گری کی صفت سے متصف اور غریبانہ زندگی بسر کرنے کی عادی نیک بیوی اور ودود والدہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے نیک شوہر کو جو نہایت مودّب ومخلص خادم سلسلہ تھے اپنے انعامات سے حصہ دے اور ان کی اولاد کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین“۔

دوسرا نام اسی قبر کے بالکل سامنے کی طرف جو کہ جنوبی جانب بنتی ہے حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحبؓ کا ہے۔ یہ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔ آپ نے اس زمانہ میں بیعت کی جب حضور علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے۔ آپ وکالت کا پیشہ کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریک پر آپ نے وکالت کا پیشہ چھوڑ کر دین کی راہ میں زندگی وقف کر دی اور ساری زندگی اخلاص کا وہ نمونہ دکھلایا جس کی مثالیں کم دکھائی دیتی ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کے متعلق لکھا:

چوہدری نصر اللہ صاحب صاحب پلیڈر سیالکوٹ ۱۹۰۳ء میں سیالکوٹ کے مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر کے ایام میں بیعت میں شامل ہوئے۔ لیکن اخلاص رکھتے تھے۔ اور آپ کی اہلیہ صاحبہ خوابوں کی بناء پر آپ سے پہلے بیعت کر چکی تھیں۔ نہایت شریف الطبع سنجیدہ مزاج مخلص انسان تھے۔ بہت جلد جلد اخلاص میں ترقی کی۔ بڑی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ آخر میری تحریک پر وکالت کا پیشہ جس میں آپ بہت کامیاب تھے ترک کر کے دین کے کاموں کیلئے بقیہ زندگی وقف کی اور اعلیٰ اخلاص کے ساتھ جس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ترقی ہوتی گئی قادیان آبیٹھے۔ اس دوران میں حج بھی کیا۔ مَیں نے انہیں ناظر اعلیٰ کا کام بھی سپرد کیا تھا جسے انہوں نے نہایت محبت اور اخلاص سے پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ میری خوشنودی اور احمدی بھائیوں کے فائدہ اور ترقی کو ہمیشہ مدنظر رکھا۔ ساتھ کام کرنے کی وجہ سے میں نے دیکھا کہ نگہ دوربین تھی۔ باریک اشارے کو سمجھتے اور ایسی نیک نیتی کے ساتھ کام کرتے کہ میرا دل محبت اور قدر کے جذبات سے بھر جاتا۔ اور آج تک اس کی یاد دل کو گرما دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ان کے مدارج کو بلند کرے اور ان کی اولاد کو اسی رنگ میں ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کی توفیق دے اور ایسے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے والے لوگ کثرت سے ہمارے سلسلہ میں پیدا ہوتے رہیں۔ اللھم آمین۔

حضرت منشی اروڑے خان صاحب کپورتھلہ کا مزار بھی اسی قطعہ میں موجود ہے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے پناہ عشق تھا اور پھر قبولیت دُعا کا آپ نشان بھی تھے۔

❁❁❁❁❁❁

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے کامل الایمان لوگوں میں سے کس کس کا ذکر کیا جائے۔ ہر شخص اپنے اندر ایسی ہی فدائیت کا جوش رکھتا تھا اور ان لوگوں نے اپنا سب کچھ خدا کے حضور پیش کرتے ہوئے بہشتی مقبرہ میں جگہ پائی اور خدا نے آئندہ آنے والی نسلوں کی خاطر ان کامل الایمان لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دیا تا کہ وہ انہیں دیکھ کر اپنے ایمانوں کو بڑھا سکیں۔

بہشتی مقبرہ میں جہاں دفن ہونے والے کامل الایمان لوگوں کی قبریں ہیں اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی یادگاریں بھی ہیں جن کی میت تو یہاں نہ پہنچ سکی لیکن وہ اس مقام تک پہنچے کہ کامل الایمان والوں کے ساتھ کھڑے ہوسکیں۔ ایسے لوگوں کے یادگار کتبے بھی بہشتی مقبرہ میں موجود ہیں۔ ان میں سے تین وہ بھی ہیں جنہوں نے خدا کی خاطر اور خدا کے نام پر کابل کی سرزمین میں اپنا خون بہایا۔ یہ تینوں کتبے قطعہ خاص میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک نام حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ شہید کابل کا ہے۔ دوسرا حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحبؓ مرحوم شہید کا ہے اور تیسرا حضرت مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ شہید کا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شہزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی وفات پر لکھا۔

”عبدالطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔“

اور پھر یہ الہام بھی تھا کہ:

”کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا“۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے متعلق فارسی میں ایک لمبی نظم لکھی۔ اس میں سے چند اشعار آپ کے کتبہ پر کندہ ہیں جو اس طرح ہیں۔ ؎

آں جواں مرد و حبیبِ کردگار
جوھرِ خود کرد آخر آشکار
نقدِ جاں از بہرِ جاناں باختہ
دل ازیں فانی سرا پرداختہ
پر خطر ہست ایں بیابانِ حیات
صد ہزاراں اژدہائش در جہات
صد ہزاراں آتشے در آسماں
صد ہزاراں سیلِ خونخوار و دماں
صد ہزاراں فرسخے تا کوئے یار
دشتِ پر خار و بلایش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخِ عجم
ایں بیاباں کرد طے از یک قدم
بیں کہ ایں عبداللطیف پاک مرد
چوں پئے حق خویشتن برباد کرد

❁❁❁❁❁

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو سنا اور پوری دُنیا سے کامل الایمان اور صدق وصفا رکھنے والے لوگوں کو اس قبرستان میں جمع کر دیا اور یہ بہشتی مقبرہ ہمیشہ ہی آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے ازدیاد ایمان کا موجب بنا رہے گا۔ خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ان تمام مرحومین کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے اور آنے والی نسلوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

❁❁❁❁❁❁

بہشتی مقبرہ

یہاں مدفون ہیں کچھ پاک سیرت پارسا بندے
یہ تھے اہل صفا، اہلِ رضا، اہل خدا بندے
چمک ملتی ہے افزوں ٹوٹنے والے ستاروں کو
تڑپ نے کر دیا ہے جاوداں سیماب پاروں کو
یہ وہ ہیں نعرہ ٔ لبیک جن کے تا فلک اُٹھے
یہ وہ ہیں جن کے دل سے شعلۂ وحدت بھڑک اٹھے
انہیں نے دین پر قرباں کیا ہے جان و مال اپنا
انہی نے راہ ِمولا میں دیا ہے بال بال اپنا
یہ گورستان ہے یا زندہ انسانوں کی بستی ہے
نہیں ہے نیستی کا نام بھی ہستی ہی ہستی ہے
انہی نے سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن کا مرتبہ پایا
مسیحا کو سلامِ سرورِ کونینؐ پہنچایا

(روشن دین تنویرؔ)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

Fozman Foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 020 8553-3611

نظام وصیت ہی دنیا کا نیا نظام ہے

(نظام وصیت کی چند امتیازی خصوصیات)

خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد مصلح موعودؓ نے 1942ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر 27 دسمبر کو جو خطاب فرمایا اور جو "نظام نو" کے عنوان سے شائع شدہ ہے۔ اس معرکہ آراء خطاب میں آپ نے بڑی تفصیل کے ساتھ New World Order کی علمبردار مختلف تحریکات کا گہرا تجزیہ پیش کیا ہے۔ آپ نے ان کے نقائص اور عیوب اور کمزوریوں کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے جاتے ہیں۔ جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے۔ جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی۔ وہ خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیت کے ذریعہ 1905ء میں رکھ دی گئی ہے۔"

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ:

"اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے"۔

چنانچہ آپ نے نظام وصیت کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کسی نظام کے افضل اور کامل ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ اس کی بنیاد چار ایسے اصولوں پر قائم ہو جن سے:۔

اول:۔ سب انسانوں کی ضرورتوں کو پورا کیا جائے۔

دوم:۔ انفرادیت اور عائلی زندگی کے لطیف جذبات کو تباہ نہ ہونے دیا جائے۔

تیسرے:۔ یہ کام مالداروں سے طوعی طور پر لیا جائے اور جبر سے کام نہ لیا جائے۔

چوتھے:۔ نظام ملکی نہ ہو بلکہ بین الاقوامی ہو۔

مندرجہ بالا چاروں امتیازی خوبیاں نظام وصیت میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں اور یہی نظام اب دنیا کے امن و سلامتی اور مستقبل کا ضامن ہے۔ **جس کی پہلی خوبی یہ ہے کہ سب انسانوں کی ساری ضروریات کو پورا کرتا ہے۔**

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

"وصیّت حاوی ہے اس تمام نظام پر جو اسلام نے قائم کیا ہے۔ بعض لوگ غلطی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ وصیّت کا مال صرف لفظی اشاعت اسلام کے لئے ہے۔ مگر یہ بات درست نہیں۔ وصیّت لفظی اشاعت اور عملی اشاعت دونوں کے لئے ہے۔ جس طرح اس میں تبلیغ شامل ہے اُسی طرح اس میں اُس نئے نظام کی تکمیل بھی شامل ہے جس کے ماتحت ہر فردِ بشر کی باعزّت روٹی کا سامان مہیّا کیا جائے گا۔ جب وصیّت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فردِ بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دُکھ درد اور تنگی کو دنیا سے انشاء اللہ مٹا دیا جائے گا"۔

آپ نے بتایا کہ **نظام وصیت کی دوسری خوبی انفرادی حق ملکیت اور عائلی نظام کا تحفظ ہے۔** جس سے مسابقت کی روح پروان چڑھتی ہے۔ جبکہ غیر دینی تحریکات کا تو اصول ہے کہ ہر شخص کے پاس جس قدر زائد مال ہو وہ جبر و تشدد سے لے لیا جائے۔ یوں انفرادی حق ملکیت کے مٹانے سے عائلیت کے اعلیٰ جذبات اور علمی ترقی مٹ جاتی ہے۔ نیز اموال کے جبری حصول سے امراء کے دل میں حکومت اور غرباء کے خلاف نفرت پیدا ہوتی ہے اور مسابقت کی روح بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے بالمقابل نظام وصیت میں انفرادی جدوجہد اور شخصی ملکیت قائم رکھی گئی ہے تاکہ ہر شخص پوری محنت، اور دلچسپی سے کام لے کر روپیہ کمائے۔ جب روپیہ جمع ہو جائے تو ترغیب و تحریص سے ان سے ان کا زائد مال غرباء کی فلاح و بہبود کے لئے لے لیا جاتا ہے۔ یوں دماغ بھی ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ اور امراء کے دلوں میں غرباء کی اور غرباء کے دلوں میں امراء کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ نیز عائلی نظام اور مسابقت کی روح کو بھی تحفظ ملتا ہے۔

تیسری خوبی نظام وصیت کی یہ ہے کہ یہ ایک طوعی اور رضاکارانہ نظام ہے۔ دنیوی نظام کا بنیادی اصول ہے کہ امراء کی جائیداد جبراً ہتھیا لیں جبکہ اس نظام میں وہی مقصد پرامن طریق سے حاصل کرنا ممکن ہے۔

آپ فرماتے ہیں:۔

"دیکھو کس طرح وہی مقصد جسے بالشوزم نے خون میں ہاتھ رنگ کر ادھورے طور پر پورا کرنے کی کوشش کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محبت اور پیار سے اس مقصد کو زیادہ مکمل طور پر پورا کر دیا ہے۔ بالشوزم آخر کیا کہتی ہے؟ یہی کہ امیروں سے ان کی جائیدادیں چھین لو تا غریبوں پر خرچ کی جائیں۔ حضرت مسیح موعود نے وہی جائیدادیں اسلام کی منشاء کے مطابق اور اپنے زمانے کی ضرورتوں کے مطابق محبت اور پیار سے لے لیں"۔

دنیا کے نظاموں میں جن امراء پر ٹیکس لگتا ہے وہ ناخوش ہوتے ہیں جبکہ اس نظام میں غرباء بھی انتہائی بشاشت سے شریک ہوتے ہیں اور اس میں شمولیت کو اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"وصیت کی ابتداء جائیداد پر رکھی گئی تھی۔ جن غرباء کے پاس جائیدادیں نہ تھیں وہ رنجیدہ ہوئے کہ اس نیک سودے سے ہمیں کیوں محروم رکھا گیا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے درخواست کی کہ ہمارے لئے بھی راستہ نکالا جائے اور خدا تعالیٰ کی اجازت سے آپ نے انہیں اپنی آمدنیوں کی وصیت کرنے کی اجازت دے دی"۔

چوتھی خوبی نظام وصیت کی یہ ہے کہ وہ بین الاقوامی ہے۔ سوشلزم اور بالشوزم ملکی سطح کے نظام ہیں جن میں صرف قومیت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ جبکہ وصیت کے نظام میں عالمگیر اخوت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

"نظام وصیت ملکی نہ ہوگا بلکہ بوجہ مذہبی ہونے کے بین الاقوامی ہوگا.......... جو روپیہ احمدیت کے ذریعہ اکٹھا ہوگا وہ کسی ایک ملک پر خرچ نہیں کیا جائے گا بلکہ ساری دنیا کے غریبوں کے لئے خرچ کیا جائے گا"

مزید فرماتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ نظام پیش کیا ہے جو عالمگیر اخوت کو بڑھانے والا ہے۔ پھر روس میں تو روس کا باشندہ روس کے لئے جبراً اپنی جائیداد دیتا ہے۔ لیکن وصیت کے نظام کے ماتحت ہندوستان کا باشندہ اپنی مرضی سے سب دنیا کے لئے دیتا ہے۔ مصر کا باشندہ اپنی مرضی سے اپنی جائیداد سب دنیا کے لئے دیتا ہے۔ شام کا باشندہ اپنی مرضی سے اپنی جائیداد ساری دنیا کے لئے دیتا ہے۔ یہ کتنا نمایاں فرق ہے اسلام کے نظام نو اور دنیوی نظام نو میں"۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"پس اے دوستو! جنہوں نے وصیّت کی ہوئی ہے سمجھ لو کہ آپ لوگوں میں سے جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیّت کی ہے اس نے نظامِ نَو کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اس نظامِ نَو کی جو اس کی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے"۔

"پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام، دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے۔ تم تحریکِ جدید اور وصیّت کے ذریعہ سے اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو۔ مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے۔ پس تم جلد سے جلد وصیّتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظامِ نَو کی تعمیر ہو۔ اور وہ مبارک دن آ جائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیّت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی مَیں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیتیں کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی اور دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں"۔

❁❁❁❁❁❁

وصیت کی طرف جلدی بڑھیں

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"تیسرے وصیّت کا مسئلہ ہے۔ یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنّت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وصیّت کے بارہ میں سُستی دکھلاتے ہیں۔ مَیں انہیں توجّہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔ انہی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں ان کو آجکل کرتے کرتے موت آ جاتی ہے پھر دل کُڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر دفن نہیں کئے جا سکتے۔ سب کے دل اُن کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلص تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر ان کی ذرا سی غفلت اور ذرا سی سُستی اس میں حائل ہو جاتی ہے۔

پھر بیسیوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دسویں حصّہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں مگر وہ وصیّت نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کو بھی چاہئے کہ وصیت کر دیں۔ بلکہ ایسے دوستوں کے لئے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔

پھر کئی ایسے ہیں جو پانچ پیسے یا چھ پیسے فی روپیہ چندہ دے رہے ہوتے ہیں اور صرف دمڑی یا دھیلا انہیں وصیت سے محروم کر رہا ہوتا ہے۔ غرض تھوڑے تھوڑے پیسوں کے فرق کی وجہ سے ہماری جماعت کے ہزاروں ہزار آدمی وصیت سے محروم ہیں اور جنت کے قریب ہوتے ہوئے اس میں داخل نہیں ہوتے۔

پھر بعض لوگ مرض الموت میں وصیت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ وصیت منظور نہیں ہوتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسے ناپسند فرمایا ہے۔ وصیت وہی ہے جو حیات اور زندگی میں کی جائے اور غیر مشتبہ ہو۔

پس دوستوں کو چاہئے کہ جو وصیت کے برابر چندہ دیتے ہیں اور ایسے سینکڑوں آدمی ہیں وہ حساب لگا کر وصیت کر دیں بعض اگر غور کریں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ صرف ایک پیسہ زیادہ چندہ دینے سے اُن کے لئے جنت کا وعدہ ہو جاتا ہے۔

پس جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہئے کہ وہ وصیت کریں۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمانی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا تو جو شخص وصیّت کرتا ہے اُسے متقی بنا بھی دیتا ہے۔"

(الفضل یکم ستمبر 1932ء)

وصیت ہے اک آسمانی نظام — یہ جنت کے پانے کا ہے انتظام
چلے آؤ اس کی طرف دوستو! — نِدا دے رہا ہے امامِ ہُمام
وصیت کرو تم وصیت کرو — ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو

نہ گھبرائیں اس کی شرائط سے ہم — مٹا دے گا مولیٰ سبھی ہمّ و غم
نہائیں گے ہم برکتوں میں سدا — شب و روز برسے گا ابرِ کرم
وصیت کرو تم وصیت کرو — ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو

(عطاء المجیب راشدؔ)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**
Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

ارشادات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے اختتامی اجلاس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف ارشادات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

✵ ...... ''اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور انجام بخیر حاصل کرنے کے لئے ایک اور ذریعہ بھی ہے جو تمہیں نیکیوں پر قائم رہنے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے میں مددگار ہوگا بلکہ انتہائی اہم نسخہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہونگے اور حقوق العباد ادا کرنے کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہوں گے اور وہ ہے نظامِ وصیت۔ اس کی اہمیت کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

"تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اُس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں"۔ (الوصیت۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 308 مطبوعہ لندن)

پس آپ نے وصیت کا نظام جاری کرتے ہوئے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ یہ نظام خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے اور اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے خاص انعام ملے تو اس نظام میں شامل ہو جاؤ اور اس دروازے میں داخل ہو جاؤ''۔

✵ ...... ''جب وصیت کا نظام شروع کیا اُس وقت 1905ء میں آپ نے یہ رسالہ لکھا تھا اور اس کو لکھنے کی وجہ یہ فرمائی تھی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ میرا وقت قریب ہے اور اب ایک تو نظام خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا جو میرے بعد میرے کاموں کی تکمیل کرے گا۔ اور دوسرا اس سلسلہ کو چلانے کے لئے ایسے مخلصین جماعت میں پیدا ہوتے رہیں گے جن کا پہلے ذکر آ چکا ہے جو روحانیت کے بھی اعلیٰ معیار تک پہنچنے والے ہوں گے اور مالی قربانیوں کو بھی اعلیٰ معیار تک پہنچانے والے ہوں گے۔ اور ایسے مخلصین جو ہوں گے اُن کی انفرادیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بہشتی قرار دیا ہے اور اس وجہ سے اُن کا ایک علیحدہ قبرستان بھی ہوگا جہاں اُن کی تدفین ہوگی۔ اس لئے بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں آیا تھا''۔

پس یہ وہ نظام ہے جو اس زمانے میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی یقین دہانی کرانے والا نظام ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو دین کی خاطر قربانیاں دینے والی جماعت کا نظام ہے۔ اور یہ وہ جماعت ہے جو دنیا میں دکھی انسانیت کی خدمت کرتی ہے۔ پس ہر احمدی ان باتوں کے سننے کے بعد غور کرے اور دیکھے کہ کس قدر فکر سے اور کوشش سے اس نظام میں شامل ہونا چاہئے۔

✵ ...... ''بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری نیکی کے معیار وہاں تک نہیں پہنچے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس معیار کی شرائط کو پورا کر سکیں۔ تو وہ سن لیں کہ یہ نظام ایک ایسا انقلابی نظام ہے کہ اگر نیک نیتی سے اس میں شامل ہوا جائے اور شامل ہونے کے بعد جیسا کہ آپ نے فرمایا اپنے اندر بہتری کی کوشش بھی کی جائے تو اس نظام کی برکت سے روحانی تبدیلی جو کئی سالوں کی مسافت ہے وہ دنوں میں اور دنوں کی گھنٹوں میں طے ہو جائے گی۔ پس اپنی اصلاح کی خاطر بھی اس نظام میں احمدیوں کو شامل ہونا چاہئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے جو دعائیں ہیں اُن سے حصہ لینا چاہئے''۔

''تو آپ سے حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ توقع رکھی ہے کہ ایسی جماعت پیدا ہوگی اور ضرور پیدا ہوگی جو یہ مردانہ کام دکھائے اور اس جوش اور جذبے کے ساتھ نظام میں شامل ہو اور قربانیوں کی مثالیں قائم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والی ہوگی''۔

✵ ...... ''اس نظام کو قائم کئے 2005ء میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک سَو سال ہو جائیں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ 1905ء میں آپ نے اسے جاری فرمایا تھا لیکن جیسا کہ متعدد جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کو خوشخبریاں دے چکے ہیں۔ آپ نے جماعت پر حسن ظن فرمایا ہے کہ ایسے مومنین ملتے رہیں گے اور ضرور ملتے رہیں گے جو اس طرح اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہوں گے اور روحانیت میں بھی ترقی کرنے والے ہوں گے۔ لیکن جس رفتار سے جماعت کے افراد کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا نہیں ہو رہے۔...... اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو قائم ہوئے سَو سال ہو جائیں گے۔ **میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں۔ تو ایسے مومن نکلیں کہ کہا جا سکے کہ انہوں نے خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے''۔**

✵ ...... ''میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سَو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، جو چندہ دہندہ ہیں اُن میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔ اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سَو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔ اور اس میں جیسا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ایسے لوگ شامل ہونے چاہئیں جو انجام بالخیر کی فکر کرنے والے اور عبادات بجا لانے والے ہیں''۔

✵ ...... ''خدام الاحمدیہ، انصار اللہ صف دوم جو ہے اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔.......... امید ہے کہ احمدی نوجوان بھی اور خواتین بھی اس میں بھرپور کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو خاص طور پر مَیں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ پس غور کریں فکر کریں۔ جو سستیاں، کوتاہیاں ہو چکی ہیں اُن پر استغفار کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس نظامِ وصیت میں شامل ہو جائیں۔ اور اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی حصہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے''۔ (ماخوذ از اختتامی خطاب جلسہ سالانہ U.K. 2004ء)

نظام وصیت اور تعلیم القرآن و وقف عارضی کی سکیم

(بشیر احمد قمرؔ۔ ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی ۔ربوہ)

الٰہی بشارات کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے قبل 1905ء میں نظام وصیت کا اجراء فرمایا جس میں آپ نے خدائی اذن کے ماتحت یہ تحریک جاری فرمائی کہ جماعت کے صالحین خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کیلئے اپنے محبوب مال میں سے 1/10 حصہ سلسلہ حقہ اسلامیہ کی اشاعت کے لیے دیں گے۔ لیکن اس ضمن میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نظام وصیت میں صرف پیسوں سے ہی شامل نہیں ہوا جاتا بلکہ ہر موصی کا فرض ہے کہ وہ پنج وقت کا نمازی، پرہیز گار اور شرائع اسلامیہ حقہ کا مکمل پابند بھی رہے۔ اپنا تزکیہ نفس بھی کرے اور ہر لحہ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اپنے تقویٰ کے معیار کو بھی بلند تر کرتا رہے۔

اس پہلو سے **نظام وصیت کا تحریک وقف عارضی سے بڑا گہرا تعلق ہے**۔ چنانچہ تحریک وقف عارضی کے بانی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بیان فرماتے ہیں کہ:

”تحریک وقف عارضی کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ وقف عارضی پر جاتے ہیں ان کو اپنے نفس کا بعض پہلوؤں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور دعاؤں کی طرف ان کی توجہ مائل ہو جاتی ہے۔ یعنی وقف عارضی پر جانے کی جو تیاری ہے اس کا بڑا حصہ یہ ہے کہ وہ دعاؤں کی طرف متوجہ ہوتے، اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے یا انہیں تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جانے سے پہلے کتب کا زیادہ مطالعہ کرتے ہیں اور کچھ کتب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں اور اپنی غفلتوں اور کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہوئے انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دوسری جگہ جائیں تو لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنیں۔ ان کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ چنانچہ وقف عارضی کے وفود نے دعاؤں کی برکات سے بہت فائدہ اُٹھایا ہے“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28جنوری 1977بحوالہ روزنامہ الفضل 12فروری1977)

پس وقف عارضی انسان کی ذاتی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسروں کی اصلاح کا بھی موجب بن جاتی ہے۔

تحریک وقف عارضی کی بنیادی غرض کیا ہے؟ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک ارشاد پیش ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”وقف عارضی کی جو تحریک ہے اس کا بڑا مقصد بھی یہ تھا اور ہے کہ دوست رضا کارانہ طور پر اپنے خرچ پر مختلف جماعتوں میں جائیں اور وہاں قرآن کریم سیکھنے سکھانے کی کلاسز کو منظّم کریں اور منظّم طریق پر وہاں کی جماعت کی اس رنگ میں تربیت ہو جائے کہ وہ قرآن کریم کا جُوا بشاشت سے اپنی گردن پر رکھیں اور دنیا کیلئے ایک نمونہ بن جائیں“۔

پس وقف عارضی کا مقصد اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کا نور دنیا میں پھیلانا ہے اور اس کا نظام وصیت سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ موصی صاحبان کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کم از کم دو ایسے افراد کو جو کہ قرآن کریم پڑھنا نہ جانتے ہوں اُن کو قرآن کریم سکھائیں۔ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

”**موصی صاحبان کا ایک بڑا گہرا اور دائمی تعلق** قرآن کریم سیکھنے، قرآن کریم کے نور سے منور ہونے، قرآن کریم کی برکات سے مستفیض ہونے اور قرآن کریم کے فضلوں کا وارث بننے سے ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کے انوار کی اشاعت کی ذمہ داری بھی ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ اسلئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تعلیم قرآن اور وقف عارضی کی تحریکوں کو موصی صاحبان کی تنظیم کے ساتھ ملحق کر دیا جائے اور سارے کام ان کے سپرد کئے جائیں“۔

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرمودہ 5اگست1966بحوالہ روزنامہ الفضل مطبوعہ 10اگست1966ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تحریک وقف عارضی کا وصیت کے ساتھ جو ایک گہرا رشتہ ایک اور جگہ بیان فرمایا ہے وہ آپ ہی کے الفاظ میں اس طرح ہے کہ:

”**پھر مَیں اس طرف بھی متوجہ ہوا کہ عارضی وقف کی تحریک جو قرآن کریم سیکھنے سکھانے کے متعلق جاری کی گئی ہے اس کا تعلق نظام وصیت کے ساتھ بڑا گہرا ہے۔**

چنانچہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ الوصیت کو غور سے پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ واقع میں اس تحریک کا موصی صاحبان کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس وقت میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا صرف ایک بات آپ دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ ”الوصیت“ کے شروع میں بھی ایک عبارت لکھی ہے اور حقیقتاً وہ عبارت اس نظام میں منسلک ہونے والے موصی صاحبان ہی کی کیفیت بتا رہی ہے کہ تمہیں وصیت کر کے اس قسم کا انسان بننا پڑے گا۔ حضور فرماتے ہیں:

”خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے۔ جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذّات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھالو گے (یعنی اس نظام وصیت میں شامل ہو جاؤ گے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہو گے تو حضور فرماتے ہیں) تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں“۔ (الوصیت)

”ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے“ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام کا ترجمہ ہے جو بہشتی مقبرہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل کیا تھا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”چونکہ اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ بہشتی مقبرہ ہے بلکہ یہ بھی فرمایا اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں“۔(الوصیت)

”تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃ۔ اس قبرستان میں ہر قسم کی رحمت جو نازل کی گئی ہے یعنی اس میں دفن ہونے والے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کے وارث ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان تمام نعمتوں کا وارث کب اور کس طرح بنتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک دوسرے الہام میں بتایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ ساری بھلائیاں اور نیکیاں اور سب موجباتِ رحمت قرآن کریم میں ہیں۔ اور رحمت کے کوئی سامان ایسے نہیں جو قرآن کریم کو چھوڑ کر کسی اور جگہ سے حاصل کئے جا سکیں اور رحمت کے ہر قسم کے سامان صرف قرآن کریم سے ہی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

تو فرمایا اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ کہ اس بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے وہ لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کی تمام برکتوں کے وارث ہوں گے۔ کیونکہ کوئی برکت بھی قرآن کریم سے باہر نہیں اور نہ کسی اور جگہ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں پر ہر قسم کی نعمت کے دروازے کھولے جائیں گے۔ اس سے ظاہر ہے کہ موصی صاحبان کا ایک بڑا گہرا تعلق قرآن کریم سیکھنے، قرآن کریم کے نور سے منور ہونے، قرآن کریم کی برکات سے مستفیض ہونے اور قرآن کریم کے فضلوں کا وارث بننے سے ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کے انوار کی اشاعت کی ذمّہ داری بھی ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کی بعض برکات ایسی بھی ہیں جن کا تعلق اشاعت قرآن سے ہے۔ جیسا کہ خود قرآن متعدد جگہ اسے بیان فرماتا ہے اور جس کی تفصیل میں جانا اس وقت میرے لئے ممکن نہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان دو وحیوں کے ذریعہ ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ **موصی حقیقۃً وہی ہوتا ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں اس کے فضل اس کی رحمت اور اس کے احسان کی وجہ سے اس لئے نازل ہوتی ہیں کہ اس شخص نے اپنی گردن کلّیۃً قرآن کریم کے جوا کے نیچے رکھی ہوتی ہے۔** اپنے پر وہ ایک موت وارد کرتا ہے اور خدا میں ہو کر ایک نئی زندگی پاتا ہے اور اس وحی کی زندہ تصویر ہوتا ہے کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن“۔

(ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مطبوعہ روزنامہ الفضل 10اگست1966)

پس ان ارشادات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تحریک وقف عارضی و تعلیم القرآن کا ایک گہرا رشتہ وصیت سے ہے اور موصیان کی اولین ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ وہ قرآن مجید کی نشر و اشاعت اور اس کو پڑھنا پڑھانا اپنے اوپر لازم کر لیں اور اس طرح اپنے اُس عہد کی پاسداری کریں جو کہ انہوں نے وصیت کے نظام میں شامل ہو کر کیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے موصیان کی ذمہ داری کے بارہ میں ایک موقع پر فرمایا:

”**ہمارے موصی صاحبان کا پہلا کام یہ ہے کہ اپنے گھروں میں قرآن کریم کی تعلیم کا انتظام کریں۔ دوسرا یہ کہ واقفین عارضی (جن کے سپرد قرآن کریم پڑھانے کا کام کیا جاتا ہے) کی تعداد کو پانچ ہزار تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ تیسرے یہ کہ وہ اپنی جماعت کی نگرانی کریں کہ نہ صرف ان کے گھر میں بلکہ ان کی جماعت میں بھی کوئی مرد اور کوئی عورت ایسی نہ رہے جو قرآن کریم نہ جانتی ہو۔** ہر ایک عورت قرآن کریم پڑھ سکتی ہو، ترجمہ جانتی ہو۔ اسی طرح تمام مرد بھی قرآن کریم پڑھ سکتے ہوں، ترجمہ بھی جانتے ہوں اور قرآن کریم کے نور سے حصہ لینے والے ہوں تا کہ قیام احمدیت کا مقصد پورا ہو“۔

(ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مطبوعہ روزنامہ الفضل 10اگست1966)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے امام کی تمام خواہشات پر مکمل طور پر کاربند ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

☾ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون موصیان / موصیات کی تعداد 13/جولائی 2005ء تک نو ہزار تین صد (9.300) ہے۔

☾ جبکہ یادگاری کتبہ جات کی تعداد چھ صد پچاس (650) ہے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

قابل تقلید

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ U.K.۔2004ء کے موقع پر نئی وصایا کی تحریک فرماتے ہوئے جماعتوں کو 2008ء تک چندہ دہندگان کے پچاس فیصد لوگوں کو نظام وصیت میں شامل کرنے کا ٹارگٹ عطا فرمایا تھا۔ اس ٹارگٹ کے حصول کے لئے جماعتیں خدا تعالیٰ کے فضل سے بھرپور جدوجہد کر رہی ہیں۔ سب سے پہلے جماعت بلجیم کو یہ ٹارگٹ پورا کرنے کی توفیق ملی ہے۔ اب جماعت ہالینڈ کی طرف سے بھی یہ خوشکن اطلاع آئی ہے کہ انہوں نے اپنے چندہ دہندگان کے 54% احباب و خواتین کو نظام وصیت میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کر لی ہے۔ الحمدللہ۔

حضور انور کی تحریک پر جن مخلصین اور جماعتوں کو لبیک کہنے کی توفیق مل رہی ہے احباب ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(ایڈیشنل وکیل المال ۔لندن)

اموال واولاد کے فتنوں سے حفاظت اور اصلاح نفس کا ایک زبردست کا ذریعہ۔ نظام وصیت میں شمولیت

(سلطان محمود انور۔ ناظر خدمت درویشان۔ ربوہ)

جماعت احمدیہ کی بنیاد الٰہی حکم کے تحت سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام نے 1889ء میں رکھی تھی۔ اور نظام وصیت کی بنیاد بھی اللہ تعالیٰ کی ہی راہنمائی میں 1905ء میں رکھی۔ نظام وصیت کی روح یہ ہے کہ احمدی افراد کو اُن ممکنہ فتنوں اور ابتلاؤں سے جہاں اس زندگی میں تحفظ نصیب ہو وہاں اُخروی زندگی میں خدا تعالیٰ کی رضا، پیار اور بخشش کے ٹھنڈے سایوں میں پناہ نصیب ہو۔ اس لحاظ سے نظام وصیت ایک موصی کو دونوں زندگیوں میں بھلائی، برکت اور فلاح سے ہمکنار کرنے والا حتمی نظام ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

وصیت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے جب ایک احمدی کو وصیت کرنے کی تحریک کی جاتی ہے تو بعض افراد پورے اخلاص سے یہ عذر یا مجبوری پیش کرتے ہوئے وصیت کرنے سے گریز کرتے ہیں کہ جو اخلاص، تقویٰ اور قلبی فدائیت وصیت کے لئے ضروری ہے فی الوقت ہم اُس سے محروم ہیں۔ اس لئے وصیت کے اعلیٰ معیار پر پورے اُترنے سے قاصر ہیں اور بایں وجہ وصیت نہیں کر سکتے۔

یہ عذر بظاہر نیک جذبات کے تحت اختیار کیا جاتا ہے لیکن اگر اس عذر پر پوری طرح غور کیا جائے تو اس میں معقولیت نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ وصیت تو ایک موصی کو ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالتِ تقویٰ اور فدائیت کی طرف لے جانے والا الٰہی نظام ہے۔ اگر وصیت کرنے سے قبل ہی کوئی شخص تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں تک رسائی حاصل کر سکتا ہے تو وصیت کے نظام میں شمولیت سے اُس کو کیا حاصل ہوگا۔ جب کہ ایک شخص میں کوئی نہ کوئی کمی یا خامی بلکہ خامیاں ایسی ہو سکتی ہیں جو اُس کے خیال میں وصیت کرنے میں مانع ہیں۔ لیکن وصیت چونکہ انسان کی اصلاح اور تقویٰ کا حتمی ذریعہ ہے اس لئے اپنی کمزوریوں اور خامیوں کا تصور کر کے وصیت سے گریز یا اجتناب کرنے کی بجائے وصیت جلد کرنا لازمی ٹھہرتا ہے۔

اس کی ظاہری مثال یہ ٹھہرتی ہے کہ جب انسان میں جسمانی طور پر کوئی بیماری، خرابی یا درد کی کیفیت ہو تو وہی وقت اس کے معالج کے پاس پہنچنے اور مناسب علاج کروانے کا ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص بیماری یا کمزوری کا احساس بلکہ اقرار کر کے یہ نتیجہ نکال لے کہ ابھی میری صحت ٹھیک نہیں، جب صحت بحال ہو جائے گی تو میں معالج کے پاس علاج کے لئے جاؤں گا تو ہر شخص ایسی سوچ کو ناقص، غلط بلکہ اُلٹی سوچ قرار دے گا۔

پس ایسے افراد جو نیک نیتی سے اپنی دینی اور روحانی کمزوری کے باعث وصیت کرنے سے گریز کرتے ہیں اُنہیں اگر فی الواقعہ اپنی اصلاح اور روحانی ترقی مطلوب ہے تو بلا تاخیر اُنہیں اس الٰہی نظام وصیت میں شمولیت کرنی چاہئے۔ کیونکہ وصیت تو نظام ہی اصلاح نفس کا ہے۔ حقیقی اصلاح اُس میں شمولیت کے بعد ہی نصیب ہوگی۔ اُس سے باہر رہ کر اور شمولیت سے گریز کر کے کوئی کیونکر اپنی اصلاح کر سکتا ہے۔

''وصیت ایسی چیز ہے جو یقینی طور پر خدا کا مقرب ہونا ظاہر کرتی ہے۔ اس میں شُبہ نہیں کہ اگر کسی شخص میں کچھ کمزوریاں بھی پائی جاتی ہوں تو جب وہ وصیت کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کے مطابق کہ بہشتی مقبرہ میں صرف جنتی ہی مدفون ہوں گے اُس کے اعمال کو درست کر دیتا ہے۔ پس وصیت اصلاح نفس کا زبردست ذریعہ ہے کیونکہ جو بھی وصیت کرے گا اگر وہ ایک وقت میں جنتی نہیں تو بھی وہ جنتی بنا دیا جائے گا''۔

ہر انسان کو اپنی زندگی میں دو ابتلاؤں سے مستقلاً واسطہ پڑتا ہے۔ اکثر لوگ ان دو امتحانوں میں اپنے آپ کو سنبھال نہیں پاتے اسلئے زندگی طرح طرح کے گناہوں اور جرموں کے ارتکاب کی نذر ہو جاتی ہے۔ جب کہ وصیت کا الٰہی نظام ان دونوں امتحانوں سے کامیاب گزرنے اور حقیقی منزل مراد سے ہمکنار کرنے والا حتمی نظام ہے۔ اور اس میں شمولیت سے ہی گویا اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کی ''لائف انشورنس'' ہو جاتی ہے۔ زندگی با مقصد اور منزل مراد کا حصول یقینی ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان دو ابتلاؤں کا تکرار سے ذکر کر کے انسان کو یہ تاکید فرمائی ہے کہ ان دو ابتلاؤں سے ہر آن واسطہ پڑتا رہے گا اس لیے کوئی لمحہ غفلت یا بے توجہگی کا قریب نہ آنے دو۔ ورنہ بظاہر تو یہ نعمتیں نظر آتی ہیں لیکن فی الحقیقت یہ بھاری امتحان اور فتنہ کا سامان ہیں۔ اور اگر انسان ان دونوں کی گہرائی میں غور کرے تو فی الواقعہ ساری دنیا میں ملک ملک، قریہ قریہ، گھر گھر بلکہ فرد فرد کو انہیں دو ابتلاؤں یا فتنوں نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اور نظام وصیت انہی دو فتنوں پر قابو پانے کا حتمی نظام ہے۔ یہ دو فتنے اموال واولاد کے فتنے ہیں۔

مال کے فتنہ سے حفاظت کا ذریعہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد محض ایک آزمائش ہیں)۔ سورۃ انفال کی یہ آیت نمبر 29 انسان کو متنبہ کر رہی ہے کہ جہاں انسانی زندگی انہی دو چیزوں کے حصول اور اُن سے استفادہ کی تگ ودَو میں محدود ہو کر رہ گئی ہے وہاں ساری دنیا میں اموال اور اولاد ہی کو انسانی زندگی کا نصب العین ٹھہرا لیا گیا ہے۔ حالانکہ جو چیزیں اپنے اندر امتحان، ابتلاء اور فتنہ سامانی لئے ہوئے ہیں اُن سے تو انسان کو لمحہ لمحہ، قدم قدم متنبہ اور ہوشیار رہتے ہوئے اپنے تحفظ کی فکر کرنی چاہیے۔

نظام وصیت جو الٰہی نظام ہے ان دونوں امتحانوں میں سے سُرخرو گذرنے کو ممکن ہی نہیں بلکہ حتمی اور یقینی بنانے والا نظام ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے مال کے فتنوں کو مختلف پیرایوں میں وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ ایک جگہ فرمایا۔ ﴿وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا﴾ (الفجر: 21) کہ تم مال سے انتہائی زیادہ محبت کرتے ہو۔ اب مال سے زیادہ محبت نے انسانی کردار کو مختلف جہتوں سے شدید متاثر کر رکھا ہے۔ بعض پہلو مفید اور با مقصد ہیں لیکن اکثر پہلو مال کو ایک فتنہ اور ابتلاء کی شکل دینے والے ہیں۔ مال اگر انسان کے پاس نہ ہو یا شدید کمی مال کی ہو تو انسان مال کے حصول کے جائز ناجائز ذرائع اپنانے میں کوئی فرق یا احتیاط پیش نظر نہیں رکھتا۔ رشوت، بددیانتی، غبن ڈکیتی، چوری اور ظلم کے ارتکاب تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اگر انسان کے پاس مال کی فراوانی ہو تو قوم کا ہر اخلاقی، معاشرتی جرم ظلم اور بربریت اُس کا معمول بن جاتا ہے۔ پس ان دونوں کیفیتوں کو سامنے رکھتے ہوئے مال کو فتنہ اور ابتلاء قرار دیا جاتا ہے۔ مال میسر نہ ہو تو ایک خاص نہج پر انسان مجرم بن جاتے ہیں۔ اور اگر مال کی وسعت حاصل ہو تو دوسری نہج کے مظالم کا ارتکاب ہوتا ہے۔

آج دنیا بھر میں مال کے فتنہ نے انسانی معاشرہ کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے اور عالمی سطح پر جس قدر فساد، سیاسی چالیں اور جنگیں ہو رہی ہیں ان کے پیچھے مال کی یہ دونوں کیفیتیں ہی اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔ ایسے المناک معاشرہ کی اصلاح اور مال کے فتنہ سے انسان کے تحفظ کا انتظام انسان کے بس کا روگ نہیں۔ ہاں خالق ومالک کائنات ہی مال کے فتنہ سے انسان کو بچانے کی قدرت وطاقت رکھتا ہے۔ اور اُس رحیم وکریم قادر وتوانا ذات خداوندی نے اپنے مسیح ومہدی کی وساطت سے آج کی دنیا کو مال کے فتنہ کے بد بلکہ مہلک اثرات سے بچانے کے لئے نظام وصیت کا اجراء کروایا ہے۔

چنانچہ یہ بات حتمیت سے کہی جاسکتی ہے کہ نظام وصیت میں مالی قربانی کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق اُسی خوش نصیب کو ملتی ہے جو زندگی کے کسی مرحلہ پر بھی مال کو اپنی ذات کے لئے فتنہ نہ بننے دے۔ مال کی کمائی اور حصول کا مرحلہ ہو تو مال کے ہر طرح کے فتنوں سے دامن بچا کر مال کو حاصل کرے۔ اور اس امر پر ہرگز کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ناجائز اور ناپاک مال کی قطعاً کوئی قدر نہیں ہوا کرتی۔ اور مال اگر جائز اور پاک ذرائع سے حاصل نہ کیا گیا ہو تو موصی ہونے کے باوجود انسان کی مالی قربانی کی صلاحیت ماند پڑ جاتی ہے۔ لیکن یہ خدا تعالیٰ کا خاص احسان اور فضل موصیان پر ہوتا ہے کہ وصیت کی منسوخی محض شاذ کے طور پر ہوتی ہے۔ ہاں بعض جائز مجبوریوں کے باعث وصیت کی منسوخی کے امکانات ضرور ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجبوریاں جلد ہی رفع ہو جاتی اور منسوخی کے خدشات ٹل جایا کرتے ہیں۔

وصیت کی روح کا ایک نہایت مفید، مؤثر، اور بابرکت پہلو یہ ہے کہ وصیت کے ذریعہ انسان کو دنیا کی عارضی زندگی کے ساتھ ساتھ عاقبت کی دائمی زندگی کا شعور نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے وصیت کے طفیل موصی ہر لمحہ اس شعور سے فیض یاب ہوتا رہتا ہے اور یوں انسان کی ہمہ وقت کی اصلاح اور روحانی تربیت کا سامان خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔ موصی اس حتمی یقین پر اپنی زندگی کے جملہ مراحل میں سے گزرتا ہے کہ ''جو دم غافل سو دم کافر''۔ پس اس اعتبار سے موصی کو اُسی طرح خدا تعالیٰ سے ایک ''انشورنس'' نصیب ہو جاتی ہے جس طرح سوسائٹی میں لوگ ''لائف انشورنس'' کے ذریعہ تحفظ کے طالب رہتے ہیں۔ لیکن کُجا فانی انسان اور فانی معاشرہ سے انشورنس کی تمنا اور کُجا خالق ارض وسماء کی ذات سے وصیت کے ذریعہ انشورنس۔ دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

ایک موصی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے حفاظت اس لئے نصیب ہوتی ہے کہ:

اوّل: ہر احمدی جو تجارت یا ملازمت کے ذریعہ کمائی کرتا ہے وہ اپنے ماحول میں ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ اس کی کمائی جائز اور حلال ہو کیونکہ اُس نے جماعتی نظام کے تحت اپنی کمائی میں سے 1/16 حصہ آمد کا ہر ماہ جماعت کو ادا کرنا ہوتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے فیض اور برکت حاصل ہو۔ اپنی آمدنی کا 1/16 حصہ تب ہی وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کر سکتا ہے جب کہ اپنی آمدنی حلال رکھے اور حساب درست رکھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے انسان کچھ نہیں چُھپا سکتا۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مال جو کمایا گیا وہ حلال ہے یا اس میں حرام کی ملونی بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یہ بھی خوب علم رکھتا ہے کہ انسان نے کتنا کمایا ہے اور کتنے پہ 1/16 کے حساب سے اللہ کا حق ادا کیا ہے۔ لیکن یہ قربانی تو ہر کمانے والے احمدی کی ہے۔ اور موصی تو اپنی ماہوار آمدنی کا 1/10 حصہ باقاعدگی سے ادا کرتا ہے اور موصی کو ہر آن یہ فکر رہتی ہے کہ اس کی آمدنی حلال، جائز اور پاکیزہ ہوگی تو خدا تعالیٰ کے ہاں قبولیت پائے گی اور وصیت کا تسلسل قائم رہے گا۔

پھر دوسرا یہ فکر ہوتا ہے کہ روزمرہ کی کمائی کا حساب درست رہے تا کہ خدا تعالیٰ جو سب سے زیادہ حساب والا ہے اُس کے ہاں موصی کا حساب درست شمار ہو۔

پھر تیسری یہ کیفیت موصی کو درپیش رہتی ہے کہ واجب الادا رقم اوّل وقت میں خدا تعالیٰ کے بنک میں داخل ہو۔ اور تاخیر جو بعض اوقات کئی مجبوریوں اور مشکلات کو لئے ہوئے ہوتی ہے وہ نتیجۃً ادائیگی کی محرومی کا باعث نہ بن جائے۔ خاص طور پر جب کہ کسی بھی انسان کو زندگی کی آخری گھڑی کا علم نہیں۔

پس دنیا بھر میں جہاں بھی وصیت کا نظام قائم ہو گا مال کے فتنوں سے انسانوں کو بچنے اور متنبہ رہنے کا احساس بیدار ہوگا۔ اور تدریجاً اس نظام کے غلبہ سے مال کے بھیانک فتنہ سے انسانی معاشرہ کو تحفظ نصیب ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ پیارے آقا وامام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے مؤثر تحریک فرمائی گئی ہے کہ جب جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے عالمگیر سطح پر مستحکم ہو رہی ہے تو ساتھ ہی وصیت کے نظام کو بھی

اُسی نسبت سے نافذ، مستحکم اور مؤثر و فعال بنانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ یقینی سطح پہ تب ہی ممکن ہوگا جب کہ جماعت کی غالب اکثریت اس نظام وصیت سے منسلک ہو جائے۔ جس کا نتیجہ دوسرے لفظوں میں یہ ہوگا کہ احمدیت کے ذریعہ انسانی عالمگیر معاشرہ کو مال کے فتنہ سے تحفظ مل جائے گا اور دنیا بھر میں امن، سلامتی، اخوت اور ہمدردی کے سائے بڑھیں اور پھیلیں گے۔ اور یہ وہ عظیم کارنامہ ہوگا جس کو آج تک اقوام متحدہ اور سلامتی کونسلیں وغیرہ بھی جملہ اختیارات اور منصوبوں کے باوجود حاصل نہیں کر پائیں اور نہ آئندہ حاصل کر سکنے کا معمولی سا بھی امکان ہے۔

پس احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر عمل درآمد کے لئے فوری قدم اُٹھانا چاہیئے۔

1- اس امر کا انتظار نہ کریں کہ نفس کی کمزوریاں دور ہو جائیں تو وصیت کریں گے۔ کیونکہ الٰہی نظام تو انسان کی عملی، اخلاقی، روحانی ترقیات کی ایک لحاظ سے ضمانت ہے۔ اس لئے آپ بلا تاخیر اُس آسمانی نظام میں شمولیت کریں اور دیگر احباب کی شمولیت کا فریضہ انجام دیں۔

2- مال کے فتنہ بلکہ فتنوں سے اگر واقعۃً تحفظ چاہتے ہیں تو نظام وصیت میں بلا تاخیر شامل ہو جائیں جہاں مال کے فتنہ سے صرف تحفظ ہی نہیں ملتا بلکہ مال میں غیر معمولی برکت اور ترقیات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہوتی ہیں۔ دنیا کا کوئی بنک اور کوئی تجارتی ادارہ وہ تحفظ انسان کو مہیا نہیں کر سکتا جو تحفظ الٰہی نظام میں نصیب ہوتا ہے۔ اس کی ایک مثال سے وضاحت مفید ثابت ہوگی کہ تجارتی ادارے، بنک یا حکومتی ذرائع انسان کو غیر محدود مالی وسائل بے شک مہیا کر سکتے ہیں لیکن اُن کا دائرہ مالی سہولتوں کی فراہمی تک ہی محدود ہوا کرتا ہے۔ اور اُن مالی سہولتوں سے استفادہ اور اُن کے شرّ یا مضرت سے تحفظ مہیا کرنا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے اختیار میں ہوتا ہے۔ مال ہو اور صحت نہ ہو، مال ہو اور گھریلو امن نہ ہو، مال ہو اور استفادہ کا شعور نہ ہو، مال ہو اور ماحول میں تحفظ نہ ہو۔ یہ ساری کیفیتیں انسان کو پیش آسکتی ہیں۔ ان کے برعکس تحفظ اور سلامتی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے میسر آسکتی ہے۔ اور نظام وصیت میں مالی قربانی کے عوض جہاں مالی وسعت و ترقی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے وہاں مال سے استفادہ کی صلاحیت، مال کی افادیت اور استعمال کے مراحل میں انسان کو اپنی امان میں رکھتا ہے۔

3- نظام وصیت کے تحت جب موصی اپنی آمد میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی نیت سے آمد کا حساب درست رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے تو وصیت کے تقاضے کے تحت 1/10 حصہ اپنی آمدنی کا جب وہ ادا کر لیتا ہے تو بقیہ 9/10 آمدنی کو بھی حصہ رسدی مختلف ضرورتوں اور مقاصد پر خرچ کرنے کا سلیقہ طبعاً سیکھ جاتا ہے اور اپنے محدود وسائل کے اندر رہ کر اپنی زندگی امن اور سکون سے گزارنا ممکن ہو جاتا ہے۔ یہ بھی گویا نظام وصیت کا اضافی فائدہ اور برکت ہے۔ ورنہ اکثر لوگ اپنی اوقات سے باہر پاؤں پھیلاتے اور طرح طرح کے مصائب اور مشکلات میں پھنسے رہتے ہیں۔ موصیوں کو اللہ تعالیٰ ایسے بھیانک نتائج سے بچاتا رہتا ہے۔ کیونکہ موصی نے اپنے مال اور دیگر مالی سہولتوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع کر رکھا ہوتا ہے اسلئے اُس کو اپنی آمد کے بقیہ 1/10 حصہ کی قربانی سے اپنی آمد کے 9/10 حصہ میں الٰہی تحفظ اور برکت مل جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تحفظ سے بڑھ کر اور کوئی گارنٹی یا انشورنس دنیا میں ممکن نہیں۔

4- ایک موصی اپنی آمدنی میں سے 1/10 حصہ ابتداءً پیش کرتا ہے۔ لیکن تدریجاً اس مالی قربانی کے طفیل موصی کو جو فیض اور برکت نصیب ہوتی ہے وہ ایک موصی کو اس امر کے لئے طبعی طور پر تیار کرتی رہتی ہے کہ قربانی کے میدان میں قدم آگے بڑھائے۔ چنانچہ ایسے موصی بھی بکثرت ہیں جو اپنی مالی قربانی کے 1/10 حصہ میں اضافہ کرنے کی طرف راغب ہوتے اور اضافہ کرتے کرتے 1/3 حصہ تک بفضلہٖ تعالیٰ پہنچ جاتے ہیں۔ شرعی اور جماعتی نظام کے تحت 1/3 وہ حد ہے جہاں قربانی کا ظاہری معیار پورا ہو جاتا ہے۔ اور اس معیار پر موصی کا پہنچنا محض اُس کی دلی تمنا کے تحت ہوتا ہے۔ اور کوئی خارجی دباؤ اس کے پیچھے محرک یا فعّال نہیں ہوتا۔ للّٰہی قربانی کی روح بھی اُسی صورت میں بارگاہ الٰہی میں قدر و قیمت رکھتی ہے کہ موصی کی ایک طرف دلی تمنّا اور خواہش کے تحت قربانی ہو اور دوسری طرف مقصود اُس قربانی سے کوئی دکھاوا یا خودنمائی نہ ہو بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا حصول مقصود ہو۔ ایسی قربانی نظام وصیت کے تحت غیر معمولی روحانی فیوض کا باعث بنا کرتی ہے۔

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

”نظام وصیت صرف 1/10 مالی قربانی کا نام نہیں۔ یہ نظام ہے زمین کی پستیوں سے اُٹھا کر آسمانی رفعتوں تک پہنچانے کا۔ اور جہاں اس نظام میں مالی قربانی کی اُمید رکھی جاتی ہے وہاں ہر دوسرے پہلو سے ایک نمایاں بھرپور اسلامی زندگی جو ہر لحاظ سے منوّر ہو اور حسین ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں رفعتوں کی طرف لے جانے والی ہو اور خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والی ہو“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اپریل 1982)

5- وصیت کے نظام میں ایک موصی صرف اپنی آمد کا 1/10 حصہ ہی ادا کرنے کا پابند نہیں بلکہ ایک اور پہلو سے بھی مالی قربانی کا وصیت تقاضا کرتی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہر موصی پر لازم بلکہ فرض ہے کہ اپنی کل جائداد کا کم از کم 1/10 حصہ اور زیادہ سے زیادہ 1/3 حصہ نظام وصیت کو پیش کرے۔ گویا ماہوار آمد کے علاوہ جائیداد پر بھی موصی پابند ہے کہ کم از کم 1/10 حصہ جائیداد کا نظام وصیت کے تحت قربان کرے۔

قرآن کریم میں جہاں مال کو ایک فتنہ یعنی آزمائش قرار دیا گیا ہے۔ وہاں اولاد کو بھی فتنہ یا آزمائش کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ اور مال کے بارہ میں اوپر وضاحت آچکی ہے کہ مال کی آزمائش میں موصی اپنی ماہانہ آمد پر حصہ وصیت کی ادائیگی سے گویا مال کے ابتلاء سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور باقی رہا اولاد کا فتنہ تو اُس کے خلاف بھی وصیت میں تحفظ مہیا کیا گیا ہے۔ اس کے چند پہلو حسب ذیل ہیں۔

اولاد کے فتنہ سے حفاظت کا ذریعہ

اولاد کے فتنہ سے موصی کے تحفظ کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ موصی جہاں نظام وصیت میں ایک جذبہ سے شامل ہوتا ہے تو شریعت اُس سے تقاضا کرتی ہے کہ جس نیکی کو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ مراد یہ ہے کہ صرف خود ہی موصی نہ ہو بلکہ دوسروں کو بھی اس نیک عمل میں شریک کرو۔ کیونکہ انسان کا نیک ہونا تب ہی مفید ٹھہرتا ہے جب کہ اُس کا ماحول بھی نیک ہو۔ چنانچہ نظام وصیت کے اجراء کے ابتدائی مرحلہ میں ہی سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرف توجہ دلا دی تھی کہ نظام وصیت میں دوسروں کو بھی شریک کرنے کی کوشش ضروری ہے۔ چنانچہ آپ رسالہ ”الوصیت“ میں آخر پر یہ ہدایت فرماتے ہیں کہ:

”مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ تحریر ملے وہ اپنے دوستوں میں اس کو مشتہر کریں۔ اور جہاں تک ممکن ہو اس کی اشاعت کریں اور اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں۔“

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد میں تین واضح امور شامل ہیں۔

اوّل: یہ کہ ”ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ تحریر ملے“ اس سے یہ مراد تو نہیں ہو سکتی کہ وہ اس پر خود عمل نہ کریں اور صرف دوسروں کو یا اپنے دوستوں میں اس کو مشتہر کریں۔ یہ نتیجہ نکالنا قطعاً غلط ہوگا۔ اور اصل حقیقت یہی ٹھہرتی ہے کہ جماعت کا فرد اس تحریر یعنی رسالہ الوصیت کو پڑھ کر خود بھی وصیت کرے۔ اور پھر دوسروں اور خصوصاً ”دوستوں“ کو بھی اس تحریر کا پیغام پہنچا کر اُنہیں موصی بنائے۔ اور پھر خصوصیت سے یہ کہ اس تحریر کو ”اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں“۔ پس اوّل مرحلہ یہ ٹھہرتا ہے۔ کہ ”ہر ایک صاحب ہماری جماعت کا“ اوّلاً خود اس تحریر یعنی رسالہ الوصیت کو پڑھ کر خود وصیت کرے۔

دوسرا مرحلہ یہ کہ خود موصی بننے کے بعد اس تحریر یعنی رسالہ ”الوصیت“ کو دوستوں میں مشتہر کریں۔ مراد یہ ہے کہ اپنے حلقہ واقفیت میں احباب کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی تحریک کریں اور ایسی تحریک تبھی مؤثر اور مفید ہو سکتی ہے کہ اوّلاً انسان خود موصی بنے پھر دوستوں کو بنائے۔

تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ ”اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں“۔ یعنی اپنے آپ کو موصی بنانے کے بعد اپنی نسل پر انسان توجہ دے۔ اور موجود نسل یعنی اولاد اور اولاد در اولاد کو بھی حتّی الوسع موصی بنائے۔ اور مزید اہتمام یہ بھی کرے کہ وہ جو نسلاً بعد نسلٍ اس کے جانشین آتے رہیں گے اُن میں بھی وصیت کے نظام اور وصیت کے تقاضوں کو پورا کرتے چلے جانے کا پورا انتظام اور اہتمام اپنی زندگی میں کرے۔

مندرجہ بالا تینوں مراحل سے یہ امر کھُل کر سامنے آجاتا ہے کہ موصی پر یہ فرض ٹھہرتا ہے کہ جہاں اپنی زندگی میں اپنی آمد سے حصہ وصیت ادا کر کے وہ مال کے فتنہ سے تحفظ حاصل کرتا ہے۔ وہاں اپنی زندگی میں اور آئندہ نسل میں بھی وصیت کے اجراء اور نفوذ سے وہ اولاد کے فتنہ یا ابتلاء سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ

الف: اولاد موصی ہوگی تو حلال اور پاک رزق لائے گی۔

ب: اولاد موصی ہوگی تو نفسانی اغراض اور خواہشات کی غلام بننے کی بجائے دین کے تقاضوں کو زندگی میں مقدم رکھے گی۔

ج: اولاد موصی ہوگی تو معاشرہ کو بھی موصی بنائے گی۔

د: اولاد موصی ہوگی تو اپنی آئندہ نسل کو بھی موصی بناتی جائے گی۔

اس طرح وہ اولاد جس کو قرآن کریم میں ”فتنہ“ قرار دیا گیا ہے وہ نظام وصیت کے فیضان سے فتنہ کی بجائے برکت، عزت اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا ذریعہ بن جائے گی۔

پس جب ایک احمدی مسیح پاک علیہ السلام کی تعلیم کو مقدم ٹھہراتا اور وصیت کے نظام میں شمولیت کرتا ہے تو اُس کے مال اور اولاد میں سے ”فتنہ“ کے جراثیم ختم ہو کر دونوں چیزیں نعمت، برکت اور رضائے الٰہی کا موجب بن جاتی ہیں۔ آج کے معاشرہ میں نظام وصیت کو اپنائے بغیر اور کوئی ایسا نظام نہیں جو انسانیت کو مال اور اولاد کے فتنوں سے تحفظ مہیّا کر سکے۔ اسی لئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو یہ تاکیدی ہدایت فرما رہے ہیں کہ احباب جلد از جلد نظام وصیت میں شامل ہوں کیونکہ دنیاوی نظام بری طرح ناکام ہو چکے ہیں اور دن بدن دم توڑتے جاتے ہیں۔ اُسی سرعت اور خلوص نیت کے ساتھ احباب کو نظام وصیت میں شامل ہو کر دنیاوی نظاموں کے خلاء کو تعمیری، اخلاقی، اور بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت کے جذبہ سے پُر کرنا ہے۔ اگر اس وقت احباب نے وصیت کی اہمیت کو نہ سمجھا اور مخلوق خدا کی ہمدردی، خدمت اور بھلائی کے لئے آگے نہ آئے تو احمدیت کی عالمگیر ترقی اور غلبہ کا مشن پورا ہونے میں تاخیر کا خدشہ ہے جو کسی صورت بھی الٰہی جماعت کو زیب نہیں دیتا۔

نظام وصیت میں اولاد کے فتنہ کے خلاف تحفظ کا ایک اور پہلو بھی بہت ایمان افروز کیفیت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ جہاں اہل دنیا اولادوں کے لئے زیادہ سے زیادہ ترکہ جمع کرنے اور اسے اولاد کے حوالے کرنے کا مصمم ارادہ رکھتے ہیں وہاں ایک موصی اپنے ترکہ میں سے بھی ایک معقول حصہ (1/10 تا 1/3) وصیت کی نذر کر دیتا ہے۔ گویا اولاد کو دیتا بھی ہے۔ لیکن اُس میں سے بھی کم از کم 1/10 حصہ وصیت کا دیتا ہے۔

1- ترکہ میں سے حصہ وصیت کی ادائیگی بقیہ ترکہ کو مفید اور بابرکت بنا دیتی ہے۔ اور اولاد ترکہ سے ملنے والے مال اور جائیداد کو عیاشی اور ضیاع کی بجائے جائز، مناسب اور رضائے الٰہی کے حصول کے ذریعہ کے طور پر استعمال کرتی ہے۔ یہ ترکہ حصہ وصیت سے ادا کرنے کا منطقی نتیجہ ہوتا ہے۔

2- موصی کی وفات کے ساتھ اُس کی قربانی اور نیک عمل کا انقطاع نہیں ہو جاتا۔ بلکہ موصی کی وفات کے بعد بھی جائداد کا کم از کم 1/10 حصہ گویا صدقہ جاریہ بن جاتا ہے۔

3- بظاہر موصی کا ترکہ ہے۔ لیکن جب اولاد اس ترکہ میں سے موصی باپ کا حصہ ادا کرتی ہے تو ایک لحاظ سے وہ بھی موصی کی نیکی اور ثواب میں پوری طرح شریک ہو جاتی ہے۔ اور پھر آئندہ چل کر اُس کی نیکی آگے اُس کی اولاد کے ذریعہ پھر عود کر آتی ہے۔ ایک طرف موصی کی اولاد کو بھی وصیت کرنے کا احساس ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف اولاد کی اولاد کے لئے

باقی صفحہ نمبر 28 پر ملاحظہ فرمائیں

وصیت سے متعلق مختلف امور کی وضاحت

بصورت سوال و جواب

آمد

سوال:۔ آمد اور جائیداد پر شرح وصیت کیا ہے؟

جواب:۔ایک موصی کے لئے ضروری ہے کہ

ا۔بوقت وفات اپنی جائیداد پر 1/10 سے لے کر 1/3 حصہ کی ادائیگی کی وصیت کرے۔

۲۔دوران زندگی جائیداد سے حاصل ہونے والی آمد کے علاوہ، تمام ذرائع سے حاصل ہونے والی آمد کا 1/10 سے لیکر 1/3 حصہ بطور چندہ حصہ آمد ادا کرے۔

۳۔آمد از جائیداد پر چندہ حصہ آمد بمطابق شرح چندہ عام (1/16) ادا کرے۔

سوال:۔ اگر بوقت وصیت کسی شخص کی مستقل ایک بھی آمد نہ ہو، تو وہ اپنی ماہانہ آمد کیا تحریر کرے؟

جواب:۔ اس صورت میں اسے اپنی اندازہ ماہانہ آمد تحریر کرنی چاہیے ہے۔یا چھ ماہ یا سال کی آمد کی اوسط تحریر کردینی چاہیئے۔

سوال:۔ ایسی خاتون خانہ جو موصیہ ہو اور خود کوئی کام نہ کرتی ہو، عام طور پر ان سے جیب خرچ پر چندہ لیا جاتا ہے۔کیا اس بارہ میں کوئی رہنما اصول ہیں؟

جواب:۔ عورتوں کو حسب توفیق رہن سہن کے معیار کے لحاظ سے قربانی کرنی چاہیئے ۔عام طور پر بیوی کیلئے چندہ وصیت کی ادائیگی کا طریق یہی ہے کہ اگر اسکی آمدنی کوئی نہ ہو تو اس کا خاوند مناسب جیب خرچ مقرر کرے اور وہ اسکی بیوی کی آمد متصور ہو اور اسطرح مالی قربانی کے تسلسل کو قائم رکھنے کی خاطر اس جیب خرچ پر چندہ وصیت ادا کرے۔جیب خرچ کا تعین ہر ایک کے رہن سہن کو مدنظر رکھ کر مقرر کیا جاتا ہے۔

سوال:۔کیا موصی طالب علم پر اپنے جیب خرچ / وظیفہ پر چندہ وصیت کی ادائیگی لازم ہوگی؟

جواب:۔طالب علمی وظیفوں پر شرح کا اطلاق نہیں ہوگا۔طلباء سے توقع رکھی جائے گی کہ وہ حسب حیثیت خود کچھ رقم معین کر کے جماعت سے افہام و تفہیم کے ذریعہ اس کے مطابق باقاعدہ چندہ ادا کریں۔

سوال:۔ ملازمین اپنی تنخواہ پر مکمل حصہ آمد ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی پنشن کے لئے ماہانہ یا سہ ماہی بنیاد پر contribution کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں انہیں ریٹائرمنٹ پر پنشن ملتی ہے۔ایسی پنشن پر چندہ کے بارہ میں کیا طریق ہے؟

جواب:۔ پنشن پر حصہ آمد واجب الادا ہوگا۔کیونکہ ماہانہ contribution تو معمولی رقم سے ہوتی ہے جب کہ ریٹائرمنٹ پر ماہانہ پنشن تو اس سے کافی زائد ملتی ہے۔لہٰذا اگر کوئی اپنی پنشن سے اس رقم کو منہا کرنا چاہتا ہے۔تو وہ صرف اسی قدر ہوگی جس قدر وہ اپنی contribution کرتا رہا ہے۔باقی رقم پر حصہ آمد واجب الادا ہوگا۔

سوال:۔کسی شخص کی آمد میں سے چندہ کی غرض کے لئے کون کون سے واجبات منہا کرنے کی اجازت ہے؟

جواب:۔ آمد جس پر چندہ واجب الادا ہے اس سے مراد ہر قسم کی آمد جو مختلف ذرائع سے حاصل ہو۔

صرف درج ذیل واجبات کو اصل آمد سے منہا کرنے کی اجازت ہے۔

(i) ملازمین کو ملنے والے ایسے الاؤنسز جن کے اخراجات ملازمین کے ذاتی اختیار اور صوابدید پر نہ ہوں

(ii) حکومت کی طرف سے عائد کردہ لازمی واجبات مثلاً ٹیکس، لازمی انشورنس، لوکل ریٹس۔

(iii) ملازمین کو ملنے والے ایسے الاؤنسز جو مخصوص اخراجات کیلئے ہوں۔مثلاً یونیفارم الاؤنس، تعلیمی الاؤنس، چلڈرن الاؤنس وغیرہ۔

(iv) ایسے الاؤنسز جو دفتری امور کی سرانجام دہی کے عوض ادا ہوں مثلاً T.A-D.A ۔

سوال:۔کیا مکانات پر ادا ہونے والی انشورنس کی رقم چندہ کی ادائیگی کیلئے اصل آمد سے منہا ہوگی؟

جواب:۔ (ا) مکان پر ادا ہونے والی انشورنس (ہاؤس انشورنس) کی رقم خواہ لازمی ہو، ایسی رقم چندہ کی غرض سے کسی شخص کی آمد سے منہا نہیں ہوگی۔اگر Mortgage Company سے قرض لینے کے لئے ایسے مکان پر انشورنس کرانا لازمی ہو تو اس انشورنس کا فائدہ خریدار کو جاتا ہے۔لہٰذا یہ معمول کے اخراجات شمار ہونگے۔اس لئے قرضہ کی کسی قسط کی ادائیگی یا Mortgage، Interest یا انشورنس پریمیئم وغیرہ کو چندہ کی غرض کے لئے اصل آمد سے منہا کرنے اجازت نہیں ہے۔

(۲) اسی طرح آٹو انشورنس کو بھی اصل آمد سے منہا کرنے کی اجازت نہیں۔کیونکہ اس کا فائدہ بھی مالک کو جاتا ہے۔

سوال:۔کیا ہیلتھ انشورنس کو چندہ کی غرض کے لئے آمد سے منہا کیا جاسکتا ہے۔؟

جواب:۔ہیلتھ انشورنس کے اخراجات بھی آمد سے منہا نہیں ہوں گے خواہ یہ لازمی ہی کیوں نہ ہو۔سوائے ایسی صورت کے کہ جس میں ہیلتھ انشورنس ایک حکومتی ٹیکس کی صورت اختیار کرلے یا اس کا فائدہ ایک کمیونٹی پر محیط ہو اور ذاتی طور پر کوئی سہولت اس سے حاصل نہ ہوتی ہو۔

سوال:۔اگر موصی کو کسی غیر منقولہ جائیداد پر بطور کرایہ کوئی آمد وصول ہو رہی ہو تو کیا اس آمد پر وہ چندہ حصہ آمد ادا کرے گا؟

جواب:۔ جی ہاں موصی ایسی جائیداد سے پیدا ہونے والی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام (یعنی 1/16) ادا کرے گا۔

❁❁❁❁❁

جائیداد

سوال :۔ ایک شخص اپنی آمد میں سے (جائیداد) کے قرضہ کی قسط منہا کئے بغیر کل آمد پر حصہ آمد ادا کرتا ہے تو کیا ایسی صورت میں بھی اس جائیداد پر مکمل حصہ جائیداد ادا کرنا ضروری ہے؟

جواب:۔ جائیداد پر حصہ جائیداد مکمل بمطابق وصیت ادا کرنا ضروری ہے۔

(ا) اگر کوئی شخص اس قدر آمد کی سبیل نہیں رکھتا کہ اس سے یکمشت یا بالاقساط ایک جائیداد خرید سکے۔ اور ایسی جائیداد کے حصول کیلئے وہ قرض حاصل کرتا ہے۔ اگر وہ زندگی میں ایسی جائیداد پر حصہ جائیداد ادا کرنا چاہتا ہے تو قرض کی ذمہ داری اپنے اوپر رکھے گا۔اور تشخیص کے وقت پر اس جائیداد کی جو قیمت ہوگی اس پر حصہ جائیداد ادا کرے گا۔کیونکہ زندگی میں قرض کی کوئی حیثیت نہیں (بلکہ ہر شخص دوران زندگی قرض لیتا اور واپس کرتا رہتا ہے)۔

(۲) ایک شخص پہلے اپنی آمد پیدا کرتا ہے اور اس آمد پر وصیت حصہ آمد ادا کرتا ہے بعد ازاں بقیہ آمد سے یکمشت یا بالاقساط ایک جائیداد خریدتا ہے۔جس پر بعد از وفات وصیت کی ادائیگی واجب ہوتی ہے یا اس کی اپنی آسانی کیلئے یہ اجازت دی گئی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنی زندگی میں اس کی ادائیگی کرسکتا ہے۔

سوال :۔منقولہ جائیداد از قسم شیئرز اور اسی طرح کی دوسری Investments پر وصیت کی ادائیگی کا کیا طریق ہوگا؟

جواب:۔ (ا) ایسی جائیداد (Shares) اپنی موجودہ مارکیٹ ویلیو کے مطابق جائیداد شمار ہوگی اور اس پر حصہ جائیداد واجب الاداء ہوگا۔

(۲) نیز ایسی جائیداد سے ملنے والے منافع پر حصہ آمد بمطابق شرح دینا ہوگا۔(1/10 کے حساب سے یا جو موصی نے اپنی شرح مقرر کی ہو)

یہی ہدایت ہر قسم کی Investments پر بھی لاگو ہوگی۔

سوال:۔وصیت کرواتے وقت موصی اپنے ملکیتی مکان پر کس شرح سے وصیت ادا کرے گا؟

جواب:۔ چندہ وصیت کی کم سے کم شرح 1/10 اور زیادہ سے زیادہ 1/3 ہے۔ ہر شخص اس کے مابین اپنی حیثیت کے مطابق کسی بھی شرح پر حصہ آمد اور حصہ جائیداد مقرر کر کے اور دفتر کو اطلاع کر کے اس کی ادائیگی کرسکتا ہے۔

سوال:۔کیا کار موصی کی جائیداد کے طور پر شمار ہوسکتی ہے؟

جواب:۔عام روزمرہ استعمال کی اشیاء کی طرح کار بھی موصی کی جائیداد شمار نہیں ہوگی۔ سوائے اس کے کہ موصی کی کوئی اور جائیداد نہ ہو اور وہ از خود اپنی رضامندی سے کار یا اس طرح کی دوسری اشیاء پر حصہ جائیداد ادا کرنے کی خواہش کرے۔یا کسی موصی کی جائیداد زیادہ تر اس طرح کی اشیاء پر مشتمل ہو۔یا کسی موصی کے پاس اس طرح کی بہت سی اشیاء کا قیمتی ذخیرہ ہو، جسے اس کی جائیداد متصور کیا جاسکے۔

سوال :۔کیا روزمرہ استعمال کی اشیاء مثلاً ٹی وی، کمپیوٹر، گاڑی وغیرہ دوران وصیت بصورت جائیداد لکھوائے جاسکتے ہیں؟

جواب:۔ مندرجہ بالا اشیاء گھریلو استعمال کے زمرے میں آتی ہیں۔لہٰذا ان اشیاء پر وصیت لاگو نہیں۔ سلائی مشین پر بھی وصیت لاگو نہ ہے۔اسی طرح کیمرہ، ٹیپ ریکارڈر، وی سی آر وغیرہ بھی گھریلو استعمال کی اشیاء ہیں۔

سوال:۔ بیرون ممالک میں اکثر جائیداد میاں بیوی کے نام پر (نصف نصف) مشترکہ ہوتی ہے ایسی صورت میں اگر ان میں سے صرف ایک موصی ہو تو اس پر کتنے حصہ کی وصیت واجب الادا ہے؟

جواب:۔ (ا) اگر جائیداد کے حصول میں ہر دو میاں بیوی کی رقم برابر لگی ہوئی ہے اور ان میں سے موصی صرف ایک ہے تو اس کو نصف جائیداد پر حصہ جائیداد واجب الادا ہوگا۔

(۲) لیکن اگر صرف ملکی قانون کی وجہ سے حصہ دار ہیں اور ان دونوں میں سے صرف ایک کی رقم لگی ہوئی ہے تو جس کی رقم لگی ہے اور وہ موصی ہے، تو پوری جائیداد پر حصہ جائیداد ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ اگر دوسرا فریق موصی ہے جس کی رقم نہیں لگی ہوئی تو یہ جائیداد اس کی شمار نہ ہوگی، اور نہ ہی اس پر اس کا حصہ جائیداد واجب الادا ہوگا۔

(۳) ملکی قانون شریعت پر لاگو نہیں ہوسکتا۔اس لئے اس (ملکیت) کی وضاحت کی جانی ضروری ہوگی۔ پہلے فریق کی وفات کے بعد ترکہ شمار ہوکر اگر دوسرا فریق موصی ہو تو اُس کو شرعی حصہ کے مطابق وصیت ادا کرنا ہوگی۔

سوال :۔اگر کسی جائیداد کا حصہ جائیدا د ادا ہوچکا ہو اور پھر اسے فروخت کر کے کوئی نئی جائیداد خرید لی جائے تو کیا اس پر بھی حصہ جائیداد ادا کرنا ہوگا؟

جواب :۔ زمین، مکان، پلاٹ جیسی ملکیت کو فروخت کر کے حاصل ہونے والی رقم کے متعلق درج ذیل صورت ہوگی:۔

(ا) اگر اسی قدر رقم سے یا اس سے کم رقم میں کوئی نئی جائیداد خریدی جائے تو ایسی نئی جائیدا پر حصہ وصیت واجب الادا نہ ہوگا۔ البتہ ایسی جائیداد سے حاصل ہونے والی آمد پر (اگر کوئی ہو) چندہ وصیت واجب ہوگا (بشرح ١/١٦)۔

(۲) لیکن اگر فروخت سے حاصل ہونے والی رقم میں مزید کچھ رقم ڈال کر نئی جائیداد خریدی جائے تو اس جائیداد میں نئی ڈالی گئی رقم کے تناسب سے اس جائیداد کے اس حصہ پر حصہ وصیت واجب الادا ہوگا جس تناسب سے رقم ڈالی گئی۔ لیکن ایسی جائیداد سے بھی حاصل ہونے والی آمد پر (اگر کوئی ہو) چندہ وصیت کل آمد پر واجب الادا ہوگا (بشرح ١/١٦)۔

(۳) حصہ وصیت ادا کر چکنے کے بعد جمع شدہ نقدی اصل حالت میں رہے تو اس پر حصہ وصیت واجب الادا نہ ہوگا۔البتہ نقد رقم سے حاصل ہونے والی آمد یا منافع پر حصہ وصیت واجب الادا ہوگا۔

سوال :۔زیورات فروخت کر کے حاصل کرنے والی اشیاء کے متعلق کیا صورت ہوگی؟

جواب:۔ ایسے زیورات جن پر حصہ وصیت ادا کیا جاچکا ہے، کوفروخت کر کے اگر کوئی نئے زیورات اسی قدر رقم سے خریدے جائیں جتنے میں پہلے فروخت کئے گئے تھے تو ایسی صورت میں نئے خرید کردہ زیورات پر حصہ وصیت واجب الادا نہ ہوگا۔ البتہ دفتر وصیت کو یہ اطلاع واضح طور پر دینا ہوگی کہ مندرج نئے (نئے زیورات کی قسم اوروزن کی تفصیل ساتھ منسلک کریں) زیورات سابقہ زیورات کی فروخت سے حاصل شدہ رقم سے خریدے گئے ہیں۔

لیکن اگر فروخت سے حاصل ہونے والی رقم میں مزید کچھ رقم ڈال کر نئے زیورات خرید کئے جائیں تو ان نئے زیورات میں نئی ڈالی گئی رقم کے تناسب سے حصہ وصیت واجب الادا ہوگا جس تناسب سے رقم ڈالی گئی ہو۔

سوال:۔ کیا ایسی جائیداد جو مارگیج یا قرض پر لی گئی ہو، نئی وصیت کرتے وقت ایسی جائیداد وصیت فارم میں درج کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:۔ ایسی کوئی بھی جائیداد جو مارگیج/قرض پر لی گئی ہو، وہ وصیت کنندہ کی ہی جائیداد تصوّر ہوگی اور اس کا اندراج وصیت کرتے وقت وصیت فارم میں کیا جانا ضروری ہوگا۔ اس کے علاوہ ایسی جائیداد کی اندازہ مالیت اور ایڈریس بھی درج کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ اگر بعد وصیت بھی ایسی کوئی جائیداد خریدی جائے تو اس کی اطلاع مرکز کو کرنا ضروری ہوگا۔

سوال:۔ مارگیج/قرض پر لی گئی جائیداد کے متعلق اصولی طرزعمل کیا ہے؟

جواب:۔ جو جائیداد قرض پر لی گئی ہو اس پر وصیت کی ادائیگی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ارشاد:۔

"اس ضمن میں اصولی طرزعمل یہ ہے کہ جو شخص زندگی میں اپنی جائیداد کا حصہ وصیت ادا کرنا چاہتا ہے تو اسے بعض شرائط کے ساتھ منظور کرلیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے اپنی جائیداد پر اتنا قرض دینا ہے، یہ منہا کرلیا جائے اور بقیہ پر حصہ وصیت کی ادائیگی ہو جائے تو ایسے معاملے میں بعض پیچیدگیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ ان پیچیدگیوں سے بچنے کیلئے عام طور پر یہی بہتر ہے کہ جس نے قرض پر جائیداد بنائی ہو اس جائیداد کا حصہ وصیت اس کی زندگی میں اسی صورت میں قبول کیا جائے کہ وہ قرض کی ذمہ داری اپنی ذات پر رکھے اور پوری جائیداد کی قیمت پر حصہ وصیت ادا کر کے فارغ ہو جائے۔

اگر وہ قرض کو منہا کر کے حصہ وصیت ادا کرنا چاہے تو منظوری کی صورت میں اس کا مطلب صرف یہ ہوگا کہ یہ حصہ وصیت صرف اس جائیداد کا ہوا ہے جس پر کسی قسم کا قرض نہیں تھا۔ اور جس جائیداد پر قرض ہے اس کا معاملہ وفات کے دن تک ملتوی سمجھا جائے گا۔ یعنی اگر اس وقت تک قرض ادا کردیا گیا ہو تو جائیداد کے اس حصہ کی وصیت کا مطالبہ وفات کے بعد کیا جائے گا۔ کیونکہ اس نے اپنی زندگی میں قرض کے عذر پر اس حصہ کی وصیت ادا نہ کی تھی۔ اگر کچھ قرض باقی ہو تو پھر اس جائیداد کا تخمینہ کر کے اس میں سے قرض منہا کرلیا جائے اور بقیہ قیمت جائیداد پر وصیت واجب الادا ہوگی۔ یہ اصولی طرزعمل ہے اس کا سب پر اطلاق ہوگا............"

(خط محررہ 28-01-1990)

سوال:۔ Mortgage پر لی گئی جائیداد کی تشخیص کا کیا طریقہ کار ہے؟

جواب:۔ ہر ایسی جائیداد جو Mortgage پر خریدی گئی ہو اس کے حصہ جائیداد کی ادائیگی کے دو ہی طریق ہیں:

(۱) اگر موصی اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا حصہ جائیداد ادا کرنا چاہے تو ایسی جائیداد کی باقاعدہ مارکیٹ ویلیو کے مطابق تشخیص ہوتی ہے اور Mortgage کی رقم منہا نہیں کی جاتی۔ کیونکہ قرضہ کی زندگی میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

(۲) اگر کوئی موصی اپنی زندگی میں اپنی کسی جائیداد کا حصہ ادا نہیں کرتا تو وفات کی صورت میں پہلے قرضہ، پھر وصیت، پھر وراثت ہوتی ہے۔ اس صورت میں اگر وفات کے وقت ایسی جائیداد جس پر حصہ جائیداد قابل ادا ہو اس پر اگر کوئی Mortgage کی اقساط رہتی ہیں تو وفات کے وقت اس جائیداد کی جو مالیت ہوگی اس میں سے Mortgage کی رقم منہا کر کے بقیہ رقم پر حصہ جائیداد ادا ہوگا۔

سوال:۔ کیا کوئی موصی اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کی تشخیص کروا کر اس پر واجب الاداء رقم کی ادائیگی کرسکتا ہے؟ اگر کرسکتا ہے تو کس شرح پر نیز کیا تشخیص کروانے کے بعد مکمل ادائیگی کرنے کی کوئی میعاد مقرر ہے؟

جواب:۔ (۱) جی ہاں موصی اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کی تشخیص کروا کر اس پر حصہ جائیداد ادا کرسکتا ہے۔

(۲) ادائیگی کی شرح موصی از خود مقرر کرتا ہے (مقررہ شرح کے مابین) نیز مجلس کارپرداز سے اس کی منظوری بھی لازم ہے۔

(۳) تشخیص مکمل ہوجانے کے بعد ہر قسم کی جائیداد کی ادائیگی دو سال میں کرنا ضروری ہے۔

(۴) رہائشی مکان کی صورت میں یہ معیاد 5 سال تک کی ہوسکتی ہے۔ اگر موصی خود اس میں رہائش پذیر ہے۔

سوال:۔ جائیداد جو کسی موصی کے نام ہو مگر وہ مکمل طور پر اس کی ملکیت نہ ہو تو کیا موصی اس جائیداد پر چندہ حصہ جائیداد ادا کرے گا؟

جواب:۔ اگر جائیداد مکمل طور پر موصی کی ملکیت نہ ہو تو اس جائیداد میں سے صرف اس کے ملکیتی حصہ پر حصہ جائیداد ادا کرنا لازمی ہوگا۔ لیکن اگر اس جائیداد میں سے موصی کا کچھ بھی حصہ نہ ہے بلکہ موصی کا محض نام استعمال ہو رہا ہے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دینا ہوگی۔

سوال:۔ اگر موصی کسی قرض لی ہوئی رقم سے خریدے گئے مکان پر اقساط ادا کر رہا ہو اور وہ چاہتا ہو کہ اسکی تشخیص کروا کر حصہ جائیداد ادا کردے تو کیا وہ خریدی گئی جائیداد کی کل مالیت پر حصہ جائیداد ادا کرے گا یا صرف اس حصہ پر جس کی اس نے ادائیگی کردی ہے؟

جواب:۔ حصہ جائیداد درحقیقت موصی کی وفات پر ادا کرنا ہوتا ہے۔ تاہم پیچیدہ اور غیر یقینی صورتحال سے بچنے کیلئے موصی کو یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی حصہ جائیداد ادا کرلے۔

سو اگر موصی اپنی زندگی میں ہی حصہ جائیداد ادا کرنا چاہتا ہے تو قرض پر لی گئی جائیداد بھی اس کی جائیداد متصور ہوگی۔ اور اسے اس کی رائج الوقت قیمت پر حصہ جائیداد ادا کرنا لازم ہوگا۔ لیکن اگر قرض کی مکمل ادائیگی سے قبل ہی اس کی وفات ہوجائے تو کل مارکیٹ ویلیو میں سے بقیہ واجب الاداء قرض کی رقم منہا کر کے حصہ جائیداد ادا کیا جائے گا۔

ادائیگی حصہ جائیداد بعد از وفات

سوال:۔ اگر کسی موصی نے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد پر حصہ جائیداد ادا کردیا ہو، تو کیا اس کی وفات کے بعد اس کے ورثاء اس جائیداد پر دوبارہ اس کا حصہ جائیداد ادا کریں گے؟

جواب:۔ اگر موصی نے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد پر حصہ جائیداد ادا کردیا ہے تو اس کی وفات کے بعد اس کے ورثاء کو اس جائیداد پر دوبارہ حصہ جائیداد ادا نہیں کرنا ہوگا۔

سوال:۔ موصی کی وفات کی صورت میں حصہ جائیداد کی ادائیگی کا کیا طریق ہوگا؟

جواب:۔ موصی کی وفات کے وقت پر حصہ جائیداد فوری ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے ورثاء فوری ادائیگی نہیں کرسکتے تو ایسی صورت میں ان کی طرف سے کوئی قابل اعتماد ضمانت پیش ہونے پر مجلس کارپرداز ایسے موصی کو استثنائی طور پر تدفین کی اجازت دے سکتی ہے۔ تاہم یہ ضمانت زیادہ سے زیادہ ایک سال کی مدت کیلئے ہوگی۔ اس عرصہ میں مکمل ادائیگی ہونا ضروری ہے۔

کاروبار سے متعلق سوالات

سوال:۔ کیا کاروبار میں لگا ہوا سرمایہ (راس المال) وصیت کنندہ کی جائیداد شمار ہوگا؟ اور کیا اس کا اندراج وصیت فارم میں کیا جانا ضروری ہے؟

جواب:۔ کاروبار میں لگا ہوا سرمایہ (راس المال) وصیت کنندہ کی جائیداد شمار ہوگا۔ اور اس کی مکمل تفصیل کا وصیت فارم میں درج کیا جانا ضروری ہوگا۔

سوال:۔ کیا کاروبار سے حاصل ہونے والے کل منافع (Net income) پر چندہ وصیت ادا کرنا ضروری ہوگا یا کہ ایک تاجر جو اپنے روزمرّہ گزارے کیلئے اس منافع سے ایک مقرر کردہ رقم حاصل کرتا ہے اس پر چندہ کی ادائیگی کی جائے گی؟

جواب:۔ تاجر حضرات کو اپنی کل آمد (Gross income) میں سے ایسے اخراجات وضع کر کے جو آمد پیدا کرنے کیلئے کئے جاتے ہیں باقی مجموعی اصل آمد (Net total income) پر چندہ ادا کرنا ہوگا۔ محض اپنے ماہانہ اخراجات کیلئے تجارت (Business) سے وصول کردہ رقم (Drawings) پر چندہ ادا کرنا درست نہیں۔

سوال:۔ کاروبار سے حاصل ہونے والی آمد پر چندہ وصیت کس شرح سے ادا کرنا ضروری ہوگا؟

جواب:۔ کاروبار سے حاصل ہونے والی آمد پر موصی کا اپنی مقرر کردہ شرح کے مطابق ادائیگی کرنا ضروری ہوگی۔ (نہ کہ چندہ عام کی شرح سے)

زندگی میں وصیت کی ادائیگی کاروبار سے حاصل ہونے والی آمد سے ہوگی۔ راس المال یعنی کل اثاثے منفی کل Liability پر ادائیگی وفات کے وقت ہوگی یا اگر موصی خود زندگی میں اس پر چندہ کی ادائیگی کرنا چاہے۔ WorkingCapital پر چندہ نہیں ہوتا۔

سوال:۔ کیا بلڈنگ کنسٹرکشن میں استعمال ہونے والی مشنری، شٹرنگ میٹریل بطور جائیداد وصیت میں درج ہوگا۔

جواب:۔ کسی بھی قسم کا کاروبار ہو چاہے وہ فیکٹری/مِل یا کنسٹرکشن کمپنی ہو، وہ صرف اس حد تک موصی کی جائیداد شمار ہوگی۔ جس حد تک موصی کا حصہ ہوگا۔ مثلاً اگر کسی فیکٹری/مِل یا کنسٹرکشن کمپنی کی کل مالیت اس کے اثاثے، بنک بیلنس وغیرہ کی مالیت ایک کروڑ ہو اور اس کاروبار کے ذمہ واجب الاداء بنک کا قرضہ اور دیگر واجبات کی مالیت ۶۰ لاکھ ہو تو موصی کا حصہ ۴۰ لاکھ روپے بنے گا۔ اور وہ اس کی جائیداد شمار ہوگی۔ جس پر وہ حصہ جائیداد ادا کرے گا۔

یعنی کل اثاثے منفی کل قرضہ اور دیگر واجبات موصی کا حصہ جس پر چندہ حصہ جائیداد ادا ہوگا۔

کاروبار پر حصہ جائیداد عموماً موصی کی وفات پر ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی زندگی میں ادا کرنا چاہے تو مندرجہ بالا طریق کے مطابق اسکے کاروبار کے تمام اثاثہ جات کی تشخیص کے بعد اس کمپنی یا کاروبار کے ذمہ قرض اور دیگر واجبات کو منہا کر کے بقایا اثاثہ جات پر حصہ جائیداد ادا ہوگا۔

وفات وکتبہ جات سے متعلق

سوال:۔ کیا مقامی مقبرہ موصیان کے انتظام وانصرام اور تدفین کیلئے وہی قوانین ہیں جو بہشتی مقبرہ ربوہ کیلئے ہیں یا ان سے کچھ مختلف ہیں؟

جواب:۔ (۱) مقبرہ موصیان میں تدفین کے قواعد وشرائط مکمل طور پر وہی ہیں جو کسی موصی کی بہشتی مقبرہ میں تدفین کے لئے لازمی قرار دئے گئے ہیں۔

جیسا کہ قواعد میں درج ہے کہ کسی موصی کی تدفین سے قبل اسکے حصہ آمد کی ادائیگی مکمل طور پر لازمی ہوگی۔ البتہ جائیداد کے بارہ میں استثناء رکھا گیا ہے۔ اگر کسی موصی کا حصہ جائیداد مکمل ادا نہ ہوا ہو تو اسکی ادائیگی کے بارہ میں قابل اعتماد ضمانت لے لینے پر تدفین ہوسکے گی۔ کسی بھی موصی کی وفات پر تدفین سے قبل ضروری ہے کہ موصی کے حساب حصہ آمد و جائیداد کے بارہ میں مرکز سے حساب منگوا کر اس کی روشنی میں سابقہ بقایا جات وصول کئے جائیں۔

(۲) بیرون ممالک میں جو مقبرہ موصیان قائم ہیں ایسے مقبروں کو بہشتی مقبرہ کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ یہ مقبرہ موصیان کہلاتے ہیں۔

(۳) مقبرہ ہائے موصیان بیرون کے انتظام وانصرام کے لئے جو کمیٹی بنتی ہے۔ اس کا صدر نیشنل امیر جماعت اور سیکرٹری نیشنل سیکرٹری وصایا ہوتا ہے۔ نیشنل سیکرٹری مال اور مبلغ انچارج بھی اس کے ممبر ہوتے ہیں۔ کل ممبران کی تعداد پانچ سے سات تک مناسب ہوتی ہے۔ اور قورم تین ممبران کا ہوگا۔

اس کمیٹی کا یہ کام ہوگا کہ وہ اپنے ملک میں وصیت کی تحریک کرتی رہے۔ اور موصیان کی تدفین اور مقبرہ موصیان سے متعلقہ امور سرانجام دے۔

سوال:۔ کیا کمیٹی برائے تدفین قبرستان کی نگہداشت کیلئے مقامی حالات کے پیش نظر کوئی رقم مقرر کرسکتی ہے؟ جو ہر موصی کی وفات پر اُس کے ورثاء سے لی جائے۔ کیونکہ عام قبرستان میں بھی تدفین کے لئے کچھ نہ کچھ رقوم

لی جاتی ہیں۔

جواب:۔ اگر کسی ملک میں ایسی کوئی ضرورت پیدا ہوتی ہے تو مناسب ہوگا کہ اس بارہ میں کمیٹی کی معین رائے مکمل وضاحت کے ساتھ امیر صاحب کی وساطت سے مرکز بھجوائی جائے تاکہ بعد غور و جائزہ فیصلہ ہو سکے۔

سوال:۔ کتبہ لگانے کے اخراجات کس کے ذمہ ہوں گے؟

جواب:۔ بعد وفات موصی/موصیہ، ترکہ وغیرہ کی مکمل رپورٹس منگوانے کے بعد ادائیگی مکمل کروا کر دفتر اپنی طرف سے موصی کا کتبہ لگاتا ہے۔ جو کہ عام سٹینڈرڈ سائز کا ہوتا ہے۔

لیکن اگر ورثاء خود کتبہ لگوانا چاہتے ہوں تو اس کے لئے تحریری طور پر سیکرٹری مجلس کار پرداز کو درخواست دینی ہوگی، اور نمونہ عبارت دیکر اسکی منظوری لینی ہوگی۔ ورثاء اگر خود کتبہ لگوائیں تو اس کتبہ کا مقرر شدہ سائز ہے۔

سائز کتبہ:۔

لمبائی 24 انچ اور چوڑائی 15 انچ

کتبہ کی عبارت کا نمونہ حسب ذیل ہے۔

]^Ú...

نام..............ولدیت/زوجیت..................

سکونت...........تاریخ پیدائش..........

تاریخ بیعت تاریخ وفات .... وصیت نمبر

(ا) دسویں حصہ سے زائد کی وصیت ہو تو اُس کا ذکر۔

(۲) امتیازی خصوصیات، خدمات اور واقعات کا مختصر ذکر۔

(۳) حضرت مسیح موعود یا خلفائے کرام نے کوئی تعریفی کلمات فرمائے ہوں تو اُن کا ذکر۔

عبارت کی منظوری سیکرٹری مجلس کار پرداز دیں گے۔

بیرونی ممالک میں مقبرہ موصیان میں لگائے جانے والے کتبہ جات کے متعلق بھی یہی طریق ہے۔

سوال:۔ ترکہ میں تجہیز اور تدفین کے اخراجات وضع کرنے کے بارہ میں شرعاً کس حد تک جواز ہے؟

جواب:۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے ہی وصیت فارم کے شروع میں شِق اوّل کے تحت موصی درج ذیل اقرار کرتا ہے" کہ میرے مرنے کے بعد نعش کو بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کرنے کیلئے قادیان پہنچایا جائے۔ بشرطیکہ........... اور نعش کو قادیان پہنچانے کے اخراجات اگر میں فوت ہونے سے پہلے خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع نہ کروا سکا تو میری جائیداد متروکہ میں سے وضع کئے جائیں۔ لیکن ایسے اخراجات کا اثر اس حصہ جائیداد پر نہ پڑے گا جو میں اس وصیت کی رُو سے صدر انجمن احمدیہ کو دیتا ہوں"۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے اس بارہ میں سوال کیا گیا تو حضور نے فرمایا:۔

"سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تجہیز و تدفین وغیرہ امور کے بارہ میں موصی جو اقرار کرتے تھے وہی جاری رہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔"

متفرق سوالات

سوال:۔ اگر کسی شخص کی کوئی آمد نہ ہے تو کیا وہ وصیت کر سکتا ہے؟ اگر کر سکتا ہے تو کس شرح سے اپنی وصیت ادا کرے گا؟

جواب:۔ ایسا شخص جس کی کسی قسم کی آمد یا جائیداد نہ ہے۔ اس کے لئے وصیت کرنا ضروری نہیں ہے۔ تاہم اگر کسی شخص کے پاس مناسب جائیداد ہے لیکن آمد کا کوئی ذریعہ نہ ہے (مثلاً شادی شدہ گھریلو خاتون) تو وہ اپنے رہن سہن کے لحاظ سے کوئی ایسی مناسب رقم بطور جیب خرچ معین کر سکتی ہے جس پر وہ اپنا چندہ ادا کر سکے۔

سوال:۔ اگر کوئی شخص جس نے کسی وجہ سے چندہ عام میں معافی حاصل کر رکھی ہو۔ کیا وہ بعد میں وصیت کر سکتا ہے؟

جواب:۔ اگر کسی دوست نے قبل از وصیت چندہ عام میں اپنی کسی مجبوری کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح سے معافی حاصل کی ہو اور پھر وہ چندہ عام باقاعدہ ادا کر رہے ہوں، تو وصیت کرنے میں کوئی قاعدہ مانع نہیں۔

سوال:۔ کیا مقروض کی حالت میں وصیت کرنا جائز ہے؟

جواب:۔ اگر وصیت کنندہ کی آمد اور جائیداد کے ساتھ دیگر شرائط مکمل ہیں تو وصیت کرنے میں کوئی قاعدہ روک نہ ہے۔ اور قرض وصیت کی راہ میں روک نہ ہے۔ کیونکہ قرضہ کی زندگی میں تو کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ مقروض کی حالت کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ اگر تو قرض لے کر کوئی جائیداد بنائی ہے جس سے آمد ہو رہی ہے یا قرضہ لے کر کوئی کاروبار شروع کیا ہے اور اس سے آمد ہو رہی ہے تو ایسی صورت میں وصیت کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر کسی فرد جماعت کی اپنی کوئی آمد اور جائیداد نہیں اور اپنے مستقل گزارہ کے لئے قرض پر انحصار کر رہا ہے تو ایسے شخص پر وصیت کرنا لازم نہیں۔ اور اس کی وصیت منظور نہیں ہو سکتی۔

سوال:۔ فارم وصیت پر بطور گواہ کس کے دستخط ہونے ضروری ہیں؟

جواب:۔ روئیداد اجلاس اول مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ منعقدہ ۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء کے تحت ہدایات نمبر ۳۔(ب) کے تحت درج ہے، کہ

"........... اور وصیت نامہ پر حتی الوسع بطور گواہ ورثا یا شرکائے وصیت کنندہ کے دستخط ہوں۔ اور ساتھ ہی شہر یا گاؤں کے دو معزز گواہ ہوں۔"

سوال:۔ اعلان وصیت کی کیا شرح ہے؟

جواب:۔ وصیت کی تشہیر کے اخراجات کیلئے کوئی رقم معین نہیں ہے۔ ملکی حالات کے مطابق اس میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ امیر/صدر جماعت مرکز کو اس بارہ میں سفارش پیش کر کے منظوری لیتے ہیں۔

سوال:۔ چندہ شرط اوّل کی کیا شرح ہے؟

جواب:۔ چندہ شرط اوّل کے بارہ میں راہنما اصول یہی ہے کہ خواہشمند موصی اپنی حیثیت کے مطابق ادا کرے تاکہ قبرستان کی ترتیب و تزئین کے اخراجات کو پورا کیا جا سکے۔ نیز بوقت ادائیگی اپنی آمد، اثاثے اور مقبرہ موصیان کی ضروریات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

سوال:۔ ترکہ کی تعریف کیا ہے اور اس میں کون کون سی اشیاء شامل ہیں؟

جواب:۔ موصی کی وفات پر اس کی کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ اس کا ترکہ شمار ہوگی۔ اس جائیداد میں موصی کا مکان، زمین، زیورات، نقد رقم، بانڈز، شیئرز وغیرہ سب شامل ہیں۔ غرضیکہ وہ سب اشیاء جو ورثاء میں قابل تقسیم شمار ہوتی ہیں وہ موصی کا ترکہ ہے۔ تاہم حصہ جائیداد کی ادائیگی کیلئے ان میں سے گھریلو استعمال کی ضروری اشیاء مستثنیٰ ہیں۔

سوال:۔ جماعتی نظام کے تحت کی گئی وصیت اور مقامی طور پر کی گئی کسی دوسری وصیت کی صورت میں کیا شکل بنے گی؟

جواب:۔ ہر ایک موصی جماعتی نظام کے تحت کی گئی وصیت کی تعمیل کا مکمل طور پر پابند ہوگا اور اس پر حسب تحریر عمل ہوگا۔ وصیت کنندہ سے اسی لئے جماعتی نظام کے تحت یہ تحریر لی جاتی ہے کہ یہ اس کی آخری وصیت ہوگی۔ یعنی وہ بعد میں کوئی ایسی وصیت نہیں کر سکتا جو کسی صورت میں اس وصیت پر اثر انداز ہو سکے۔ لہٰذا مقامی طور پر کی گئی کوئی وصیت جماعتی نظام کے تحت کی گئی وصیت سے متصادم نہ ہو سکے گی۔ بلکہ صدر انجمن کے حق میں کیا گیا حصہ مقامی وصیت میں ایک قرض کے طور پر ظاہر ہونا چاہئے۔

(ماخوذ از کتاب "مالی قربانی ایک تعارف۔مرتبہ وکالت مال ثانی۔ربوہ")

موصیان
اعداد و شمار کے آئینہ میں

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے مبارک دور (1914-1908) میں نظام وصیت میں چار صد بانوے (492) نئے مخلصین کو اس مبارک نظام میں شمولیت کی توفیق ملی۔

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت (1965-1914) میں سترہ ہزار دو صد چورانوے (17294) مخلصین نظام وصیت میں شامل ہوئے۔

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے عہد خلافت (1982-1965) میں سات ہزار ایک صد چار (7104) مزید افراد وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہوئے۔

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے عہد خلافت (2003-1982) میں دس ہزار دو صد ترانوے (10293) مزید افراد کو وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

(ماخوذ از مجلہ 'النور' امریکہ۔ جنوری 2005ء)

❁...... سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جلسہ سالانہ 2004ء کے موقع پر نظام وصیت میں شمولیت کی خصوصی تحریک کے بعد سے 13/جولائی 2005ء تک (یعنی قریباً صرف گیارہ ماہ میں) کل (ماسوا بھارت) گیارہ ہزار دو صد بیاسی (11282) نئی وصایا کی درخواستیں مجلس کار پرداز ربوہ کو موصول ہوئیں جن میں سے 9455 درخواستیں پاکستان سے اور 1762 درخواستیں دیگر ممالک سے آئیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر روز نئی درخواستیں موصول ہو رہی ہیں۔

❁...... گزشتہ دس سالوں 95-1994ء تا 13/جولائی 2005ء تک نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کا گوشوارہ درج ذیل ہے:۔

دوران سال	تعداد وصایا
۱۹۹۴_۹۵	۵۶۲
۱۹۹۵_۹۶	۵۶۵
۱۹۹۶_۹۷	۵۸۰
۱۹۹۷_۹۸	۵۱۲
۱۹۹۸_۹۹	۵۴۴
۱۹۹۹_۲۰۰۰	۵۵۴

دوران سال	تعداد وصایا
۲۰۰۰_۲۰۰۱	۵۹۹
۲۰۰۱_۲۰۰۲	۸۵۹
۲۰۰۲_۲۰۰۳	۹۲۰
۲۰۰۳_۲۰۰۴	۲۷۳۴
۲۰۰۴_۱۳/جولائی ۲۰۰۵	۱۱۲۸۲

(سیکرٹری مجلس کار پرداز۔ربوہ)

MOT
Cars: £35 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

www.Budget-Hardware.de
Web Designing
Callshop اور Internet Cafe's
نیز کمپیوٹر کا ہر قسم کا سامان ارزاں نرخوں پر دستیاب ہے
+49 179 9702505 +49 611 58027984
info@budget-hardware.de www.budget-hardware.de

تحریک جدید

نظامِ وصیت کے لئے بطور ارہاص

(رفیق مبارک میر۔ربوہ)

بیسویں صدی عیسوی کی پہلی چند دہائیاں دنیا میں معاشی اور اقتصادی تقسیم کی کشمکش سے عبارت ہیں ۔ ایک طرف امریکہ، یورپ اور اس کے زیر اثر ممالک دنیا میں سرمایہ دارانہ نظام کے داعی تھے اور غریبوں کا استحصال کر رہے تھے جس سے دنیا بھر میں غریب، غریب سے غریب تر ہوتا رہا اور محکوم اقوام سرمایہ داروں کی اقتصادی غلام بن رہی تھیں تو دوسری طرف اقتصادی برابری کا دعویٰ کرنے والے اشتراکی نظام سرمایہ داروں کے خلاف برسر پیکار تھے اور یہ دونوں اقتصادی نظام دنیا کو دو دھڑوں میں تقسیم کر چکے تھے ۔جنگِ عظیم اول اور جنگِ عظیم دوم اس تقسیم کی عملی مثال تھیں جس نے لاکھوں جانیں تلف کر دیں۔

مامورِ زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نئی زمین اور نئے آسمان کی بنیاد رکھی اور دنیا کو اسلام کی خوبصورت اور معتدل اقتصادی تعلیم سے روشناس کروایا۔ آپ نے اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ اور میرا غضب اور حِلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اس کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں، مَیں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں؟“

(کتاب البریہ ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵)

اس کشف کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی منشاء کے مطابق ایک نئے نظام کا آغاز فرمایا اور اپنی وفات سے تین سال پیشتر ۱۹۰۵ء میں نظام وصیت کے عالمگیر روحانی اور اقتصادی نظام کی بنیاد رکھی جس کے ذریعہ طوعی طور پر افراد جماعت سے رقوم حاصل کر کے غرباء کو دی جانی تھیں۔ جس میں اسلام کی ہمدردیٔ انسانیت کو خوبصورت تعلیم اور قربانی کی روح کو اولیت حاصل ہونی تھی جس کے بدلہ میں قربانی کرنے والوں کو رضائے الٰہی کی جنت کا وعدہ تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت تحریر فرمایا جس میں اس نئے نظام پر روشنی ڈالی گئی ۔ یہ بیسویں صدی کی پہلی دہائی تھی لیکن عجیب تصرف ہے کہ دوسری دہائی میں جنگ عظیم اوّل اور چوتھی دہائی میں جنگِ عظیم دوم ہوئی جن کے اصل محرکات اقتصادی تھے۔ دونوں نظام افراط اور تفریط کی بنیاد پر قائم تھے لیکن ایسے میں نظامِ وصیت کی روشنی میں جماعت کے اولوالعزم خلیفہ حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۳۴ء میں الٰہی منشاء کے مطابق تحریک جدید کی بنیاد رکھی۔ آپ نے 27 دسمبر 1942ء کو جلسہ سالانہ کے تیسرے دن ”نظام نو کی تعمیر“ کے عنوان سے ایک معرکۃ الآراء خطاب فرمایا۔ ذیل میں اس خطاب کے چند اقتباسات درج ہیں۔

نظام نو کا ایک چھوٹا سا نقشہ (تحریک جدید)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مگر جیسا کہ میں بتا آیا ہوں یہ کام وقت چاہتا ہے اور اس دن کا محتاج ہے جب سب دنیا میں احمدیت کی کثرت ہو جائے۔ ابھی موجودہ آمد مرکز کو بھی صحیح طور پر چلانے کے قابل نہیں ۔اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے دل میں تحریک جدید کا القاء فرمایا تا کہ اس ذریعہ سے ابھی سے ایک مرکزی فنڈ قائم کیا جائے اور ایک مرکزی جائیداد پیدا کی جائے جس کے ذریعہ تبلیغ احمدیت کو وسیع کیا جائے پس تحریک جدید کیا ہے وہ خدا تعالیٰ کے سامنے عقیدت کی یہ نیاز پیش کرنے کے لئے ہے کہ وصیت کے ذریعہ تو جس نظام کو دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس کے آنے میں ابھی دیر ہے اس لئے ہم تیرے حضور اس نظام کا ایک چھوٹا سا نقشہ تحریک جدید کے ذریعہ پیش کرتے ہیں تا کہ اس وقت تک کہ وصیت کا نظام مضبوط ہو اس ذریعہ سے جو مرکزی جائیداد پیدا ہو اس سے تبلیغ احمدیت کو وسیع کیا جائے اور تبلیغ سے وصیت کو وسیع کیا جائے۔ پس جوں جوں تبلیغ ہوگی اور لوگ احمدی ہوں گے وصیت کا نظام وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے گا اور کثرت سے اموال جمع ہونے شروع ہو جائیں گے۔ قاعدہ ہے کہ شروع میں ریل آہستہ آہستہ چلتی ہے مگر پھر بہت ہی تیز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر خود دوڑنے لگو تو شروع کی رفتار اور بعد کی رفتار میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ پس وصیت کے ذریعہ اس وقت جو اموال جمع ہو رہے ہیں ان کی رفتار بے شک تیز نہیں مگر جب کثرت سے احمدیت پھیل گئی اور جوق در جوق لوگ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے شروع ہو گئے اس وقت اموال خاص طور پر جمع ہونے شروع ہو جائیں گے اور قدرتی طور پر جائیدادوں کا ایک جتھا دوسری جائیدادوں کو کھینچنا شروع کر دے گا اور جوں جوں وصیت وسیع ہوگی نظام نو کا دن انشاء اللہ قریب سے قریب تر آجائے گا۔“

خدا کے مامور کا نظام ہی سب سے بالا ہوتا ہے

پھر فرمایا:

”پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام نہ مسٹر چرچل (Mr.Churchill) بنا سکتے ہیں نہ مسٹر روز ویلٹ (Mr. Rosevelt) بنا سکتے ہیں۔ یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص، کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں ۔ نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے، جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی، وہ خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے ۔پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیۃ کے ذریعہ 1905ء میں رکھ دی گئی ہے۔“

عافیت کی رداء (نظام وصیت)

نیز فرمایا:

”جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دُکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا انشاء اللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا، بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی ، بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی ، جوانوں کی باپ ہوگی، عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب، نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔“

قوموں اور ملکوں کی تقدیریں نظام وصیت کے ساتھ وابستہ ہیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”خلاصہ یہ کہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے وصیت حاوی ہے اس تمام نظام پر جو اسلام نے قائم کیا ہے۔ بعض لوگ غلطی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ وصیت کا مال صرف لفظی اشاعت اسلام کے لئے ہے مگر یہ بات درست نہیں وصیت لفظی اشاعت اور عملی اشاعت دونوں کے لئے ہے جس طرح اس میں تبلیغ شامل ہے اسی طرح اس میں اس نظام کی تکمیل بھی شامل ہے جس کے ماتحت ہر فرد بشر کی باعزت روزی کا سامان مہیا کیا جائے گا۔“

تحریک جدید، وصیت کے لئے بطور ارہاص

نیز فرمایا:

”تحریک جدید گو وصیت کے بعد آئی ہے مگر اس کے لئے پیشرو کی حیثیت میں ہے۔ گویا وہ نظام اس کے مسیح کے لئے ایک ایلیا نبی کی حیثیت رکھتی ہے ۔اور اسکے ظہور مسیح موعود کے غلبہ والے ظہور کے لئے بطور ارہاص کے ہے ہر شخص جو تحریک جدید میں حصہ لیتا ہے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے میں مدد دیتا ہے اور ہر شخص جو نظامِ وصیت کو وسیع کرتا ہے وہ نظام نو کی تعمیر میں مدد دیتا ہے۔“

نظام وصیت کے قریب لانے کے لئے چندہ تحریک جدید کا معیار

1953ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے جب تحریک جدید کے مستقل جاری رہنے کا اعلان فرمایا تو جن لوگوں نے اپنی چھ چھ ماہ کی آمدنیاں تحریک جدید میں لکھوائی ہوئی تھیں انکو کم کر کے ایک ماہ کی آمد یا نصف ماہ کی آمد کے برابر وعدہ کرنے کی ہدایت حسب ذیل الفاظ میں فرمائی۔

”تحریک جدید پہلے محدود عرصہ کے لئے تھی اور انہوں (چندہ دہندگان) نے خیال کیا کہ چلو اتنے سال، ہم اتنے سال قربانی کر لیں گے۔ اب اسے ہمیشہ کیلئے کر دیا گیا ہے۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لئے اتنی قربانی کرنا درحقیقت ایسا بوجھ ہے کہ اسے ہر شخص نہیں اٹھا سکتا۔........ جنہوں نے پہلے سالوں میں بہت زیادہ قربانی کی ۔ میری تجویز یہ ہے کہ وہ اپنے معیار قربانی کو گرا دیں ۔ مگر یکدم گرانے سے چونکہ بجٹ کو نقصان پہنچے گا۔ اس لئے وہ یکدم نہ گرائیں بلکہ ہر سال دس، دس فیصدی کمی کرتے جائیں۔........ پس اگر کوئی شخص اپنی ایک ماہ کی آمد کا نصف دے دیتا ہے مثلاً اسکی سو روپیہ ماہوار آمد ہے تو وہ پچاس روپیہ وعدہ لکھوا دے تو سمجھا جائے گا کہ اس نے اچھی قربانی کی ہے اور اگر وہ ایک ماہ کی پوری آمد یعنی سو کی سو روپے ہی بطور وعدہ لکھوا دے تو ہم سمجھیں گے کہ اس نے تکلیف اٹھا کر قربانی کی ہے۔“

(خطبہ جمعہ 4دسمبر 1953ء)

گویا حضرت مصلح موعودؓ نے اس رنگ میں بھی تحریک جدید کو نظام وصیت کا ارہاص بنا دیا کہ جو شخص اپنی ایک ماہ کی پوری آمد یعنی اپنی کل آمد کا 1/12 حصہ تحریک جدید میں دے دے تو ایسے شخص کیلئے 1/10 حصہ کی قربانی کر کے نظام وصیت میں شامل ہونا نہایت آسان معلوم ہوگا۔

جلد وصیتیں کرو

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”پس تم جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو اور وہ مبارک دن آجائے جب کہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی میں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اُٹھائے کہ آخر اسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردِہ کہا جاتا تھا، جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا۔ اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا۔ جس نے ساری دنیا کے دکھوں اور دردوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب کو، ہر چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرما دی۔“

مبارک ہے وہ جو اس نظام میں شامل ہے

نیز فرمایا:

”پس اے دوستو! جنہوں نے وصیت کی ہوئی ہے سمجھ لو کہ آپ لوگوں میں سے جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہے اس نے نظام نو کی بنیاد رکھ دی ہے اس نظام نو کی جو اس کی اور اسکے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے اور جس جس نے تحریک جدید میں حصہ لیا ہے اور اگر وہ اپنی ناداری کی وجہ سے اس میں حصہ نہیں لے سکا تو وہ اس تحریک کی کامیابی کے لئے مسلسل دعائیں کرتا ہے اس نے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے۔ پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعہ سے اس سے بہتر نظام، دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو مگر جلدی

Glebe TRAVELS
Lowest fares to
Pakistan & India
0208 336 0794
07765 32 46 01
www.glebetravels.com
adil@glebetravels.com

کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے۔"

نظام وصیت کا نظام خلافت سے بھی گہرا تعلق ہے

نومبر 2004ء کو تحریک جدید کے نئے سال اور دفتر پنجم کے اجراء کے اعلان کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظام خلافت کے ساتھ نظام وصیت اور نظام وصیت کے ساتھ تحریک جدید کے تعلق کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ نے ایک وقت فرمایا تھا کہ تحریک جدید کا جو نظام ہے، تحریک ہے، یہ نظام وصیت کے لئے ارہاص کے طور پر ہے یعنی اس کی وجہ سے نظام وصیت بھی مضبوط ہوگا۔ یہ مالی قربانیوں کی عادت ڈالنے کی بنیاد ہوگی۔ یہ پیشرو ہے، یہ آگے چلنے والی چیز ہے، اطلاع دینے والا جو ایک دستہ ہوتا ہے اس طرح ہے۔ لوگوں کو اطلاع دیتا چلا جائے گا کہ ایک عظیم نظام اس کے پیچھے آرہا ہے۔ یہ نظام وصیت کہلائے گا۔ اور جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ نظام وصیت کے ساتھ نظام خلافت کا بھی گہرا تعلق ہے۔ اب اس نظام وصیت کے ساتھ ہی قربانیوں کے معیار بھی بڑھنے ہیں۔ تو پہلے قربانیوں کی عادت ڈالنے کے لئے تحریک جدید کا نظام ہی ہے اور پھر ان قربانیوں کے معیار بڑھنے سے حقوق العباد کے ادا کرنے کے معیار بھی بڑھیں گے۔ پس جماعتیں اس طرف بھرپور توجہ دیں۔ خاص طور پر توجہ دیں تا کہ آئندہ نظام وصیت بھی مضبوط بنیادوں پر اس قربانی کی وجہ سے قائم ہو۔"

ماہنامہ "انصار اللہ" وصیت نمبر کیلئے اپنے حالیہ پیغام محررہ 31.5.05 میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ:

"پس خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کی راہیں تلاش کریں اس کی ایک راہ اس زمانہ میں نظام وصیت میں شامل ہونا ہے۔ اس کے لئے جلد قدم بڑھائیں۔ پھر اس نظام کا نظام خلافت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے رسالہ "الوصیت" میں جن دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپؑ کی وفات کے بعد قدرت ثانیہ کا ظہور ہوگا یعنی نظامِ خلافت کا اجراء ہوگا جس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا جب تک اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں تو جماعت کے تقویٰ کا معیار بھی بڑھتا رہے گا اور پھر ان قربانی والے متقیوں کے ذریعہ انشاء اللہ خلافت حقہ اسلامیہ بھی ہمیشہ قائم رہے گی کیونکہ متقیوں کی جماعت کے ساتھ ہی خلافت کا وعدہ ہے۔ پس اس نعمت کی قدر کریں اور اس کے ساتھ کامل وفا اور پورے اخلاص کے ساتھ وابستہ ہوجائیں اور یاد رکھیں کہ آپ کی ساری ترقیات خلافت سے ہی وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ میں سے ہر ایک خلافت احمدیہ کا فرمانبردار رہے اور نظام وصیت میں شامل ہوکر آپ خود بھی اور آپ کی نسلیں بھی خدا کے فضلوں کی وارث بنیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنت میں داخل ہوں۔ کان اللہ معکم۔"

چنانچہ ضروری ہے کہ ہم تحریک جدید جو نظام وصیت کیلئے بطور ارہاص یا پیشرو کے ہے، کے مطالبات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی زندگیوں میں سادگی پیدا کرنے کی کوشش کریں تا زیادہ سے زیادہ مالی قربانیوں کی توفیق پائیں اور خدمت دین اور خدمت اسلام کیلئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور جیسا حضرت مصلح موعودؓ نے 1942ء میں فرمایا تھا:

"عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلّا چلّا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے۔ تب چاروں طرف سے آوازیں اٹھنی شروع ہوجائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔ روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں، ہندوستان کہے گا آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں۔ جرمنی اور اٹلی کہے گا کہ آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں۔ امریکہ کہے گا کہ آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں۔ اس وقت میرا قائمقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام الوصیت میں موجود ہے۔ اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے۔"

آج جبکہ امریکہ اپنا نیا نظام لانے کی کوشش کر رہا ہے خدا تعالیٰ نے امام وقت کی زبان مبارک سے پھر جماعت کو کثرت سے نظام وصیت میں شمولیت کی تحریک کروائی ہے۔

پس اس نظام نو کی تعمیر نظام وصیت میں زیادہ سے زیادہ افراد کی شمولیت سے ہے۔ یہ نظام وہ نور ہے جو قادیان کی گمنام بستی سے نکلا اور وہ دن دور نہیں جب خدا تعالیٰ کے اپنے پیارے مسیح کے ساتھ کئے گئے وعدوں کے مطابق دیکھتے ہی دیکھتے یہ نظام ساری دنیا کی تاریکیوں، دکھوں اور دردوں کو دور کرتے ہوئے دنیا کے تمام نظاموں پر حاوی ہوجائیگا۔ انشاء اللہ۔ اور ایک ایسا پیارا معاشرہ معرض وجود میں آئے گا جس میں ہر امیر اور غریب کو، ہر چھوٹے اور بڑے کو پیار، محبت اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق ملے گی اور یہ معاشرہ درحقیقت ارضی جنت کہلانے کا مستحق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس پاکیزہ نظام میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❁❁❁❁❁

مقبرہ ہائے موصیان

بیرون ممالک میں موصیان کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر 1993 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیرونی ممالک میں مقبرہ موصیان بنانے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ حسب ذیل بارہ ممالک میں مقبرہ ہائے موصیان قائم ہوچکے ہیں:

(1) آسٹریلیا (2) انڈونیشیا (3) سویڈن (4) سیرالیون (5) کینیا (6) کینیڈا (7) غانا

(8) ماریشس (9) نائیجیریا (10) ناروے (11) U.K. (12) U.S.A.۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگی پاک کرنے کا ذریعہ

(مرزا عبدالصمد احمد ۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز ۔ ربوہ)

ہم اس وقت دو عظیم الشان صدیوں کے استقبال کی تیاری میں ہیں۔

اوّل: نظام وصیت کی دوسری صدی جو جنوری 2006ء سے شروع ہو رہی ہے اس کا استقبال کرنا ہے۔

دوم: نظام خلافت احمدیہ کی دوسری صدی جو ۲۷؍مئی ۲۰۰۸ء سے شروع ہو رہی ہے اس کا استقبال خدا تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے کرنا ہے۔

ہر دو نظام مامور زمانہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ الوصیت میں دی گئی بشارت کے تابع ہیں اور اس طرح دونوں نظاموں کا آپس میں ایک گہرا تعلق ہے گویا لازم ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں جہاں خلافت کا وعدہ کیا ہے وہاں ایمان اور عمل صالح کے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر ایمان بڑھتا رہا اور عمل صالح بجالاتے رہے، تو یقیناً خدا تعالیٰ کی یہ نعمت ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ایمان کو بڑھانے اور عمل صالح کا بہترین طریق نظام وصیت میں شمولیت ہے جیسا سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ اُن کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔" (الوصیت صفحہ ۲۳)

اسی طرح آپ نے اس رسالہ میں فرمایا کہ:

"جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے بھی زیادہ جوش دکھلاتے ہیں۔ وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔" (الوصیت)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ ارشاد سے واضح ہے کہ نظام وصیت کامل ایمان کی علامت ہے اور یہ نظام عمل صالح بجالانے کی طرف غیر معمولی طور پر متوجہ کرتا ہے۔

پھر یہی نہیں بلکہ حضورؑ نے اس طرف بھی توجہ دلا دی کہ اس بابرکت نظام میں جلد شامل ہوں کیونکہ مومن کی یہی شان ہے کہ پھر وہ بلا توقف اس فکر میں پڑتا ہے اور نہ صرف اس میں شامل ہوتا ہے بلکہ غیر معمولی طور پر اس کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا جاتا ہے۔ پھر صرف اپنی ہی فکر نہیں بلکہ اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کی بھی فکر کرتا ہے اور ان کو بھی شامل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال کو اس بابرکت نظام سے منسلک کرتا ہے۔ اگر دوسری نسل دیکھے تو اس کو بھی یہی نصیحت کرتا ہے کہ اس الٰہی انتظام کے ساتھ جلد وابستہ ہو جاؤ...... اس طرح قرآن کریم کا وہ حکم ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا﴾ (سورۃ التحریم:7) کا حسین نظارہ ہمیں نظام وصیت سے منسلک ہوکر نظر آتا ہے اور آج حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بھی قرآن کریم کے اس حکم کی یاد دہانی کروا رہے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

"میری خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔ آگے آئیں، اور کم از کم پندرہ ہزار اس ایک سال میں نئی وصایا ہوجائیں۔"

(خطاب جلسہ سالانہ یو۔کے ۲۰۰۴ء)

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق ملی اور سبقت کا نمونہ دکھاتے ہوئے وہ اس بابرکت تحریک میں شامل ہوئے۔ مگر ابھی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو اس نظام سے باہر ہے۔ اُن کے لئے موقع ہے کہ دسمبر ۲۰۰۵ء سے پہلے پہلے اس نظام میں شامل ہوں تا نظامِ وصیت کی دوسری صدی میں آنے والی نسلیں اس بابرکت نظام کی پہلی صدی میں شمولیت کرنے والے افراد کے نمونہ کو اپناتے ہوئے، وہ بھی سبقت کا نمونہ دکھائیں اور پھر نظام وصیت کی دوسری صدی کے ابتداء میں ہی ایک بھاری تعداد جو شامل ہوگی اس طرح ہم نظام خلافت کی دوسری صدی کا بھی استقبال خدا کے شکرانے کے طور پر اس طرح کر رہے ہوں گے کہ بھاری تعداد افراد جماعت کی نظام وصیت سے منسلک ہوچکی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس غیر معمولی اہمیت کے حامل نظام کی روح کو سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آئندہ آنے والی ذمہ داریوں کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حقیقت یہ ہے کہ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں ہم نے دو عظیم صدیوں کا استقبال کرنا ہے اور سب سے بہتر استقبال تو خدا کا شکر ادا کرنے سے ہوتا ہے اور شکر تب ہی ادا ہوگا، جب ہم سب خلافت احمدیہ کی کامل اطاعت اور وفاداری کا نمونہ دکھاتے ہوئے، خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے، جو دراصل مامور زمانہ کی آواز ہے ایسے نظام میں شامل ہو جائیں جو نظام استحکام خلافت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عظیم الٰہی نظام سے منسلک رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁❁

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

رسالہ "الوصیت"
وحی قرآنی سے مستفاض ایک روشن اور درخشندہ تحریر

(نصیر احمد قمر)

آج سے سو سال قبل ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے "متواتر وحی" سے خبر دی کہ آپ کا زمانۂ وفات نزدیک ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ "وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ **میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا** اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔"

قرب وصال کے الہامات کے نتیجہ میں جماعت کی اس وقت کی ابتدائی کمزوری کی حالت اور اس پودے کی روئیدگی کی نرم و نازک کیفیت کے پیش نظر، اور سلسلہ کی ترقی و استحکام کے لئے فکر مندی، اور عالمگیر غلبۂ اسلام کیلئے درپیش عظیم مہمات کے تصور سے آپ کے دل میں نجانے کیا کیا خیالات موجیں مارتے ہونگے۔ اور کس قدر تڑپ اور بے قراری اور تضرع اور گریہ وزاری کے ساتھ آپ نے اپنے مولیٰ سے کیا کیا دعائیں مانگی ہوں گی۔ اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ لیکن اس کرب اور درد اور سوز کی کیفیت میں "اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو" آپ کے "کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں"، آپ نے جو نصائح رسالہ الوصیت میں تحریر فرمائی ہیں اور اپنی مناجاتوں کی مقبولیت کے نتیجہ میں خدائے قادر و توانا سے علم پا کر اس رسالہ میں مختلف زمینی و آسمانی حوادث و آفات کے ظہور، بدکاروں کی ہلاکت، سلسلہ کی ترقی و مضبوطی اور تمکنت دین کے لئے قدرت ثانیہ یعنی خلافت حقہ کے قیام جیسی عظیم الشان بشارات کا ذکر فرمایا ہے۔ اور "اعلائے کلمۂ اسلام اور اشاعت توحید"، اور "اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن" اور "ترقیٔ اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے" اور "ان یتیموں اور مسکینوں اور نومسلموں" کے لئے "جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے" مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کی خاطر "حسب وحی الٰہی"، بہشتی مقبرہ کے قیام اور وصیت کے جس عظیم الشان اور مبارک مالی نظام کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں، ان سے آپ کی اس وقت کی قلبی کیفیات کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ مختصر رسالہ اپنے اندر بہت سے آسمانی نشانوں اور روحانی فتوحات کی عظیم الشان پیش خبریوں اور تمکنت دین کے آسمانی منصوبہ کی تفصیلات پر مشتمل بہت اہم رسالہ ہے۔

بعض مخالفین و معاندین اور منافقین اپنی ناسمجھی سے یا ﴿حَسَدًا مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ﴾ فتنہ و شرارت کی غرض سے اس رسالہ میں مذکور نظام وصیت اور نظام خلافت سے متعلق لغو اور بیہودہ اعتراضات کرتے اور بدگوئی سے کام لیتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو علم تھا کہ ایسا ہو گا اور لوگ "اس قبرستان"، یعنی بہشتی مقبرہ "اور اس کے انتظام کو بدعت" قرار دیتے ہوئے نہایت اذیتناک زبان استعمال کریں گے۔ چنانچہ آپ نے اس رسالہ الوصیت میں پہلے سے ہی تحریر فرمایا کہ: "مخالفوں کو بھی مہذب طریق پر اس سے اطلاع دیں اور ہر ایک بدگو کی بدگوئی پر صبر کریں اور دعا میں لگے رہیں"۔ اسی طرح آپ نے بڑی صراحت سے تحریر فرمایا کہ:-

"کوئی نادان اس قبرستان اور اس کے انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ **یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے** اور انسان کا اس میں دخل نہیں۔ اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دے گی بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ **صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا۔**"

حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد ہر ایک شریف النفس انسان کے لئے کافی ہونا چاہئے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ رسالہ الوصیت اور شرائط وصیت میں کوئی ایک معمولی سی بھی بات ایسی نہیں ہے جو شریعت اسلامیہ سے متصادم ہو۔ بلکہ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ قرآن مجید کی متعدد آیات اس کے مضامین کی تصدیق و تائید کرتی ہیں اور اس رسالہ کی تمام تحریر وحی قرآنی سے مستفاض، نہایت درجہ روشن اور درخشندہ تحریر ہے۔

❁ ایک ایسا شخص "جو متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو، سچا اور صاف مسلمان ہو"۔ "دین کے لے اپنی زندگی وقف رکھتا ہو۔ کیا قرآن کریم اسے جنّت کی بشارت نہیں دیتا؟

❁ اور ایسے "پاک دل......جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ" دکھلانے والے ہوں۔ اور "دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں" نہ ہو۔ کیا خدا کا پاک کلام انہیں ہمیشہ کی جنّتوں کی نوید نہیں دیتا؟

❁ اور وہ جو خدا تعالیٰ کے "فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں" اور جو خدا کے لئے اور اس کی راہ میں "اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں" اور جو "بکلّی" اس کی "محبت میں کھوئے گئے ہیں" اور اپنے اموال و جائیداد کو "اعلائے کلمۂ اسلام اور اشاعت توحید" اور "تبلیغ احکام قرآن" اور "اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ" اور "یتیموں، مسکینوں" کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کرنے والے ہیں، کیا ایسے ہی لوگوں کے لئے قرآن مجید و فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کی ابدی جنّتوں کے وعدے نہیں فرمائے۔؟

قرآن مجید کی سورۃ الصّف میں تو اس مضمون کو اس قدر صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے اس جگہ اُسی نظام وصیت کا خاص طور پر ذکر ہے۔ جس کا آخری زمانہ میں اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے آنحضرت ﷺ کے غلام کامل مسیح محمدی کے ذریعہ سے قائم ہونا مقدر تھا۔

❁ سورۃ الصّف، سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون یہ تینوں قرآنی سورتیں اسی ترتیب سے اکٹھی ایک جگہ پر موجود ہیں اور ان کا آنحضرت ﷺ کی روحانی بعثت ثانیہ اور مسیح محمدی کے ظہور اور اس کے زمانہ سے خاص تعلق ہے۔ ان تینوں سورتوں کا بغور مطالعہ کریں اور ان میں پنہاں مضامین کو سامنے رکھتے ہوئے پھر رسالہ الوصیت کو پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ رسالہ الوصیت انہی سور قرآنی میں مذکور پیشگوئیوں کی ایک خوبصورت تشریح و تعبیر اور ان کے مضامین کی نہایت دلکش و دلربا تصویر ہے۔ یہ مطالعہ اور تدبّر ایسا لذّت بخش اور ایمان افروز ہے کہ روح وجد میں آجاتی ہے اور دل خدا تعالیٰ کی حمد سے معمور ہو کر بے اختیار جھومنے لگتا ہے۔ اس جگہ تفصیل میں جانا تو ممکن نہیں۔ اختصار کے ساتھ نمونۃً چند امور ہدیہ قارئین ہیں۔

❁ سورۃ الصّف کی آیت نمبر ۱۰ میں دین اسلام کے تمام ادیان پر غالب آنے کی پیشگوئی مذکور ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصانیف براہین احمدیہ، ازالہ اوہام، ایام الصلح، خطبہ الہامیہ، اربعین، تریاق القلوب اور تحفہ گولڑویہ کے علاوہ مختلف مواقع پر اپنے ملفوظات میں بھی اس آیت کریمہ کے مضامین کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اس جگہ جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ ہے یہ غلبہ مسیح موعودؑ کے ذریعہ مقدر ہے **"گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔"**

اسی طرح آپ فرماتے ہیں کہ "یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء، محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی۔"

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۳۲)

اب رسالہ الوصیت کو دیکھئے اور اس حصہ کا مطالعہ کیجئے جہاں حضور علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی اس سنّت کا ذکر فرمایا ہے کہ "وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔" اور پھر اسی تسلسل میں نبی کی وفات کے بعد قدرت ثانیہ یعنی خلافت کے ظہور کے ذریعہ تمکنت دین کا سامان کرنے کا مضمون بیان ہے۔ اور اپنی جماعت کو یہ بشارت دی ہے کہ "میں خدا کی مجسم قدرت ہوں اور **میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔**" اور پھر اس کی غرض و غایت یہ بتلائی ہے کہ "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔"

گویا یہ ﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ کا مضمون ہے اور آپ نے اس کی تفسیر میں نہایت خوبصورت انداز میں بتا دیا ہے کہ میری وفات کے بعد خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ اس سلسلہ کو تمکنت حاصل ہوتی چلی جائے گی حتیٰ کہ اسلام تمام ادیان پر غالب آجائے گا۔

❁ "دین واحد پر جمع" کرنے کے الفاظ ذہن کو سورۃ الجمعہ کی طرف بھی پھیرتے ہیں جس کا مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اس میں آخرین کے اولین کے ساتھ جمع کئے جانے کا بھی ذکر ہے اور اس 'یوم الجمعۃ' یعنی اس دور اور زمانے کا بھی ذکر ہے جس میں کئی رنگ میں 'جمع' کے نظارے ظاہر ہونے تھے۔ چنانچہ اس وقت ہم اسی دور سے گزر رہے ہیں جس میں مختلف رنگوں میں افراد و اقوام یہاں تک کہ حشرات، نباتات، جمادات اور جانوروں اور پرندوں کے اجتماع کے مختلف نظارے دیکھنے میں آتے ہیں۔ ایک دنیادار کی نظر صرف ان ظاہری اجتماعات تک ہی رُک جاتی ہے۔ مگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام یہ بیان فرما رہے ہیں کہ اصل مقصود اور منشاء اس 'یوم الجمعۃ' کا یہ ہے کہ "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے **اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔**"

❁ تمکنت دین اور عالمگیر غلبۂ اسلام کی اس عظیم الشان آسمانی مہم کے لئے جن غیر معمولی قربانیوں کی ضرورت ہے اس کا ذکر سورۃ الصّف کے دوسرے رکوع میں ہے۔ جہاں ان لوگوں کو جو پہلے ہی مومن ہیں مخاطب ہوتے ہوئے ان سے عام ایمان سے بڑھکر اعلیٰ درجہ کے ایمانی تقاضوں کو پورا کرنے کی توقع رکھتے ہوئے اللہ کی راہ میں اموال و نفوس کے جہاد کی دعوت دی گئی ہے۔ اور اسے ایک ایسا سودا اور ایسی تجارت قرار دیا ہے جو عذاب الیم سے بچانے والی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور پھر اس کے نتیجہ میں گناہوں کی بخشش اور ہمیشہ رہنے والی جنّتوں میں پاکیزہ گھروں کی بشارت دی گئی ہے اور سب سے بڑھ کر اللہ کی نصرت اور فتح قریب کی نوید سنائی گئی ہے۔ اور پھر حضرت عیسیٰ بن مریم کے حوالہ سے آپ کی "كُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰهِ" کی صدا کا ذکر کیا گیا ہے اور جن لوگوں نے اس پر نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کہا ان کو حاصل ہونے والی تائید الٰہی اور دشمنوں پر ان کے غلبہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ مالوں کا جہاد تو واضح ہے کہ خدا کے دین کی سربلندی اور مخلوق خدا کی بھلائی کے لئے خرچ کرنا جہاد ہے اور اَنْفُس کے جہاد میں یہ امر پیش نظر رہے کہ جہاد اکبر نفس کو پاک کرنے کا جہاد ہے۔

اب آپ رسالہ الوصیت میں بہشتی مقبرہ کے قیام سے وابستہ الٰہی بشارات اور دین کی ضروریات کے لئے اموال و جائیداد کی متعلقہ شرائط والے حصہ کا مطالعہ کیجیے۔ آپ کو اس میں آیات قرآنی کے انوار کی چمک صاف دکھائی دے گی۔

اور انفس کے جہاد کی تشریح کے لئے رسالہ الوصیت کے اس حصہ کو پڑھیۓ جہاں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کو پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی......" یہ سارا پیرا ہی تزکیۂ نفوس کی راہوں کے پرشوکت بیان پر مشتمل ہے۔

❁ پھر جہاں آپ فرماتے ہیں کہ "اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔" کیا ان نفحات طیّبات سے سورۃ الصّف کی آیت ۱۳ کے مبارک الفاظ ﴿وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ﴾ کی خوشبو کی لپٹیں نہیں آتیں۔

❁ اور کیا آپ کے اس ارشاد میں کہ "تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔" ﴿كُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰهِ﴾ کے قرآنی الفاظ کی بازگشت سنائی نہیں دیتی۔

❁ اور کیا آپ کی یہ بشارت کہ "یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے............مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی **وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے**"۔ قلب و ذہن کو نوید قرآنی ﴿وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کی طرف منعطف کرتے ہوئے خوشی و مسرت سے معمور کر کے روح و بدن پر ایک اہتزاز کی کیفیت طاری نہیں کرتی۔

❁❁❁❁❁

اسلام کے عالمگیر روحانی غلبہ کے لئے

ایک عظیم الشان الہامی تحریک ۔ الوصیت

(قرآن وسنّت اور الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں)

(دوست محمد شاہد ۔ مؤرخ احمدیت)

دورِ آخرین کی ایثار پیشہ جماعت کی خبر

شہ لولاک، صفات الٰہیہ کے مظہر اتم اور نبیوں کے ابدی شہنشاہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیّین، مجسّم قرآن تھے ۔ آپ ہی کو زندہ اسلام اور زندہ کتاب عطا ہوئی ۔ قرآن مجید جیسی انقلابی کتاب میں صرف اوّلین ہی کے تاریخی واقعات کا تذکرہ نہیں بلکہ اس کے باطن میں عہد حاضر خصوصاً '' آخرین'' کی منفرد خصوصیات ،خدمات اور معرکوں پر بھی تیز روشنی ڈالی گئی ہے ۔ مثلاً سورہ بقرہ کی دوسری آیت ہی میں متقیوں کی یہ علامت بیان ہوئی کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں ۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفّی ۱۵۱۵ء) کی تفسیر میں قرن اوّل کے مفسر حضرت ابن جریر (متوفّی ۹۲۳ء) کی حضرت قتادہ (متوفّی ۷۳۵ء) سے یہ حیرت انگیز تفسیر درج ہے کہ متقی وہ ہیں جو اللہ کے اس موعود کو بھی مانتے ہیں جس کی خبر قرآن میں دی گئی ہے ۔ (الدر المنثور جلد اوّل صفحہ ۲۵ مطبوعہ قم ایران اشاعت ۱۹۵۱ء)

اسی موعود کا ذکر لفظ آخرین (سورہ جمعہ :۴) میں ملتا ہے جس کی واضح پیشگوئی سورہ محمدؐ کی آخری آیت میں موجود ہے جہاں خدائے ذوالعرش نے انذار کیا ہے کہ جب اسلام کے نام لیوا شوکت اسلام کی خاطر قربانیوں کو فراموش کر دیں گے اور بخل کا مظاہرہ کریں گے تو خدا ان کی بجائے ایک دوسری قوم لے آئے گا جو ایثار اور جانثاری میں اپنی مثال آپ ہوگی ۔

نامور صحابیٔ رسولِ عربی حضرت ابوہریرہؓ (متوفّی ۶۷۶ء) سے مروی ہے کہ جب اس آیت کریمہ کا نزول ہوا تو آنحضرت ﷺ سے عرض کیا گیا کہ وہ 'آخرین' کون لوگ ہوں گے ۔ اس پر حضور اکرمؐ نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان فارسیؓ (متوفّی ۶۵۵ء) کے کندھے پر رکھتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے گا تو بعض فارسی النسل اسے دوبارہ لے آئیں گے ۔ اور یہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فارسی النسل اور حضرت حاجی برلاس کے شاہی خاندان کے چشم و چراغ تھے ۔

خادم الرسول حضرت انسؓ (متوفّی ۷۱۱ء) کی روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ایک مجلس میں صحابہؓ سے دریافت فرمایا کون سی مخلوق ایمان کے اعتبار سے عجیب ہے؟ ۔ بعض صحابہ نے جواب میں فرشتوں اور نبیوں کا ذکر کیا لیکن آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمانی اعتبار سے وہ لوگ عجیب ہوں گے جو تمہارے بعد آئیں گے اور کتاب اللہ انہیں وحی کے ذریعہ بھی عطا ہوگی اور وہ اس پر ایمان بھی لائیں گے اور اس کی اتباع بھی کریں گے ۔ (الدر المنثور جلد ۱ صفحہ ۲۶ ۔از علامہ سیوطی منثورات مکتبہ آیت اللہ العظمیٰ المرعشی النجفی قم ایران مطبوعہ ۱۴۰۴ ھ مطابق ۱۹۸۴ء)

مسیح موعودؑ کے ذریعہ بہشتی مقبرہ کے قیام سے متعلق آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی

خاتم النبیّین ﷺ (فداہ روحی) نے مسیح موعودؑ کی نسبت خدا سے علم پا کر بشارت دی کہ وہ اپنے مخلصین کو بتائے گا کہ انہیں بہشت میں کیا کیا مدارج حاصل ہوں گے ۔

(صحیح مسلم جلد ۲ مصری صفحہ ۵۱۵)

چنانچہ حضرت مولوی سید محمد احسن امروہی نے اخبار ''بدر'' ۳۱ جنوری ۱۹۰۷ء میں بہشتی مقبرہ کے زیرعنوان ایک معرکہ آراء مضمون لکھا جس میں پوری صراحت سے تحریر فرمایا کہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ کے رسالہ 'الوصیت' کی بشارت اور قیام بہشتی مقبرہ کی صورت میں پوری آب و تاب سے پوری ہوگئی ہے ۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

'' جو باغ اسلام کا حضرت مسیح موعودؑ نے لگایا ہے کیا ہم کو جائز ہے کہ اس کے باغبان ہونے میں بھی ہم تساہل کریں اور مسیح موعودؑ کے نائب ہو کر دین اسلام کے خدام نہ بنیں ۔ اسی باغ اسلام کی باغبانی جو ہم دنیا میں کریں گے وہی تو بعد موت کے، ہاں وہی تو بصورت باغ جنّت کے متمثل ہوگی ۔ بھلا بتاؤ تو کہ اس چودھویں صدی میں کوئی ایسا امام مذہبی موجود ہے جس کے ہم پیرو ہو کر باغ اسلام کی سرسبزی اور شادابی میں کوشش کر سکیں ۔ اس زمانہ میں تو نقشہ یا فوٹو ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ﴾ کا نظر آرہا ہے ۔ یہی تو ہماری کوششیں ہیں جو وہ اگر باغ اسلام کی شادابی میں کی جاویں گی تو وہی مقبرہ بہشتی ہمارے لئے ہوگا ۔ پس جاگو اور اُٹھو دنیا چندروز ہے اور حوادث وزلازل درپیش ہیں ۔

الآ اے کہ ہشیاری و پاک زاد

پئے حرص دنیا مدہ دین بباد

احباب کی اطلاع کے واسطے یہی چند سطور کافی ہیں ۔ رسالہ الوصیت بھی دوبارہ مطبوع ہو کر انشاء اللہ تعالیٰ پہنچے گا ۔ مورخہ ۳۱ رجنوری ۱۹۰۷ء ۔ محمد احسن نائب ناظم مقبرہ بہشتی ۔ قادیان ۔ والسلام

اس رقیمۃ الوداد کے خاتمہ میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کے جو شبہات مقبرہ بہشتی کی نسبت ہیں یا اس حدیث کے بارہ میں جو مسیح موعود کے حق میں فرمائی گئی تھی کہ يُدْفَنُ مَعِيْ فِيْ قَبْرِي ان کا بھی پورا قلع قمع کر دیا جاوے ۔ اگرچہ جواب ان شبہات کا گزر ہی چکا ہے ۔

پس اولاً واضح ہو کہ مسیح موعودؑ کی نسبت جو حدیث میں وارد ہوا ہے ۔ فَيُدْفَنُ مَعِيْ فِيْ قَبْرِي ۔ اس کے معنے کسی مسلمان اہل عقل کے نزدیک یہ تو ہو ہی نہیں سکتے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک جو عالم شہادت میں مدینہ منوّرہ میں موجود ہے وہ کھودی جاوے گی اور پھر اس میں مسیح موعودؑ دفن کئے جاویں گے ۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا الْمَعْنٰى الْفَاسِدْ ۔ پس بالضرور قبر سے مراد وہی بہشت برزخی ہے جسمیں آنحضرت ﷺ تشریف رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ عالم برزخ کا قرب و بُعد، عرض وطول مثل عالم شہادت کے نہیں ہوسکتا ۔ ورنہ اس حدیث متفق علیہ کے کیا معنے ہوں گے جس کے یہ الفاظ متعدد روایات صحیحہ میں موجود ہیں ۔ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّد ﷺ ۔ یعنی جو دو فرشتے قبر میں میّت سے سوال کرنے آتے ہیں کہتے ہیں کہ تو اس رجل یعنی محمد ﷺ کی رسالت کے بارہ میں کیا اعتقاد رکھتا تھا ۔ چونکہ لفظ ھذا کا اسم اشارہ ہے جو حاضر کے لئے آتا ہے تو ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ ہر ایک میّت کے پاس ہر وقت موجود ہو جاتے ہیں ۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ کا وجود باوجود بلحاظ عالم شہادت کے مدینہ منوّرہ میں مدفون ہے ۔

پس قبر سے مراد بہشت برزخی ہوا ۔ ادھر دوسری حدیث میں بتعدد الفاظ آیا ہے کہ مومن کی قبر ستّر گز طول اور ستّر گز عرض تک فراخ کر دی جاتی ہے اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ يُفْسَحُ لَهٗ فِيْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ یعنی جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے اس کی قبر فراخ کر دی جاتی ہے ۔ اب استفسار ہے کہ کیا یہ وسعت اور فراخی عالم شہادت کی ہے یا عالم برزخ کی جو کسی کو نظر نہیں آسکتی ۔ اور جبکہ مومن کے لئے اس کی قبر میں یہ فراخی اور وسعت ہوتی ہے تو آنحضرت ﷺ کی قبر کے لئے اس قدر وسعت ہونی چاہئے کہ جس قدر کل جنّتوں کی وسعت ہے کیونکہ تمام جنّات کے مالک تو آپ ہی ہیں ۔ اب دیکھو کہ حدیث فَيُدْفَنُ مَعِيْ فِيْ قَبْرِيْ کے معنے کیسے صحیح اور درست ہو گئے ہیں ۔ چونکہ مسیح موعودؑ کی وہ شان ہے جو حدیث مسلم وغیرہ میں وارد ہے کہ يُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ ۔ تو مسیح موعودؑ بھی بطفیل غلامی آنحضرت ﷺ کے درجات بہشت کا تقسیم کرنے والا ہوا ۔ اور وہ بذات خود آنحضرت ﷺ کی قبر میں یعنی اعلیٰ درجہ کے بہشت برزخی میں جگہ پانے والا ہوا خواہ مدینہ منوّرہ میں دفن ہو اور خواہ کسی اور قطع ارض میں شرقاً، غرباً، جنوباً، شمالاً مدفون ہو آپ ہی کی قبر میں مدفون ہوا ۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر حضرت امروہی کا قلمی نوٹ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال (۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء) پر افسر بہشتی مقبرہ حضرت مولانا سیّد محمد احسن امروہی (متوفّی ۱۵ رجولائی ۱۹۲۶ء) نے اپنے قلم سے لکھا: '' حضرت مسیح موعودؑ اور مہدی معہود جو مصداق يُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ کے تھے اور یہ مقبرہ بہشتی حضرت اقدس کو بموجب حدیث لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يرى اللّٰه مَقْعَدَهٗ فِي الْجَنَّةِ ۔ یعنی کبھی کوئی نبی قبض روح نہیں کیا گیا یہاں تک کہ اس کی زندگی میں مقبرہ بہشتی اپنا وہ دیکھ لیتا ہے ۔ لہٰذا اور دو نیم سال قبل وفات یہ مقبرہ حضور علیہ السلام نے حالت کشف میں دیکھ لیا تھا ۔ لہٰذا اگرچہ وفات آپ کی لاہور میں ہوئی لیکن بحکم حدیث مَوْتُ غُرْبَةٍ شَهَادَةٌ کے اسی مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے ۔ (فقط محررہ: ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء) ''۔

حضرت مسیح موعودؑ کے رؤیا وکشوف

جیسا کہ رسالہ 'الوصیت' سے کھل جاتا ہے کہ احمدیت میں نظام الوصیت کی تحریک سے دنیا کے تمام ممالک میں خلفاء کے ذریعہ دین واحد کا بین الاقوامی غلبہ مقدر ہے جس کا روحانی اسلحہ اخلاق اور دعاؤں کی 'فیکٹریوں' میں ڈھلے گا کیونکہ صرف یہی ہتھیار مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کو اللہ جلّشانہٗ کی طرف سے غیبی امداد کے طور پر فراہم کئے جائیں گے اور انہی کی برکت سے حضرت مسیح موعودؑ کے بہشتی مقبرہ میں داخل کئے جائیں گے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہشتی مقبرہ کی نسبت بذریعہ وحی بتایا گیا کہ اس کے نیچے جنّت ہے جو اس میں دفن کیا جائے گا امن وسلامتی کے ساتھ بہشت میں جائے گا ۔

(الإستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی صفحہ ۵۲ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۷۵ تاریخ اشاعت ۱۵ر مئی ۱۹۰۷ء)

اسی طرح ۲۸ رمارچ ۱۹۰۷ء کو الہامًا بتایا گیا کہ زمین ہند کے تمام قبرستان اس زمین سے مقابلہ نہیں کر سکتے ۔ پھر ۲۹ رمارچ ۱۹۰۷ء کو وحی ہوئی '' دولت اعلام بذریعہ الہام ۔ بہشتی مقبرہ میں نزول ہوگا'' ۔

(بدر ۴راپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۳ ۔الحکم ۱۰راپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱ ۔بحوالہ تذکرہ جدید ایڈیشن صفحہ ۲۰۰ ناشر نظارت اشاعت ربوہ طبع چہارم ۲۰۰۴ء)

نظام الوصیت کی ایک موعود شخصیت

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت (اشاعت ۲۴راپریل ۱۹۰۵ء) میں تحریک احمدیت کے دائمی سلسلہ خلافت کی خوشخبری دینے کے ساتھ ہی حاشیہ میں ایک موعود شخصیت کی نسبت تحریر فرمایا:

'' خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذرّیت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے'' ۔

اس خوشخبری کے مطابق حضرت مصلح موعودؓ کے عہد مبارک میں نہ صرف لاکھوں سعید روحیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوئیں اور پوری دنیا میں احمدی مسلم مشنوں کا جال بچھ گیا بلکہ موصیان کی تعداد سترہ ہزار سے تجاوز کر گئی ۔ حضور انور کے دور میں ''الوصیت'' کی بدولت باوجود بے شمار مصائب وفتن کی شدید مشکلات کے معجزانہ طور پر جماعت احمدیہ کا مالی نظام مستحکم بنیادوں پر استوار ہوگیا ۔ اگرچہ آپ کے منصب خلافت پر متمکن ہونے سے قبل غیر مبائعین جماعتی خزانہ میں صرف چند آنے چھوڑ گئے تھے اور ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ ایک پیسہ بھی چندہ کا قادیان نہ پہنچ سکے حتیٰ کہ حضور کو اپنا پہلا اشتہار '' کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے'' حضرت نانا جان میر ناصر نواب صاحب سے قرض لے کر شائع کرنا پڑا ۔

بہشتی مقبرہ کے متعلق مسلم وغیر مسلم شخصیات کی آراء

قبل اس کے کہ برصغیر کی مسلم اور غیر مسلم شخصیات کی آراء بہشتی مقبرہ قادیان کی تزئین اور پرکیف نظارہ کے بارہ میں سپرد قرطاس عالی جناب مرزا سلیم بیگ صاحب ہائی کورٹ حیدرآباد دکن وسیّاح بلاد اسلامیہ کے تاثرات ملاحظہ ہوں ۔

تحریر فرماتے ہیں:

'' قبرستان کا اہتمام اور اس میں صف بندی میں نے پہلی مرتبہ قادیان میں دیکھی ۔ بغیر کسی آرائش اور لحاظ منصب کے اس قبرستان میں قبور ایک صف میں بنائی گئی ہیں ۔ جن کی لوح مدفونوں کی ایک مختصر تاریخ،

وفات اور وصیت نامہ کے نمبر رجسٹری کے ساتھ کندہ ہوتی ہے۔ ہر قبر پر بالالتزام ایک لوح ہوتی ہے۔ ہر قبر دوسری قبر سے معقول فاصلہ پر ہوتی ہے۔ ہر صف کے آمد و رفت کے لئے راستہ چھوڑا جاتا ہے اور ممکن طریقہ پر اس قبرستان کو سایہ دار درختوں سے خوشنما کیا گیا ہے۔“

(’قادیان‘ صفحہ ۲۶۳ از حضرت شیخ محمود احمد عرفانی اشاعت قادیان ۱۹۴۲ء)

یہ دسمبر ۱۹۴۰ء کی بات ہے مگر اب اس مقدس قبرستان کا روح پرور نقشہ ہی بدل چکا ہے۔

❁...... مولوی عبدالمجید قرشی ایڈیٹر ”تنظیم“ امرتسر برصغیر کی تاریخ میں خطبات سیرۃ النبیؐ کی اشاعت کے باعث نامور شہرت کے حامل تھے۔ جن دنوں متحدہ پنجاب میں ۵۶ فیصد حقوق کی گونج تھی آپ اس سلسلہ میں قادیان میں حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جماعت احمدیہ کی انسٹی ٹیوشنز (Institutions) اور مستعد اور فعال نظام دیکھ کر بیحد متاثر ہوئے اور واپسی پر اپنے اخبار ”تنظیم“ کے ۲۸ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۵۔۶ پر ایک مفصّل نوٹ سپرد قلم فرمایا جس میں واضح لفظوں میں لکھا:

” قادیان میں نظارت بہشتی مقبرہ کا ایک مستقل محکمہ ہے جس کے ماتحت ہر ایک احمدی آبادی میں شاخیں قائم کی گئی ہیں۔ ماتحت شاخوں کا فرض ہے کہ وہ احمدیوں کو تلقین کرتے رہیں کہ وہ اپنی جائیداد کا یا کل آمدنی اور کل جائیداد کا دسواں حصہ باقاعدہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت کریں۔ اس قسم کی وصیت کرنے والے احباب کو قبرستان ”بہشتی مقبرہ“ میں دفن ہونے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس وقت تک سوا دو ہزار کے قریب مرد و عورتیں اپنے مکانات، زمین زیور اور موجودہ آمدنی کا دسواں، آٹھواں اور پانچواں حصہ صدر انجمن احمدیہ کے نام وصیت کر چکے ہیں جس کی آمدنی وصیت کرنے والوں کے انتقال کے بعد اشاعت اسلام میں خرچ ہوگی۔ ...... یہ تحریک روز بروز وسعت و اہمیت حاصل کر رہی ہے۔ اگر آئندہ چند سال میں ۵۰ ہزار یا ایک لاکھ آدمیوں نے اپنی جائیداد اور آمدنی کے آٹھویں یا دسویں حصے صدر انجمن احمدیہ کے نام وصیت کر دیئے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ صدر انجمن احمدیہ کی آمدنی کئی لاکھ روپیہ ماہوار تک پہنچ جائے گی۔ اس قدر وسیع اور عظیم جائیداد کا سنبھالنا اگرچہ ایک نہایت ہی مشکل کام ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔ نظام سے وابستگی اور قواعد کی پابندی کے باعث ”انگریز“ سلطنت ہندوستان کا انتظام کر رہے ہیں۔ اس وقت جس طریق پر ”احمدیہ جماعت“ اپنی تحریک کو آگے بڑھا رہی ہے اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ اس جائیداد کے تسلّط، تصرف اور انتظام پر بھی قادر ہوگی۔“

(بحوالہ ”تأثرات قادیان“ صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۴ مؤلفہ حضرت ملک فضل حسین صاحب مرحوم طبع اول دسمبر ۱۹۳۸ء قادیان)

❁...... امرتسر کے معروف سکھ سکالر، مصنف اور اخبار ”رنگین“ کے ایڈیٹر جناب سردار ارجن سنگھ عاجز نے اپنی کتاب ”سیر قادیان“ میں لکھا:

”...... احمدیوں کے نزدیک خلیفہ کا ہر حکم ماننا ضروری ہے۔ خلیفہ جو کچھ کہہ دے وہ ان کے لئے قانون بن جاتا ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ سارے ہندوستان میں ایسا کوئی مذہبی یا سیاسی ریفارمر نہیں ہے جس کے حکموں کو اس کے مرید اس طرح مانتے ہیں جس طرح کہ خلیفہ قادیاں کے حکموں کو احمدی تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہی خصوصیت ہے جس کی وجہ سے یہ گروہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔

خلیفہ کی ہر آواز کی تعمیل کرنے کے لئے آپ کے مرید ہر وقت تیار ہیں۔ اور خلیفہ کے حُکم پر جانوں تک کی بھینٹ پیش کرنے کو احمدی اپنی خوش نصیبی اور مُکتی کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ یقیناً یہ نظارہ بیحد حیرت اور دلچسپی کا موجب ہے۔ اور ہم کو یقین ہے کہ جب تک اس گروہ میں حکم برداری اور تنظیم کا یہ سلسلہ جاری رہے گا دنیا کی کوئی طاقت مقابلہ نہ کر سکے گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگرچہ مولوی صاحبان اور احراران کی مخالفت میں اپنی تمام قوتیں اور طاقتیں صرف کر رہے ہیں مگر یہ گروہ دن بدن ترقی کر رہا ہے اور مخالفت کا کوئی اثر ان لوگوں پر نہیں پڑ رہا۔ یہ ہے اتفاق کی برکت اور یہ ہے سنگٹھن اور اتحاد کا نتیجہ۔

”...... آپ یہ سن کر حیران ہونگے کہ کئی ہزار عورتوں اور مردوں نے اپنی جائیداد کے 1/3 حصہ تک صدر انجمن احمدیہ کے نام وصیت کر رکھی ہے اور اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ کروڑہا روپیہ کی ایسی جائیداد وہ ہے جو مستقبل قریب میں انجمن کی ملکیّت ہونے والی ہیں۔ اس پر طُرّہ یہ ہے کہ آئے دن احمدی اپنی جائیدادوں کی وصیتیں کرتے جا رہے ہیں اور یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔

ہندوستان میں اور بھی قومیں ہیں۔ بہت سی جماعتیں مجلسیں، انجمنیں اور سبھائیں ہیں لیکن نہ تو تنظیم و سنگٹھن کے لحاظ سے اور نہ ہی اپنے لیڈر کی فرمانبرداری کے اعتبار سے کوئی جماعت احمدیوں کا مقابلہ کر سکتی ہے۔“

(سیر قادیان صفحہ 2 تا 16 مطبع سردار پریس۔ حال بازار امرتسر)

ایک پرشوکت پیشگوئی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مجلس مشاورت قادیان (۴؍ اپریل ۱۹۲۶ء) کے دوران نظام الوصیت سے متعلق نہایت اثر انگیز اور حقیقت افروز خطاب کرتے ہوئے پُرشوکت الفاظ میں فرمایا:۔

”جب احمدیت ترقی کرے گی۔ ہماری جماعت کے لوگوں کی آمدنیاں زیادہ ہوں گی، ہمارے ہاتھ میں حکومت آجائے گی، احمدی امراء اور بادشاہ ہوں گے تو اس وقت 1/10 حصہ کی وصیت کافی نہ ہوگی۔ اس وقت سلسلہ کی باگ جس کے ہاتھ میں ہوگی وہ اگر الوصیت کے لئے 1/3 حصہ ضروری قرار دے دے تو یہ جائز ہوگا ...... اس وقت حکومت احمدیت کی ہوگی، آمدنی زیادہ ہو گی، مال و اموال کی کثرت ہوگی اور 1/10 حصہ داخل کرنا کوئی بات نہ ہوگی۔ مگر اب جماعت تھوڑی ہے جس نے بہت بوجھ اٹھانا ہے۔ ...... وصیت اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے لئے ہے اور اگر کسی وقت 1/10 حصہ کی قربانی اعلیٰ نمونہ کے لئے کافی نہ ہوگی تو اس کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ میں اس کو جائز سمجھتا ہوں ...... پھر میں اس طرف توجہ دلاتا ہوں وصیت آزمائش ایمان کا ذریعہ ہے۔ وصیت پیمانہ ہے ایمان کا اور وصیت آئینہ ہے اپنی شکل دیکھنے کا“۔

(”احمدیہ گزٹ“ قادیان ۱۱؍مارچ ۱۹۲۷ء مشمولہ ”الوصیت“ طبع ہفتم صفحہ ۲۶ تا ۲۹)

صادق ہے اگر تو صدق دکھا قربانی کر ہر خواہش کی
ہیں عشق و وفا کے ماپنے کے دنیا میں یہی پیمانے دو

❁❁❁❁❁

جلسہ سالانہ

(یہ گیت کرّہ ارض کے ہر گوشے میں ہر سال برپا ہونے والے مسلمان جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے تناظر میں جماعت کے مرکزی جلسہ کو مدّنظر رکھ کر لکھا گیا)

کس طرح سمجھے عدو، یہ بات کیسے طے ہوئی
حکم ربّانی سے کیوں اک نام کی جے جے ہوئی
(الاپ)

جیسے برسات کی پہلی بارش گرے
شاخ دل پر گُلِ وصلِ جاناں کھلے
رنگ آواز دیں خواب ، خوشبو بنے
جیسے سوئی ہوئی زندگی جاگ اٹھے
لہر در لہر لبّیک کہتے ہوئے
فرض و ایماں کی مستی میں بہتے ہوئے
سب چلے آئے ہیں۔ ہم چلے آئے ہیں

جیسے گونجے لہو میں کہیں حرف کُن
سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچنے کی دُھن
جیسے ہر سانس گاتی ہو مولیٰ کے گُن
لہر در لہر لبّیک کہتے ہوئے
لہر در لہر لبّیک کہتے ہوئے
فرض و ایماں کی مستی میں بہتے ہوئے
سب چلے آئے ہیں ہم چلے آئے ہیں

کس مسیحا نفس کے یہ مہمان ہیں
ان گنت جسم ہیں اور یک جان ہیں
دم بخود ہے زمیں کیسے انسان ہیں
لہر در لہر لبّیک کہتے ہوئے
لہر در لہر لبّیک کہتے ہوئے
فرض و ایماں کی مستی میں بہتے ہوئے
سب چلے آئے ہیں۔ ہم چلے آئے ہیں

ایک آواز سے پھوٹتی زندگی
مشعل امن و امید کی روشنی
دیکھنے پھر محبت کی جادوگری
لہر در لہر لبّیک کہتے ہوئے
لہر در لہر لبّیک کہتے ہوئے
فرض وایماں کی مستی میں بہتے ہوئے
سب چلے آئے ہیں۔ ہم چلے آئے ہیں

تین دن یہ الوہی نظاروں کے ہیں
چاند کے گرد رقصاں ستاروں کے ہیں
سجدہ گاہوں کی زندہ بہاروں کے ہیں
لہر در لہر لبّیک کہتے ہوئے
لہر در لہر لبّیک کہتے ہوئے
فرض و ایماں کی مستی میں بہتے ہوئے
سب چلے آئے ہیں۔ ہم چلے آئے ہیں

وقت کے فیصلے کے نشاں دیکھ لیں
کس نے دی بحر و بر میں اذاں دیکھ لیں
آ گئے ہم کہاں سے کہاں دیکھ لیں
لہر در لہر لبّیک کہتے ہوئے
لہر در لہر لبّیک کہتے ہوئے
فرض وایماں کی مستی میں بہتے ہوئے
سب چلے آئے ہیں۔ ہم چلے آئے ہیں

(جمیل الرحمٰن ۔ ہالینڈ)

غانا میں مقبرۂ موصیان کا قیام

مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا لکھتے ہیں کہ:

”سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اجازت سے 2004ء میں غانا میں مقبرۂ موصیان کا قیام عمل میں آیا۔ اس غرض سے جماعت کے ایک مخلص اور مخیّر دوست مکرم الحاج ابراہیم آدم بونسو صاحب نے اکرا (Accra) سے 25 کلومیٹر کے فاصلہ پر Kasoa کے مقام پر 1.83 ایکڑ رقبہ زمین عطیہ کے طور پر دیا۔ ابھی تک یہاں کسی موصی کی تدفین عمل میں نہیں آئی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورۂ غانا کے دوران اس جگہ کا بھی معائنہ فرمایا اور فرمایا کہ عام طور پر مشاہدہ میں یہی بات آئی ہے کہ جو لوگ وصیت کرتے ہیں ان کی عمریں خدا کے فضل سے لمبی ہوتی ہیں۔

اس وقت غانا میں موصیان کی تعداد 37 ہے اور 23 درخواستیں زیر کارروائی ہیں۔

بقیہ:دورہ کینیڈا حضور انور از صفحہ نمبر 16

عمدگی سے اختیار کیا ہے ۔ہم میں سے بہت سے ہیں جو مذہبی عقائد کے لحاظ سے جماعت احمدیہ کا حصہ نہیں لیکن ہم نے بھی باہمی اختلاف کے باوجود ایک دوسرے سے محبت کرنا سیکھا ہوا ہے ۔ہم اس اصل پر قائم ہیں کہ قانون کی عملداری میں رہتے ہوئے ہم میں اختلاف ہوسکتا ہے اور ہم میں یہ جرأت ہونی چاہئے کہ قانون کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے ہم اپنے نکتہ نظر کو پیش کریں اور ثابت قدمی سے اپنی اقدار کی حفاظت کرتے رہیں ۔آخر میں آپ کو اس کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد دیتا ہوں اپنی طرف سے بھی اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے بھی اور عزّت مآب پال مارٹن وزیر اعظم کینیڈا کی طرف سے بھی ۔ احمدیت زندہ باد! اس کے بعد انہوں نے حضور انور سے مل کر مصافحہ کیا۔

علمِ انعامی واسناد خوشنودی کی تقسیم

مہمانوں کے ان مختصر خطابات کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کی علم انعامی کی تقریب ہوئی ۔امسال کینیڈا بھر میں 'مجلس خدام الاحمدیہ ۔ کیلگری' نے اوّل پوزیشن جب کہ مجلس ویسٹن ساؤتھ نے دوسری اور مجلس سکاربرو نے تیسری پوزیشن حاصل کی ۔اطفال الاحمدیہ میں مجلس کیلگری ۔اوّل ،مجلس سکاربرو ۔دوم اور مجلس وینکوور۔ سوم رہیں۔

اوّل آنے والی مجالس کے قائدین اور سیکرٹریان اطفال نے حضور انور کے دست مبارک سے علم انعامی اور دوم آنے والی مجالس کے قائدین اور سیکرٹریان اطفال نے حضور انور کے دست مبارک سے اسناد خوشنودی حاصل کیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب مجالس کے لئے یہ اعزاز بہت مبارک فرمائے ۔آمین

تعلیمی ایوارڈز اور سندات کی تقسیم

اس کے بعد مکرم خلیفہ عبدالعزیز صاحب نائب امیر دوم کینیڈا نے یونیورسٹی اور سکول میں اعلیٰ کارکردگی دکھانے والے اُن چھ طلباء کے نام پڑھ کر سنائے جنہیں ازراہ شفقت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایوارڈ اور سندات عطا فرمائیں۔

عزیزم منیب احمد صاحب ،رشید احمد صاحب ،نعمان مبشر صاحب اور عزیزم اظہار الحق خان صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے اپنی اعلیٰ تعلیمی کارکردگی پر ایوارڈ حاصل کئے جب کہ عزیزم منیر احمد خان صاحب اور خالد طاہر صاحب نے حضور انور سے اپنی اعلیٰ تعلیمی کارکردگی پر اسناد حاصل کیں ۔اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان سب طلباء کے لئے مبارک فرمائے۔

اختتامی خطاب

تقسیم انعامات کی اس تقریب کے بعد پونے ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے اختتامی خطاب کے لئے جونہی ڈائس پر تشریف لائے تو سارا ہال نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھا۔

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور کی آیت 51 کی تلاوت فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا آنحضرت ﷺ کا وجود وہ پاک اور اعلیٰ اخلاق سے پُر وجود تھا ۔وہ وجود جو خدا کے حقوق ادا کرنے اور اللہ کی عبادت کی ایسی مثالیں قائم کرنے والا تھا جس کی مثال نہیں ملتی اور پھر خدا کے بندوں کے حقوق کی بھی اعلیٰ مثالیں قائم کرنے والا تھا جو تاریخ میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتیں ۔جس نے اپنی ذات پر ظلم کئے لیکن لوگوں کے حقوق ادا کئے ۔آپ نے اپنی جان ہلکان کی کہ بندے خدا کو پہچانیں اور اپنے ظلم کی وجہ سے خدا کی پکڑ کے نیچے نہ آجائیں ۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کیا تو شدّت غم کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاک کردے گا۔

حضور انور نے فرمایا:

تو ایسا وجود جو اس شدّت غم سے خدا کی مخلوق کی بھلائی چاہتا ہو اور یہ فکر ہو کہ لوگ اپنے برے اعمال کی وجہ سے ہلاک نہ ہوجائیں ۔ایسے وجود کے بارہ میں کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ یہ دل ظلم کرسکتا ہے ۔یہ وجود تو ایسا وجود تھا جو عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرنے کے بعد احسان کرتا تھا۔ایسی ایسی احسان کی مثالیں آپؐ کی زندگی میں ملتی ہیں جن کے بارہ میں انسان تصور نہیں کرسکتا۔

حضور انور نے فرمایا: اس وقت میں آپ کی سیرت کے ایک پہلو کو لے رہا ہوں ۔اس میں آپ کو عدل و انصاف کی جھلکیاں نظر آئیں گی ۔آنحضرت ﷺ نے یہ ثابت کر کے دکھایا کہ عدل وانصاف کے نظارے دیکھنے ہیں تو اس نبیوں کے سردار میں دیکھو اور آپ ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو تلقین فرمائی کہ اگر تم میری پیروی کرنے والے ہو تو انصاف کے وہی تقاضے پورے کرو جن کا میں تم کو نمونہ دے رہا ہوں اور جو عمل میں کر رہا ہوں اُسی پر تم بھی کاربند ہو۔

حضور انور نے فرمایا: شریعت کے نازل ہونے سے پہلے ہی آپ کی فطرت میں خدا تعالیٰ نے یہ صلاحیت رکھی ہوئی تھی جسے دیکھ کر اہل مکّہ میں سبھی ہی آپ کو سچ پر قائم رہنے والا اور انصاف کرنے والا کہا کرتے تھے۔

حضور انور نے وہ واقعہ بیان فرمایا جب خانہ کعبہ کی دیوار میں حجر اسود رکھنے کے موقعہ پر تمام قبائل آپس میں لڑنے پر تیار ہوگئے تھے ۔آنحضرت ﷺ نے اس مسئلہ کو اس طرح خوبی کے ساتھ حل کیا کہ تمام قبیلوں کے سردار خوش ہو گئے ۔حضور انور نے فرمایا پس وقت کے ساتھ ساتھ ،قرآن کریم کے احکام کے نزول کے ساتھ ساتھ یہ انصاف پسند طبیعت نکھرتی گئی اور دنیا میں مثالیں قائم کر گئی ۔ خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ اب تمہارے لئے صرف یہی رسول اُسوہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ نبی اب اس طرح انصاف کے تقاضے پورے کرتا ہے جس طرح خدا چاہتا ہے ۔خدا تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ اب اس کا فیصلہ ،خدا کا فیصلہ ہے اور خدا کا فیصلہ رسول کا فیصلہ ہوگا ۔ایمان لانے والوں کو بھی فرمایا کہ اگر تم ایمان کی مضبوطی چاہتے ہو تو اس نبی کے فیصلوں کو خوش دلی سے تسلیم کرو۔

آپؐ نے ہمیشہ خدا تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق عمل کیا اور اپنی امت کو نصیحت کی کہ مجھے حکم دیا گیا ہے ۔' وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ' کہ میں تمہارے درمیان انصاف سے فیصلہ کروں ۔آپ جہاں انصاف کی تعلیم اپنی امت کو دیتے تھے خود اپنے عمل سے اس کے نظارے دکھارہے تھے۔ ہمیں آپ کی گھریلو زندگی سے میدان جنگ تک اور قوموں سے تعلقات سے انصاف کے نظارے نظر آتے ہیں۔

حضور انور نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ ایک باپ نے اپنے بچے کو عطیہ دیا اور آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا ۔حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم نے اپنے باقی بچوں کو بھی ایسا ہی عطیہ دیا ہے ۔اُس نے جواب دیا: نہیں ۔تو اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدا کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنی اولاد سے مساوی سلوک کرو، عدل کرو ۔اگر سب کو دینے کی توفیق نہیں تو پھر خاموش رہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اپنی گھریلو زندگی میں اپنی امت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب ایک شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان عدل نہ کرے تو قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوگا جو یہ ظاہر کرے گا کہ یہ انصاف نہیں کرتا تھا ۔پس انصاف کے تقاضے پورے کرو اور بیویوں کے حقوق ادا کرو ۔حضور انور نے فرمایا بیویاں کرنے کی اسلام نے صرف اجازت نہیں دی بلکہ انصاف کے تقاضوں کو اوّل نمبر پر رکھا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ عرب معاشرہ میں کوئی بڑا جرم کرے تو اس کی غلطیوں کو چھپانے کی کوشش کی جاتی تھی ۔غریب جرم کرے تو پکڑا جاتا تھا ۔مخذوم قبیلے کی ایک عورت کی چوری کا معاملہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا ۔چونکہ وہ عورت امیر خاندان کی تھی اس قبیلے والوں کے کہنے پر حضرت اسامہؓ نے اس کی سفارش کی ۔اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے اسامہ! کیا حدود اللہ کے بارہ میں سفارش کررہے ہو ۔خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی چوری کرتی تو میں اُس کے بھی ہاتھ کاٹنے کی سزا دیتا ۔آپؐ نے فرمایا تم میں سے پہلے لوگ صرف اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی مالدار ،معزز جرم کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے تھے اور کوئی غریب جرم کرتا تو اسے پکڑ کر سزا دیتے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے جب حضرت علیؓ کو یمن بھجوایا تو اس وقت آپ کو نصیحت فرمائی کہ اس وقت تک کوئی فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے فریق کی بات نہ سُن لینا ۔دوسرے فریق کی بات سننے سے فیصلہ کرنے میں مدد ملے گی ۔اسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس وقت دو فریقوں میں فیصلہ نہ کرو جب تم غصے کی حالت میں ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ اُصول ہے جو ہر فیصلہ کرنے والے کو اپنے مدّنظر رکھنا چاہئے۔

حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی پاک وطیّب زندگی کے بہت سے واقعات پیش کر کے چھوٹی سی چھوٹی بات میں بھی آپ کے عدل وانصاف کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ کس طرح آپ اپنوں میں اور غیروں میں انصاف کے تقاضے پورے فرمایا کرتے تھے اور نہ صرف انصاف کے تقاضے پورے فرماتے بلکہ احسان کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی جو نصیحت فرمائی ہے اس کی چند جھلکیاں میں نے دکھائی ہیں ۔ آنحضرت ﷺ اپنے ماننے والوں کو انصاف کی نصیحت نہیں کرتے رہے بلکہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھا دیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے انصاف کی گواہی آپ کی بیویوں نے دی ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش فرمایا ۔جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ”خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کے سوانح کو دو حصوں پر منقسم کردیا ہے ۔ایک حصہ دکھوں اور مصیبتوں اور تکلیفوں کا اور دوسرا حصہ فتحیابی کا تا مصیبتوں کے وقت میں وہ خلق ظاہر ہوں جو مصیبتوں کے وقت میں ظاہر ہوا کرتے ہیں اور فتح اور اقتدار کے وقت میں وہ خلق ثابت ہوں جو بغیر اقتدار کے ثابت نہیں ہوتے ۔سو ایسا ہی آنحضرت ﷺ کے دونوں قسم کے اخلاق دونوں زمانوں اور دونوں حالتوں کے وارد ہونے سے کمال وضاحت سے ثابت ہوگئے ۔چنانچہ وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی ﷺ پر تیرہ برس تک مکّہ معظّمہ میں شامل حال رہا ۔اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں ،یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارا کرنا اور اپنے کام میں سست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا ایسے طور سے دکھلا دیئے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دکھوں کو برداشت نہیں کرسکتا۔

اور پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ ،تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ اخلاق ،عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا ۔دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دینا ۔ان کے محتاجوں کو مالا مال کردیا اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا ۔چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپ کے اخلاق کو دیکھ کر ہی گواہی دی کہ جب تک خدا کی طرف سے اور حقیقۃً راستباز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز دکھلا نہیں سکتا ۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے دشمنوں کے پرانے کینے یکلخت دور ہوگئے ۔آپ کا بڑا بھاری خلق جس کو آپ نے ثابت کر کے دکھلا دیا وہ خلق تھا جو قرآن شریف میں ذکر فرمایا گیا ہے اور وہ یہ ہے ۔﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾(الانعام:163) ۔یعنی اُن کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے یعنی اس کا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور نیز اس کے بندوں کے آرام دینے کے لئے ہے تا میرے مرنے سے ان کو زندگی حاصل ہو۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد نمبر 10صفحہ ۴۴۷-۴۴۸)

اپنے خطاب کے آخر پر حضور انور نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت ﷺ کے اسوہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اس پیغام کو آگے پہنچانے والے ہوں ۔دنیا میں انصاف قائم کرنے کے لئے بھرپور کوشش کریں ۔جلسہ کے فیض کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو خیریت سے اپنے گھروں میں لے جائے ۔آمین

آخر پر حضور انور نے دعا کروائی اور یہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا ۔دعا کے بعد حضور انور سٹیج پر موجود تمام معزز مہمانوں سے ملے ۔مہمانوں نے باری باری اپنا تعارف کروایا اور حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

جلسہ کے اس آخری اجلاس میں ایک ہزار سے زائد غیر از جماعت اور غیر مسلم احباب بطور مہمان شامل ہوئے۔

ان میں سے 47 مہمانوں کا تعلق حکومت کے سرکردہ حکام میں سے تھا ۔جن میں سے ۱۵ ممبر آف پارلیمنٹ ، گیارہ ممبر آف پراونشل پارلیمنٹ ،تین مئیر ،ایک ڈپٹی مئیر ، ۱۰ کونسلرز ، ۳ ریجنل کونسلر ،ایک کونسل جنرل (USA) ایک چیف آف پولیس (پیل ریجن) ڈپٹی چیف یارک ریجن پولیس اور ایک چیئر مین میونسپلٹی آف یارک تھے ۔ممبران پارلیمنٹ میں سے ۹ حکومت کے منسٹر تھے اور تین اپنی اپنی پارٹیوں کے لیڈر تھے۔

کینیڈا کے اس جلسہ سالانہ میں کینیڈا کے علاوہ درج ذیل ۳۳ ممالک سے آنے والے ۳۴۵۲ /افراد تھے ۔ آسٹریلیا ،بحرین ،بیلجئم ،بنگلہ دیش ،کیمرون ،ڈنمارک ،مصر، فجی ،فرانس ،جرمنی ،غانا ،یونان ،گیانا ،ہالینڈ ،انڈیا ،آئرلینڈ، اٹلی ،جاپان ،کویت ،نیوزی لینڈ ،ناروے ،پاکستان ،ساؤتھ افریقہ، سپین ،سری لنکا ،سویڈن ،ٹرینیڈاڈ ،UAE ،برطانیہ ،USA ، Vanuatu ،یمن ،زمبابوے۔

امسال شعبہ رجسٹریشن کے مطابق جلسہ کی مجموعی حاضری 17046 رہی۔ دو بجے حضور انور نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

جلسہ کے آخری اجلاس میں شامل ہونے والے معزز مہمانوں کے لئے ظہرانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور مہمانوں کے ساتھ ظہرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ جہاں تمام معزز مہمانوں نے جن کی تعداد ہزار سے زائد تھی حضور انور کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ Stephen Harper (لیڈر آف کنزرویٹو پارٹی) Hon.Joe Volpe (آنریبل جو والپے) منسٹر آف امیگریشن، Greg Sorbara (منسٹر آف فنانس) DeepakObhari، RahimJaffer ممبران پارلیمنٹ اور چاروں شہروں کے میئرز کو حضور انور کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

کھانے کے بعد حضور انور مہمانوں کے درمیان تشریف لے گئے اور مختلف مہمانوں کو شرف مصافحہ بخشا۔ بہت سے غیر مذاہب کے افراد حضور انور کے ساتھ انتہائی عقیدت اور محبت سے ملتے رہے اور حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ مہمانوں سے ملاقاتوں کا یہ سلسلہ قریباً نصف گھنٹہ تک جاری رہا۔

فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد حضور انور چار بجے جلسہ گاہ سے واپس پیس ویلج تشریف لے آئے۔ چھ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں، ملاقاتوں کا یہ سلسلہ رات دس بجے تک جاری رہا۔ اس دوران امریکہ کی جماعتوں، واشنگٹن، پوٹامک، ڈیلس، نارتھ ورجینیا، ہیوسٹن، نیویارک، سینٹ پال، کلیولینڈ، لاس اینجلیز، سیرا کیوز، سلور سپرنگ، شکاگو، لارل، بالٹی مور، ڈیٹرائیٹ، ملواکی، توسان، فینکس، بوسٹن اور فلاڈلفیا کی ۱۰۲ فیملیز کے ۴۹۶ افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملاقاتوں کے بعد سوا دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت السلام میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

نکاحوں کا اعلان

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انو ایدہ اللہ نے چودہ نکاحوں کا اعلان فرمایا اور ان نکاحوں کے بابرکت ہونے کی دعا کروائی

(باقی آئندہ شمارہ میں)

☾☾☾☾☾☾

بقیہ: اموال و اولاد کے فتنوں سے حفاظت اور اصلاح نفس کا ایک زبردست ذریعہ نظام وصیت میں شمولیت

از صفحہ نمبر 18

بھی وقت آنے پر قربانی کرنے اور خود بھی نظام وصیت میں شامل ہونے کا سبب بن جاتی ہے۔ اور یہ سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ آئندہ نسلوں میں جاری رہنے کے سامان ہوتے رہتے ہیں۔

پس ان امور کو پیش نظر رکھنے سے یہ حقیقت کُھل کر سامنے آجاتی ہے کہ نظام وصیت بلا شُبہ الٰہی نظام ہے جو انسان کو نہ صرف مال اور اولاد کے فتنہ سے تحفظ مہیا کرتا ہے۔ بلکہ مال اور اولاد کو مفید اور بابرکت بنا دینے والا نظام ہے۔ آج بلاشُبہ دنیا کو ایسے ہی نظام کی ضرورت ہے تاکہ فتنوں کے دروازے بند ہو جائیں اور خیرو برکت کے دائمی دروازے کُھل جائیں۔ اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے ہر احمدی کو چاہیے کہ جہاں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے وصیت ضرور کریں۔ وہاں پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک کے تابع جلد از جلد نظام وصیت میں شامل ہوں۔

نظام وصیت کا ایک بہت اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اس نظام کے طفیل انسان کی دونوں زندگیوں یعنی دنیا و آخرت میں نیک اور پیارے باہم ایک کشتی میں سوار ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان اوپر گزر چکا ہے کہ:

''ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ تحریر ملے وہ اپنے دوستوں میں اس کو مشتہر کریں...... اور اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں۔''

یہ امر کسی دلیل کا محتاج نہیں کہ دوستوں سے زیادہ اولاد انسان کے قریب ہوتی ہے۔ اور قرب تبھی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں قدر و قیمت والا ہوگا کہ انسان کی اولاد بھی وصیت کے نظام میں شامل ہو۔ اور پھر دوستوں میں بھی اس نظام کو انسان مشتہر اور مقبول بنائے۔ لیکن یہ سارا اہتمام اولاد اور دوستوں کو لپیٹ میں لینے والا تو صرف اِس دنیوی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا اُخروی زندگی میں کیا منظر ہوگا؟ اس پر بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا۔

''واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ اُن کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے اُنہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں''۔ (رسالہ الوصیت)

پس اپنائے پیاروں کی اگلے جہان میں رفاقت، قُربت اور اجتماعیت اگر مطلوب ہے تو چاہئے کہ موصی نہ صرف خود وصیت کرے بلکہ اپنی اولاد کو بھی موصی بنائے اور پھر اپنے دوستوں کو بھی نظام وصیت میں شامل کرے۔ یہی اجتماع اُخروی زندگی میں بھی پھر نصیب ہوگا جہاں دوستوں سے بڑھ کر انسان اپنے اہل وعیال کی قربت اور اتحاد کا متمنی ہوتا ہے۔ گویا اولاد کو وصیت کے نظام میں لانا دونوں جہانوں میں وحدت اور قربت کا ذریعہ ہے۔ خدا کرے کہ ہر احمدی اس الٰہی منصوبہ کی قدر و قیمت کو سمجھے اور نظام وصیت میں بلا تاخیر شامل ہو کر اپنی دونوں زندگیوں کو فتنوں سے محفوظ کر لے۔ آ(مین)

☾☾☾☾☾☾

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ﴾ (الحشر:11)

چند ابتدائی خوش نصیب موصیان

نام موصی/موصیہ	ولدیت	پتہ	نمبر وصیت	تاریخ
مکرم محمد حسن صاحبؓ	مکرم کرم دین صاحب ارائیں	ضلع گورداسپور حال قادیان	1	9-3-1906
مکرم مولوی غلام محمد صاحبؓ		امرتسر	2	9-3-1906
مکرم عنایت اللہ صاحبؓ	مکرم محمد حسین صاحب	سندھواں گوجرانوالہ	4	23-7-1907
مکرم احمد حسین صاحبؓ	مکرم غلام حسین صاحب	فرید آباد دہلی	5	19-4-1907
مکرم معراج الدین صاحبؓ عمر		لاہور	6	17-2-1906
مکرم محمد حسین صاحبؓ	مکرم صوبے خان صاحب	تلونڈی عنایت خان سیالکوٹ	7	12-2--1906
مکرم فتح محمد دین صاحبؓ	مکرم محکم الدین صاحب	مرادر یاست کپورتھلہ	8	25-2-1907
مکرم بابو شاہ دین صاحبؓ		ساہووالہ سیالکوٹ	9	3-2-1906
مکرم غلام نبی صاحبؓ	مکرم چانن شاہ صاحب	ہوشیارپور	10	2-3-1907
مکرم خداداد صاحبؓ مع زوجہ کرم بی بی صاحبہؓ	مکرم پہلوان خان صاحب	قادیان	13 **	26-2-1906
مکرم غلام محمد صاحبؓ	مکرم امیر بخش صاحب	قلعہ صوبہ سنگھ پسرور	14	18-12-1906
مکرم عبداللہ خان صاحبؓ	مکرم چوہدری غلام حسن صاحب	بہلول پور لائل پور	15	17-2-1906
مکرم فضل الدّین صاحبؓ	مکرم اللہ دین صاحب	نون کھاریاں گجرات	16	14-2-1906
مکرم گلاب خان صاحبؓ	مکرم تُراب خان صاحب	کرولی ضلع نیساپوری	17	16-2-1907
مکرم عبدالغنی صاحبؓ افسر فراش خانہ		ریاست پٹیالہ	18	28-1-1906
مکرم کریم بخش صاحبؓ	مکرم ستھا صاحب	رائے پو رنابھہ	19	14-2-1907
مکرم احمد الدین صاحبؓ زرگر	مکرم محمد عارف صاحب زرگر	قادیان	21	28-1-1907
مکرم فیاض علی صاحبؓ	مکرم رسول بخش صاحب	میرٹھ حال کپورتھلہ	29	16-5-1906
مکرم مُفتی گلزار محمد صاحبؓ	مکرم مُفتی محمد بخش صاحب شیخ	بٹالہ	31	20-1-1906
مکرم نُور احمد صاحبؓ عرف حافظ	مکرم قادر بخش صاحب	لدھیانہ	36	20-1-1906
مکرمہ آمنہ بی بی صاحبہؓ	زوجہ عبداللہ خان صاحب	بہلول پور لائل پور	39	22-2-1907
مکرم محمد عجب خان صاحبؓ	مکرم شریف خان صاحب	زیدہ پشاور	44	14-1-1906
مکرم غلام احمد صاحبؓ	مکرم محمد بخش صاحب	کوٹلی سیالکوٹ	45	24-2-1906
مکرم اسماعیل صاحبؓ	مکرم غلام احمد صاحب	بڈھال سیالکوٹ	46	2-4-1906
مکرمہ راج بی بی صاحبہؓ	مکرم اسماعیل صاحب	بڈھال سیالکوٹ	47	12-3-1907
مکرم اللہ دتہ صاحبؓ	مکرم قاسم دادراوان صاحب	جموں ریاست	48	20-2-1906
مکرمہ مریم بی بی صاحبہؓ	زوجہ میاں اللہ دتہ صاحب	جموں ریاست	49	20-2-1906
مکرم شیر محمد صاحبؓ	مکرم نتھو صاحب	فلور جالندھر	51	22-2-1907
مکرم سلطان حامد صاحبؓ	مکرم صلاح الدین صاحب	فتال پور ملتان	52	1-1-1907
مکرم عطا محمد صاحبؓ	مکرم حافظ غلام محمد صاحب	لاہور موتی بازار	53	18-3-1906
مکرم الٰہی بخش صاحبؓ	مکرم فضل الدین صاحب	سمبڑیال سیالکوٹ	54	8-3-1906
مکرم میر غلام حسین صاحبؓ	مکرم نتھو ارائیں صاحب	شہر سیالکوٹ	55	16-10-1906
مکرم مولوی شیر علی صاحبؓ	مکرم نظام الدین صاحب	شاہ پور حال قادیان	56	9-3-1906

** شوہر اور زوجہ دونوں کے نام ایک ہی وصیت نمبر کے تحت درج ہیں۔

(بشکریہ: مجلّہ 'النور' USA جنوری 2005ء)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ کا سالانہ نمبر 2004ء

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 20 دسمبر 1905ء کو رسالہ ’’الوصیت‘‘ کے ذریعہ عظیم الشان نظام وصیت کا اعلان فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس نظام کے سو سال مکمل ہونے پر 2005ء کو اس حوالہ سے منانے کا اعلان فرمایا جس کے لئے ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان نے دسمبر 2004ء میں چالیس بڑے سائز کے صفحات پر مشتمل ’’وصیت نمبر‘‘ شائع کیا۔ اس میں حضرت اقدسؑ اور خلفائے کرام کے وصیت سے متعلق ارشادات کے علاوہ بھی بہت سے علمی مضامین شامل اشاعت ہیں نیز بہشتی مقبرہ کے حوالہ سے چند قیمتی اور تاریخی تصاویر بھی اس کی زینت بنائی گئی ہیں۔

صحابہ کرامؓ اور تابعین کی قربانیاں

حضرت مسیح موعودؑ نے نظام وصیت محض اشاعت اسلام کے لئے قائم فرمایا اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک عمدہ موقع قرار دیا چنانچہ صحابہؓ نے وہ نمونہ پیش کیا جس نے ابتدائے اسلام میں کی جانے والی صحابہؓ رسولؐ کی عظیم الشان قربانیوں کی یاد تازہ کردی۔ بعض صحابہؓ اور تابعین کے نمونوں پر مشتمل ایک مختصر مضمون ہفت روزہ ’’بدر‘‘ سالانہ نمبر 2004ء میں مکرم عطاء المجیب لون صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

☆ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ نے اپنا سارا مال و متاع پیش کرتے ہوئے خدمت اقدس میں عرض کیا: ’’میرا جو کچھ ہے میرا نہیں، آپ کا ہے۔ حضرت پیرومرشد! مَیں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو مَیں مراد کو پہنچ گیا‘‘۔ بعد حضورؓ نے اپنی زرعی زمین جو بھیرہ میں تھی، صدرانجمن احمدیہ کو بہشتی مقبرہ کی وصایا کے ماتحت ہبہ کردی۔

☆ حضرت حافظ نور محمد صاحبؓ فیض اللہ چکوی کی طرف سے 1913ء میں زمین کی آمد کی مد میں سولہ روپے کی آمد کا ذکر ہے جو اُس زمانہ کے لحاظ سے بہت بڑی رقم تھی۔ پھر آپؓ نے سولہ کنال سات مرلہ اراضی بھی صدرانجمن کو پیش کردی جو تین سو روپے میں 1917ء میں فروخت ہوئی۔

☆ حضرت مولوی عبداللہ بوتالویؓ صاحب نے 1901ء میں بیعت کی اور 1913ء میں وصیت میں شامل ہوئے۔ آپؓ کے متعلق ’’اصحاب احمد‘‘ میں خصوصیت سے یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ وصیت کا سرٹیفکیٹ ہمیشہ اپنے پاس اور حفاظت سے رکھتے۔ پاکستان کو ہجرت کرتے وقت بھی جو چند کاغذات ہمراہ لائے، اُن میں بھی وہ شامل تھا۔

☆ محترمہ کریم بی بی صاحبہ اہلیہ حضرت منشی امام الدین صاحبؓ پٹواری نے ایک بار حصہ جائیداد کی رقم ادا کی جو دفتر کی غلطی سے کسی اَور مد میں داخل ہوگئی۔ ایک عرصہ بعد غلطی کا پتہ چلا تو آپ نے کاغذات درست کروانے کی بجائے یہ پسند کیا کہ دوبارہ وصیت کا چندہ ادا کریں۔

☆ حضرت ملک مولیٰ بخش صاحبؓ امرتسری کئی سال کے بعد نظام وصیت میں شامل ہوئے کیونکہ آپؓ کا خیال تھا کہ ہر کام کے کرنے کے لئے کوئی منطقی وجہ ضروری ہے۔ آپؓ کا نظام وصیت میں شامل ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ آپ کے ایک دوست ڈاکٹر سیف الدین کچلو صاحب جو کچھ عرصہ احمدی بھی رہے لیکن بعد میں نمازیں ترک کر کے کانگریس کے لیڈر بن گئے، کسی طرح بھی نماز پڑھنے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے۔ ایک بار آپؓ نے اُن سے پوچھا کہ کیا وہ قرآن کریم کو الہامی کتاب مانتے ہیں۔ ڈاکٹر کچلو نے اثبات میں جواب دیا تو آپؓ نے پوچھا کہ اگر قرآن مجید نماز پڑھنے کو کہے تو......۔ ڈاکٹر صاحب کا جواب تھا کہ کسی الہامی کتاب کو ماننے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی ہر بات مان لی جائے بلکہ وہی بات مانی جائے گی جو عقل میں سمجھ آئے گی۔ آپؓ کو یہ طریق استدلال بہت بُرا معلوم ہوا۔ لیکن جب غور کیا تو احساس ہوا کہ آپؓ بھی نظام وصیت سے اِسی وجہ سے دُور ہیں۔

ایک دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ ہوشیار پور میں ایک غیراحمدی مسلمان جج آپؓ کو ملنے آئے تو باتوں باتوں میں اس بات کا ثبوت طلب کیا کہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والا بہشتی ہی ہوتا ہے۔ معترض کی تسلی کے لئے آپؓ سے کوئی جواب نہ بَن پڑا تو فوراً اللہ تعالیٰ نے ایک بات آپؓ کے دل میں ڈالی اور آپؓ نے جج صاحب سے پوچھا کہ آپ مسلمان ہیں، بتائیں کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ بہشت ہے بھی؟۔ اس پر جج صاحب سے کوئی بات نہ بَن سکی۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ بہشت کا ثبوت تو یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ، جنہیں ہم صادق سمجھتے ہیں، نے ایسا کہا ہے۔ جج صاحب کہنے لگے کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ آپؓ نے فرمایا تو ہم بھی مرزا صاحب کو صادق یقین کرتے ہیں اس لئے جو آپؑ نے فرمایا ہے، وہ بھی سچ ہے۔ پس ہم سے بحث اس امر پر کرو کہ حضرت مرزا صاحب صادق ہیں یا نہیں۔ اگر آپؑ صادق ہیں تو آپؑ کی ساری باتیں سچ ہیں۔

مذکورہ دونوں واقعات سے آپؓ کو انشراح صدر ہوگیا اور آپؓ نے وصیت کردی۔

☆ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ کی مالی قربانیوں کو دیکھتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت قرار دیا۔ منارۃ المسیح، تبلیغ مغرب، تعمیر مساجد و ہسپتال، رسائل و جرائد، یتامیٰ فنڈ، تحریک جدید، جلسہ سالانہ، تعمیر دفاتر......ایک لمبی فہرست آپ کی قربانیوں کی پیش کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ ’’تابعین اصحاب احمد‘‘ جلد 9 کے تیس صفحات صرف آپ کی مالی قربانیوں پر مشتمل ہیں۔ آپ نے 5 مئی 1918ء کو اپنی جائیداد کے چھٹے حصہ کی وصیت کر کے پانچ ہزار روپے ادا کردئے۔ پھر 1931ء میں آپ نے حصہ وصیت میں اضافہ کر کے اسے ایک تہائی کردیا۔ اس وقت تک آپ کی جائیداد کی مالیت 80 ہزار ہوچکی تھی چنانچہ آپ نے مزید حصہ کے عوض احمدیہ جوبلی بلڈنگ (حیدرآباد دکن) کو جماعت کے نام ہبہ کردیا۔ پھر 1982ء میں اس بلڈنگ کی تعمیر پر 34 ہزار خرچ ہوئے نیز 18 ہزار روپے میں آپ نے ملحقہ قطعہ خرید کر اس بلڈنگ میں شامل کردیا۔ اس وقت تک آپ اپنی کُل جائیداد کی مالیت کے ایک تہائی سے بھی دس ہزار روپیہ زیادہ کی رقم چندہ وصیت میں ادا فرماچکے تھے۔

☆ محترم شمس الدین صاحب غریب اور معذور تھے۔ اُن کا گذارہ لوگوں کی عطاء پر ہوتا تھا لیکن وہ ان عطایا کو جمع کر کے، ان پر چندہ وصیت ادا کرتے تھے۔ اور نہ صرف یہ کہ اپنی زندگی میں چندہ ادا کرتے رہے بلکہ اپنی پیدائش سے کئی سال پہلے سے لے کر اپنی وفات کے کئی سال بعد تک کا چندہ ادا کردیا۔ چنانچہ آپ اگرچہ 1919ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے اور 1950ء میں وفات پائی لیکن چندہ وصیت آپ نے 1901ء سے 1990ء تک کا ادا کیا۔

بہشتی مقبرہ قادیان کے تاریخی و مقدس مقامات

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ سالانہ نمبر 2004ء میں شامل اشاعت ایک مضمون بقلم مکرم محمد یوسف انور صاحب میں بہشتی مقبرہ اور اس کے تاریخی مقدس مقامات کا بیان کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے 6 اگست 1898ء کو ایک مکتوب کے ذریعہ سے بہشتی مقبرہ کے قیام کا خیال فرمایا تھا لیکن اس وقت زمین کافی مہنگی تھی چنانچہ یہ کام التواء کا شکار ہوگیا۔ آخر 20 دسمبر 1905ء کو حضورؑ نے اپنے باغ کی زمین میں سے ایک حصہ اس کے لئے وقف فرمادیا۔ اسی باغ میں اپریل 1905ء میں حضورؑ نے اپنے بعض اصحابؓ اور اہل بیت کے ہمراہ کچھ عرصہ اس وقت قیام فرمایا جب زلزلوں کی ہیبت ناک پیشگوئی کا ظہور ہوا۔ اس باغ میں جہاں حضورؑ نشست فرمایا کرتے تھے وہ درختوں کے گھنے سایہ میں پختہ چبوترے کی شکل میں بنی ہوئی تھی۔ 1970ء میں اس شہ نشین کو پختہ کروایا گیا اور اس میں کسی قدر توسیع بھی کی گئی تاہم حضورؑ کی نشست گاہ کو اُسی مقام پر قائم رکھا گیا۔

سب سے پہلے حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی کو 27 دسمبر 1905ء کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ پھر قبرستان کے شمال میں جہاں پانی کھڑا رہتا تھا، ایک پُل تعمیر کیا گیا، کنواں بنایا گیا اور درخت لگائے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ بہشتی مقبرہ کی غیرمعمولی حفاظت فرمائی ہے۔ چنانچہ 1992ء میں ایک عمررسیدہ سکھ نے بتایا کہ تقسیم ہند کے فوراً بعد انہوں نے بہشتی مقبرہ اور باغ پر قبضہ کرنے کی کئی بار کوشش کی لیکن جب بھی وہ حملہ کرنے کے لئے آئے تو اُن کو سامنے گھوڑوں پر سوار فوج اس کی حفاظت کرتی ہوئی نظر آتی۔ اسی طرح جولائی 1993ء میں سیلاب آیا جو بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص کے دونوں طرف سے گزر گیا لیکن بہشتی مقبرہ کی قبور کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

بہشتی مقبرہ میں ’’جنازہ گاہ‘‘ وہ مقام ہے جہاں حضرت مسیح موعودؑ کا جنازہ لاہور سے لاکر رکھا گیا تھا اور خلافت کا قیام عمل میں آیا تھا۔ بیعت خلافت باغ میں ایک آم کے درخت کے نیچے ہوئی جس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے جنازہ پڑھایا اور شام چھ بجے بہشتی مقبرہ میں جسد مبارک کو سپرد خاک کردیا گیا۔

مالی تنگی کے باعث ایک لمبا عرصہ تک بہشتی مقبرہ کے اردگرد چاردیواری کی تعمیر نہ ہوسکی۔ یہاں تک کہ تقسیم ہند کے فوراً بعد حفاظتی نقطہ نگاہ سے ایک معمولی کچی دیوار قبرستان کے مغربی، جنوبی اور مشرقی جانب بنائی گئی۔ پھر چند سال کے بعد بعض مخلص احباب کے تعاون سے قریباً 35 ہزار روپیہ کے خرچ سے بہشتی مقبرہ کے گرد پختہ دیوار تعمیر ہوئی جس میں باغ بھی شامل کردیا گیا اور گیٹ بھی لگوایا گیا۔ گیٹ سے جنازہ گاہ تک سڑک بھی تعمیر کی گئی۔ بعد میں پھولوں اور پھل دار درختوں سے ساری جگہ بارونق بنائی گئی نیز ایک ٹیوب ویل بھی لگایا گیا جو آمد پیدا کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ بہشتی مقبرہ میں نہ صرف احمدی دعا کے لئے آتے ہیں بلکہ غیرازجماعت اور ہندو سکھ بھی کثرت سے زیارت کرنے آتے ہیں۔

نظام وصیت اور درویشان قادیان

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ سالانہ نمبر 2004ء میں مکرم چودھری بدرالدین عامل بھٹہ صاحب کے قلم سے ایک تاریخی مضمون شامل اشاعت ہے جس میں درویشان قادیان کے نظام وصیت میں شمولیت کی نقشہ کشی کی گئی ہے۔

16 نومبر 1947ء کو جب قادیان سے آخری قافلہ پاکستان ہجرت کر گیا تو 313 جانثار حفاظتِ مرکز کی خاطر قادیان میں رہ گئے۔ ان میں غالب اکثریت نوجوانوں کی تھی۔ جائزہ لینے پر علم ہوا کہ اُن میں صرف پچیس چھبیس افراد ہی موصی ہیں۔ چنانچہ خاص تحریک کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب کو ہی وصیت کی توفیق عطا ہوئی۔ ان درویشان کی کوئی جائیداد نہ تھی۔ صرف پانچ روپے ماہوار متفرق اخراجات کے لئے، صدرانجمن کی طرف سے ملتے تھے اور اسی رقم پر یہ وصیت کی گئی تھی۔ اپریل 1948ء میں پہلے درویش بھائی مکرم حافظ نورالٰہی صاحب کی وفات ہوئی اور وہ بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک ہوئے۔ 1994ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی منظوری سے بہشتی مقبرہ میں درویشان کے لئے الگ قطعہ مخصوص کیا گیا۔

نومبر 1947ء میں جو حفاظتی دیوار بہشتی مقبرہ کے جنوبی جانب شروع کی گئی وہ پانچ فٹ موٹی اور بہشتی مقبرہ کے اندر کی طرف سے چھ فٹ جبکہ باہر کی طرف سے ساڑھے آٹھ فٹ بلند تھی۔ پھر مشرقی جانب والی دیوار کے لئے چونکہ مٹی دُور سے لانا پڑتی تھی اس لئے اس کی موٹائی دو فٹ تھی اور اونچائی پہلی دیوار جتنی ہی رکھی گئی تھی۔ یہ ساری دیوار درویشوں نے اپنی محنت سے بغیر کوئی رقم خرچ کئے تعمیر کی تھی جس کے دو کونوں پر ایک ایک دومنزلہ کمرے بھی پہرہ داروں کے لئے تعمیر کئے گئے تھے۔ ایک طرف کا حصہ کھلا تھا جہاں سے کئی بار غیرمسلموں نے دخل اندازی کی کوشش بھی کی جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ناکام بنادی گئی۔ پندرہ سال گزرنے کے بعد یہ کچی دیوار جگہ جگہ سے ٹوٹ گئی تو حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے جماعت میں تحریک کر کے پختہ چاردیواری کی تعمیر دس سال میں مکمل ہوئی۔ اس کے لئے محترم بابا خدا بخش صاحب نے اپنی ساری جمع پونجی پیش کردی جو انہوں نے پیسہ پیسہ کر کے حج کے لئے رکھی تھی لیکن اب جسمانی کمزوری کے باعث حج پر جانا اُن کے لئے ممکن نہ رہا تھا۔

11 مئی 1948ء کو حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ قادیانی جب قادیان آئے تو آپ کے داماد مکرم مرزا برکت علی صاحب اوورسیئر بھی کچھ عرصہ بعد قادیان آئے جو ایران میں ملازمت کرتے تھے۔ انہوں نے قادیان کے مقامات مقدسہ کے نقشہ جات تیار کئے اور ان کے زمین دوز نشانات لگائے۔ اُس وقت حضرت بھائی صاحبؓ نے جنازہ گاہ اور ظہور قدرت ثانیہ کے مقام کی تعیین کی جس کی دوسرے صحابہؓ نے تصدیق کی۔ چنانچہ جنازہ گاہ کی تعمیر عمل میں آئی۔

1934ء تک بہشتی مقبرہ میں قطعہ خاص کے گرد بھی چاردیواری نہیں تھی۔ جب احرار نے قادیان پر حملوں کی دھمکیاں دیں تو حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر ایک چھوٹی سی چاردیوار بنادی گئی۔ پھر 1944ء میں حضرت امّ طاہر صاحبہؓ کی وفات پر جب حضورؓ مسلسل چالیس روز تک اُن کے مزار پر دعا کے لئے جاتے رہے تو اس دوران حضورؓ نے اس چاردیواری کو اس حد تک توسیع دینے کا ارشاد فرمایا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی کی قبر بھی اس میں آجائے۔ تب سے یہ چاردیواری اسی جگہ قائم ہے۔

بہشتی مقبرہ میں اس وقت (دسمبر 2004ء تک) 1625 سے زائد قبریں اور 1130 سے زائد یادگاری کتبہ جات نصب ہیں۔ خلافت رابعہ کے دَور میں بہشتی مقبرہ میں توسیع کے بعد اب اس کا کُل رقبہ سولہ ایکڑ ہے جس میں حصہ قبور ساڑھے چار ایکڑ ہے۔

بہشتی مقبرہ ربوہ۔مختصر تاریخ

الٰہی پیشگوئیوں کے مطابق سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محموداحمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعودرضی اللہ عنہ نے اگست 1947 کوقادیان سے ہجرت فرمائی۔آپ پہلے پہل لاہورمیں مقیم ہوئے پھر چنیوٹ کے نزدیک یکم ستمبر 1948 میں ایک زمین خریدی جہاں دارالہجرت ربوہ آباد ہوا۔حضوررضی اللہ عنہ نے ربوہ میں قادیان کی طرح تمام جماعتی ادارے شروع فرمائے اورحضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق کہ قادیان کے بہشتی مقبرہ کی شاخیں اورملکوں میں بھی پھیلائی جائیں ربوہ میں بھی بہشتی مقبرہ بنایا ۔ چنانچہ 1949 میں بہشتی مقبرہ ربوہ میں پہلی تدفین مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرمہ چوہدری برکت علی صاحب وکیل المال تحریک جدید کی ہوئی۔اس طرح بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہی سب سے پہلے موصی حضرت باباحسن محمد صاحب (ولادت 1870 بیعت 1897) آف اوجلہ ضلع امرتسر بھی مدفون ہیں۔ حضرت باباحسن محمد صاحب حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کے صحابی تھے اور آپ کوسب سے پہلے وصیت کرنے کی توفیق ملی۔ان کا وصیت نمبر 1 درج ہے۔ آپ کی وفات 20/جولائی 1950 کو ہوئی اور آپ بھی بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہیں۔حضرت مولوی رحمت علی صاحب سابق مبلغ انڈونیشیا آپ کے فرزند تھے۔ آپ کی وفات 27/اپریل 1949 کو ہوئی۔ بعد میں یہاں صحابہ حضرت مسیح موعودؑ جوبہشتی مقبرہ کے قیام سے پہلے وفات پاگئے تھے اورامانتاً دفن تھے ان کی آمد کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔ چھوٹی چاردیواری والے قطعہ کا قیام حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہ کی وفات پر 1952 کے بعد شروع ہوا اوراس کے اردگرد قطعہ صحابہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام بنایا گیا۔جس میں سینکڑوں صحابی مدفون ہیں قطعہ صحابہ کے ساتھ قطعہ خاص بھی ہے جس میں سلسلہ کے ناموراور چوٹی کے علماء اورمربیان اوردیگراہم شخصیات دفن ہیں۔
99 کنال رقبے پر مشتمل بہشتی مقبرہ ربوہ میں تقریباً نوہزارتین صدموصیان کی قبریں ہیں۔

چھوٹی چار دیواری میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوخلفاء حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے مزار بھی ہیں۔اس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کی مبشراولاد کے پانچوں افراد یہاں دفن ہیں اوردوسرے بزرگان جوخاندان حضرت مسیح موعود سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی دفن ہیں۔حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب بھی چار دیواری میں ابدی نیندسورہے ہیں۔

روحانی تسکین کے ساتھ ساتھ حسن ترتیب اور ظاہری خوبصورتی کے لحاظ سے بھی بہشتی مقبرہ ربوہ زیارت مرکز کے واسطے آنے والے افراد کے لئے اہم مقام ہے۔

ایک یادگاری تحریر

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا (زوجہ مطہرہ حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام) کے مزار کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی درج ذیل نصیحت آویزاں ہے:

”جماعت کونصیحت ہے کہ جب بھی ان کوتوفیق ملے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اور دوسرے اہل بیت کی نعشوں کوبہشتی مقبرہ قادیان میں لے جا کردفن کریں چونکہ مقبرہ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے اسی میں حضرت ام المومنینؓ اورخاندان حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے دفن کرنے کی پیشگوئی ہے۔اس لئے یہ بات فرض کے طور پر ہے اور جماعت کوکبھی نہیں بھولنا چاہیئے۔“

(بحوالہ کتاب ربوہ دارالہجرت

مؤلفہ۔کیپٹن ملک خادم حسین صاحب)

سیکرٹری وصایا کے فرائض

1۔وہ احباب جماعت کو نظام وصیت سے روشناس کروائے گا۔(قاعدہ نمبر 341)

2۔وہ اس بات کی بھرپور کوشش کرے گا کہ جماعت کے زیادہ سے زیادہ احباب نظام وصیت میں شامل ہوں۔ (قاعدہ نمبر 342)

3۔وہ موصیان کووصیت کے قواعد کے بارہ میں آگاہ کرے گا۔ (قاعدہ نمبر 343)

4۔وہ اپنے دائرہ کارمیں تمام موصیان کی مکمل فہرست اپنے پاس رکھے گا۔اور ہرسال کے آغاز پر اس کی نقل وکیل المال ثانی کوبھجوائے گا۔

(قاعدہ نمبر 344)

5۔اگرکوئی موصی نقل مکانی کرجائے۔توسیکرٹری وصایا اس کے نئے ایڈریس سے مرکز کو اور اس جماعت کوجس میں وہ نقل مکانی کرکے گیا ہے۔مطلع کرے گا۔ (قاعدہ نمبر 345)

6۔وہ اس امر کو یقینی بنائے گا کہ ہر موصی نے اپنے سالانہ حساب کے موصول ہونے پر اقرار تصدیقی بابت ادائیگی چندہ حصہ آمد وکیل المال ثانی کوبھجوادیا ہے۔

(قاعدہ نمبر 346)

7۔کسی موصی کی وفات کے موقعہ پرسیکرٹری وصایا قواعد وصیت میں دیئے گئے شیڈول "F" کے مطابق تمام کوائف مکمل کرکے میت کے ساتھ بھجوانے کا انتظام کرے گا۔ (قاعدہ نمبر 347)

8۔وہ قواعد وصیت کے مطابق بطورصدرموصیان اپنے فرائض سرانجام دے گا۔ (قاعدہ نمبر 348)

قارئین کرام مطلع رہیں کہ الفضل انٹرنیشنل کا یہ وصیت نمبر دوہفتوں کے شماروں پر مشتمل ہے۔اس لئے 5/اگست کا شمارہ الگ شائع نہیں ہوگا۔(مینجر)

بہشتی مقبرہ

وہ کیفِ عشق سے مخمور مقبرہ کی فضا
زمیں سے تا بفلک نور مقبرہ کی فضا
حسیں قطاروں میں ہیں محوِ خواب زیر زمیں
خدا کے بندے وہ زندہ دلانِ عرش نشیں
مسیحِؑ پاک کے انصار چاند کے ہالے
نیازِ عشق کی راتوں میں جاگنے والے
مئے وصال سے مدہوش ہوگئے آخر
خدا کے بندے خدا میں ہی کھو گئے آخر
یہ مقبرہ ہے کہ آرام گاہِ اہلِ جنوں
ملا ہے سیرتِ سیماب کو پیامِ سکوں
یہاں خدا کی رضا کے غلام رہتے ہیں
یہ لوگ جن کو فرشتے سلام کہتے ہیں
مری نظر میں ہے جنت نشاں یہاں کی زمیں
خدا گواہ بہشتی ہیں ان گھروں میں مکیں
خوشا نصیب کہ منزل کو پاگئے ناہید
خدا کے پاک مسیحاؑ کے پاکباز مرید

عبدالمنان ناہید

نظام وصیت کی عالمی توسیع

خداکے فضل کے ساتھ درجِ ذیل 75 ممالک میں نظامِ وصیت کا قیام ہو چکا ہے۔

نمبر شمار	ملک	نمبر شمار	ملک	نمبر شمار	ملک
1	گھانا	26	البانیہ	51	بحرین
2	نائیجیریا	27	پرتگال	52	مصر
3	گیمبیا	28	جرمنی	53	یمن
4	آئیوری کوسٹ	29	اٹلی	54	ایران
5	لائبیریا	30	ناروے	55	کویت
6	سیرالیون	31	سپین	56	عمان،مسقط
7	برکینافاسو	32	سویڈن	57	سعودی عرب
8	بنین	33	سوئٹزرلینڈ	58	شام
9	گنی کیناکری	34	ترکی	59	متحدہ عرب امارات
10	سینیگال	35	انگلینڈ	60	تھائی لینڈ
11	ماریشس	36	امریکہ	61	نیوزی لینڈ
12	کینیا	37	سورینام	62	یوگوسلاویہ
13	تنزانیہ	38	گیانا	63	انگولا
14	یوگنڈا	39	گنی بساؤ	64	ہانگ کانگ
15	کانگو	40	برازیل	65	بوٹسوانہ
16	زمبابوے	41	گوئٹے مالا	66	افغانستان
17	زیمبیا	42	کینیڈا	67	بنگلہ دیش
18	جنوبی افریقہ	43	آسٹریلیا	68	بیلارس
19	موریطانیہ	44	جاپان	69	بوسنیا
20	رُوس	45	فجی	70	کمبوڈیا
21	پولینڈ	46	جنوبی کوریا	71	فن لینڈ
22	بیلجیئم	47	ملائیشیا	72	انڈیا
23	ڈنمارک	48	سنگاپور	73	قازقستان
24	ہالینڈ	49	سری لنکا	74	کرغستان
25	فرانس	50	انڈونیشیا	75	پاکستان

(مرزا عبدالصمد احمد، سیکرٹری مجلس کار پرداز)

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday July 29 - August 11, 2005 | Issue No. 30-31

سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورۂ کینیڈا کی مختصر جھلکیاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنوں اور غیروں سے کامل عدل و انصاف بلکہ احسان کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔
آنحضرت کے اُسوہ کو اپنا اور دنیا میں انصاف قائم کرنے کے لئے بھرپور کوششیں کرنے کی نصیحت۔

جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس میں مختلف اہم سیاسی وسماجی شخصیات کی شمولیت۔ جماعت احمدیہ کی مذہبی، سماجی وروحانی اقدار کو خراج تحسین۔

علم انعامی و سندات خوشنودی اور تعلیمی ایوارڈز و سندات کی تقسیم

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

۲۶/جون ۲۰۰۵ء بروز اتوار:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 'مسجد بیت الاسلام' ٹورانٹو میں پڑھائی۔

آج جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کا تیسرا دن تھا۔ جماعت احمدیہ کینیڈا نے بہت سے غیر از جماعت اور غیر مسلم احباب کو دعوت دی تھی۔ جن میں وزراء، ممبرز آف پارلیمنٹ، مختلف علاقوں کے میئرز، مختلف ممالک کے کونسلر جنرلز، پولیس اور دوسرے محکموں کے اعلیٰ آفیسرز شامل تھے۔ حضور انور کی آمد سے قبل ہی یہ مہمان جلسہ گاہ میں پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ ساڑھے دس بجے جلسہ سالانہ کینیڈا کا آخری اجلاس شروع ہوا۔ اس اجلاس میں حسب روایت معزز مہمانوں نے اپنے تاثرات بیان کئے اور مختلف رنگ میں اظہار خیال کیا۔

1.Mayor of Brampton
2.Mayor of Mississauga
3.Deputy Mayor of Markham
4.Mayor of Vaughan
5.Minister of State (Families & Caregivers)
6.Minister Of Transportation

نے حاضرین جلسہ سے خطاب کیا اور جماعت کی اعلیٰ روایات اور امن پسندی کو سراہا اور جلسہ میں آنے کے لئے دعوت دیئے جانے پر جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ کینیڈا کے آخری اجلاس میں شرکت کے لئے گیارہ بجکر دس منٹ پر پیس ویلج سے روانہ ہوئے اور گیارہ بج کر چالیس منٹ پر جلسہ گاہ پہنچے۔ جب حضور انور پولیس کے مارچ پاسٹ کرتے ہوئے ایک چاک و چوبند دستے کے ایسکورٹ میں ہال میں تشریف لائے تو سارا ہال حضور انور کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ حاضرین نے پُرجوش نعروں سے اپنے آقا کا استقبال کیا۔ افریقہ سے تعلق رکھنے والے احمدی احباب اپنے مخصوص انداز میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّد رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھ رہے تھے۔

حضور انور کی آمد سے جلسہ کی اس آخری تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم فلاح الدین عودہ صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا نے کی۔ اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ مکرم سلمان خالد صاحب نے پیش کیا۔

اس کے بعد عصمت اللہ صاحب آف جاپان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

خوش الحانی کے ساتھ پیش کیا۔

بعض معزز مہمانوں کے خطابات

اس کے بعد امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا نے اس تقریب میں شرکت کرنے والے بعض معزز مہمانوں کا تعارف کروایا جن میں سے پانچ مہمانوں نے باری باری ڈائس پر آ کر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

(1) (آنریبل جم کیری جیانس) ممبر آف پارلیمنٹ، پارلیمانی سیکرٹری منسٹر آف ٹرانسپورٹ)

انہوں نے السلام علیکم کہہ کر اپنے ایڈریس کا آغاز کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس بات کو ایک لمبا عرصہ ہو چکا ہے کہ میرا تعارف جماعت احمدیہ سے ہوا۔ میں مغربی دنیا سے تعلق رکھنے والا پہلا سیاسی لیڈر ہوں جس نے جماعت احمدیہ سے قریبی تعلق قائم کیا۔ جب سے تعلق قائم ہوا ہے جماعت احمدیہ میری زندگی کا ایک حصہ بن گئی ہے۔ انہوں نے حضور انور کو مخاطب کر کے کہا کہ میں آپ کو کینیڈا میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ربوہ کا دورہ کیا ہے میری ایک خواہش ہے کہ آپ کا اگلا جلسہ سالانہ ربوہ میں آپ کی بہت بڑی مسجد میں منعقد ہو جس میں لاکھوں لوگوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ ایسی مسجد جس میں مختلف خلفاء نے خطبات ارشاد فرمائے۔

آخر پر انہوں نے کینیڈا میں حقوق انسانی کا چارٹر حضور انور کی خدمت میں پیش کیا اور بتایا کہ کینیڈا میں بولی جانے والی ۲۸ زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا جائے گا۔ آخر پر انہوں نے کینیڈا زندہ باد، احمدیت زندہ باد کے نعرے لگائے۔

(2) ۔Hon Mr.John Tory. (آنریبل مسٹر جان ٹوری۔ لیڈر آف کنزرویٹو پارٹی) جب یہ ڈائس پر آئے تو انہوں نے کہا السلام علیکم۔ حضور انور اور میرے رفقائے کارو! آپ کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کے لئے یہاں آ کر میں بہت خوش ہوں۔ میں آپ کو اپنی شاندار کمیونٹی پر مبارکباد دیتا ہوں کہ اس جماعت میں اتحاد ہے اور وہ آپس میں اور دوسروں سے بھی محبت اور یگانگی سے رہتے ہیں۔ یہ انسانیت سے بھی محبت رکھتے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے ''وان'' کے ہسپتال کے لئے بہت چندہ اکٹھا کر کے ہسپتال کی انتظامیہ کو دیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں دوبارہ آپ سے مل سکوں۔

Hon.Greg Sebera(3) (آنریبل گریگ سابیرا وزیر خزانہ Ontario) آنریبل گریگ سابیرا صاحب کا تعارف کرواتے ہوئے امیر صاحب کینیڈا نے بتایا کہ جب ہم اپنی مسجد بنا رہے تھے تو وان شہر کے مئیر نے ایک میٹنگ بلائی۔ میٹنگ شروع ہوئی تو ایک آدمی آیا اور وہ مجلس پر چھا گیا اُس نے کہا یہاں بحث کرنے کی بجائے آؤ اس کمیونٹی کے مرکز میں جا کر ان کی ضروریات کا جائزہ لیں اور جس قدر مدد ہو سکتی ہے ان کی مدد کریں۔ امیر کینیڈا نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میری سمجھ کے مطابق یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ'' کا ایک مصداق تھا۔

اس کے بعد مہمان موصوف ڈائس پر آئے اور السلام علیکم کہا۔ انہوں نے کہا کہ یہاں آ کر خطاب کرنا میری عزّت افزائی ہے۔ پرسوں جمعہ کی شام اونٹاریو کے وزیر اعلیٰ عزّت مآب Dalton Mgunti (ڈالٹن مگنٹی) نے یہاں حاضر ہو کر صوبہ اونٹاریو کی طرف سے اپنی نیک تمنّاؤں کا اظہار کیا تھا۔ آج میں پھر آپ کو اپنی طرف سے اور اونٹاریو کے پریمیئر کی طرف سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں اس بات کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ آپ نے وینکوور اور کیلگری میں مساجد کے سنگ بنیاد رکھے ہیں لیکن میں نہیں چاہوں گا کہ آپ اپنے نیشنل ہیڈ کوارٹر کو یہاں سے کہیں اور منتقل کریں۔

انہوں نے مزید کہا کہ ہم اپنی روایات پر پوری طرح کاربند ہیں اور آپ کے مذہب کی اسی طرح حفاظت کریں گے جیسے دوسرے مذاہب اور روایات کی حفاظت کرتے ہیں۔ اسلام کی خوبصورت تصویر جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے ہمارے ہاں وہ اسلام کی عمدگی سے نمائندگی کرتی ہے۔

جماعت احمدیہ میں ہمیں وہ شاندار مثال نظر آتی ہے کہ کس طرح ایک جماعت اپنی مذہبی اور روحانی اقدار کو قائم کرتے ہوئے ایک زندہ فعال کمیونٹی کی تعمیر کر سکتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس جلسہ سالانہ نے آپ کے مقاصد کو قریب تر لانے میں مدد دی ہے۔ تمام دنیا میں سننے والے سامعین! میری دعا ہے کہ جماعت احمدیہ کینیڈا میں بھی اور دنیا میں بھی پھلے اور پھولے۔

Hon.Stephen Harper۔(4) (آنریبل سٹیفن ہارپر۔ لیڈر آف پراگریسو کنزرویٹو پارٹی۔ لیڈر آف آفیشل اپوزیشن) انہوں نے السلام علیکم کے ساتھ خطاب شروع کیا اور کہا میں قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے آپ سب کو اور (نشری رابطہ کے ذریعہ) دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدی مسلمانوں کو اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کے دو اور اراکین رحیم جعفر اور اوبرائے کی طرف سے اپنی نیک تمنّاؤں کا پیغام دیتا ہوں۔ کینیڈا میں بہت سی تبدیلیاں آئی ہیں اور جماعت احمدیہ جس بین المذاہب بحث مباحثہ اور تعاون کے ذریعہ باہمی تعاون کی فضا پیدا کر رہی ہے میں اس پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے عقائد کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہم آپ کے عقیدہ کی حفاظت کے لئے کھڑے ہیں۔ قرآن کریم کا یہ ارشاد کتنا پیارا ہے کہ ''میرے رحم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے!'' ہم سب کو اکٹھے ہو کر ان اقدار کو قائم کرنے کے لئے اور ان کی حفاظت کے لئے، جو ہمیں عزیز ہیں کام کرنا چاہئے۔

Hon.Joe Volpe(5) (آنریبل جو والپے۔ منسٹر آف امیگریشن)۔ انہوں نے وزیر اعظم کینیڈا پال مارٹن کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا السلام علیکم۔ حضور انور میرے رفقائے کار۔ اراکین جماعت احمدیہ۔ احمدیت زندہ باد۔ آج اس جلسہ میں شمولیت میرے لئے پہلا موقع نہیں ہے۔ کینیڈا میں احمدیہ جماعت ایک اہم کمیونٹی بن چکی ہے۔ جو اقدار جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے سارے کینیڈا میں انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ 'وان' میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد اس جماعت کی ترقی کی ایک علامت ہے۔ آپ میں سے ہر ایک کی محنت اور جذبہ نے ایک بنیاد فراہم کی ہے جس سے کینیڈا مضبوط ہوا ہے کیونکہ یہ بنیاد اخلاقی اقدار پر اٹھائی گئی ہے یہ ان تمام لوگوں کے لئے ایک قابل تقلید اور نمونہ ہے جو ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ اختلاف رکھتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے عقائد کا احترام، باہمی تعاون اور رواداری وہ مخصوص کینیڈین اقدار ہیں جن کو آپ نے

باقی صفحہ نمبر 27 پر ملاحظہ فرمائیں